عمران سیریز
ریڈ چیپ
مظہر کلیم ایم اے

ہمارا ذہنی گراف اونچا ہو جاتا ہے اس لئے میں ہر سال فرسٹ ڈویژن میں پاس ہوتی ہوں اور ہم سب کو آپکے ناولوں کا اس شدت سے انتظار ہوتا ہے جیسے طالب علم کو رزلٹ کا انتظار ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے لکھا ہے کہ گذشتہ دنوں ایک سٹوڈنٹ طالبہ کی شادی ہوئی تو شادی پر ملنے والے تحفوں میں انہیں جو تحفہ سب سے زیادہ پسند آیا وہ آپکے ناولوں کا سیٹ تھا۔ آخر میں انہوں نے خیال ظاہر کیا ہے کہ وہ وقت جلد آجائے گا جب لڑکیوں کو جہیز کی بجائے آپ کے ناول جہیز میں دیئے جائیں گے۔

محترمہ ریحانہ کوثر صاحبہ اور ان کے پورے سٹاف کا میں مشکور ہوں کہ انہیں میرے ناول پسند آتے ہیں۔ رہ گئی جہیز اور دلہن کو تحفے میں ناولوں کا سیٹ دیئے جانے والی بات تو محترمہ! میں تو جاسوسی ناول لکھتا ہوں اور آپ اسے جاسوسی ناولوں تک ہی رہنے دیں۔ مجھے بہشتی زیور لکھنے پر مجبور نہ کریں کیونکہ اب تک تو بہشتی زیور جیسی کتاب ہی دلہن کو تحفے میں دی جاتی ہے اور بہشتی زیور تو مولانا اشرف علی تھانوی جیسے عالم دین ہی لکھ سکتے ہیں ان کے مقابلے میں میری کیا حیثیت ہے اور اگر آپ نے مجھے عمران سیریز میں بہشتی زیور لکھنے پر مجبور کر بھی دیا تو آپ کو خط اسکل منظہر کلیم کی بجائے حضرت مولانا منظہر کلیم قادری، نقشبندی، وارثی وغیرہ وغیرہ لکھنا پڑے گا۔ اور اس قسم کے خطوط میں جو القاب لکھنے پڑتے ہیں وہ یاد کرتے کرتے آپ کی عمر گذر جاتی ہے۔ اس لئے ناول کو جاسوسی ناول ہی رہنے دیں اور مجھے منظہر کلیم۔ میں اسی میں خوش ہوں۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

رات کے گہرے اندھیرے میں فراخ سڑک کے کناروں پر ٹمٹماتے ہوئے سٹریٹ لائٹس کے مرکری بلب روشنی پھیلانے کی بجائے صرف اپنے وجود کا اعلان کرنے تک ہی محدود ہو گئے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے سڑک کے دونوں اطراف میں جگنوؤں کو ایک قطار میں لٹکا دیا گیا ہو۔ سڑک سنسان تھی۔ صرف کبھی کبھی کوئی کار اندھیرے میں لپٹی ہوئی سڑک پر دوڑتی نظر آتی۔ اس کے ہیڈ لیمپ بھی روشنی بکھیرنے سے قاصر نظر آتے تھے۔ کیونکہ ماحول پر چھائی ہوئی گہری دھند نے اندھیرے کو کچھ ضرورت سے زیادہ ہی تاریک کر دیا تھا۔

اس سڑک کے دائیں کنارے پر ایک تین منزلہ عمارت اندھیرے میں ڈوبی ہوئی کھڑی تھی۔ اس پوری عمارت سے روشنی کی ایک کرن بھی نہ جھلک رہی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے پوری عمارت پر تاریکی کا دبیز غلاف چڑھا ہوا ہو۔ لیکن اس عمارت کا صدر دروازہ کھلا ہوا تھا اور دروازے کے باہر دو ٹ

موٹے ستونوں کے ساتھ دو سائے موجود تھے۔ جن کے کاندھوں سے جدید ترین مشین گنیں لٹک رہی تھیں۔ انہوں نے گہرے رنگ کے لباس پہن رکھے تھے جس کی وجہ سے وہ گھپ اندھیرے کا ایک حصہ بن گئے تھے۔ وہ ستونوں کے ساتھ پشت لگائے خاموش کھڑے ہوئے تھے۔ البتہ ان کی نظریں سڑک کا مسلسل جائزہ لے رہی تھیں جیسے انہیں کسی کے آنے کا انتظار ہو۔ لیکن سڑک بیوہ کی مانگ کی طرح سنسان پڑی ہوئی تھی۔ اچانک عمارت کے اندر سے ہلکے ہلکے قدموں کی چاپ ابھری تو ستونوں کے ساتھ چپٹے ہوئے افراد چونک کر سیدھے ہو گئے۔ ان کی نظریں عمارت کے صدر دروازے کی طرف مڑ گئیں۔

چند لمحوں بعد اندھیرے سے ایک سایہ سا برآمد ہوا۔ لمبا تڑنگا سایہ جس کا سینہ کافی چوڑائی میں پھیلا ہوا تھا۔

"کیا رپورٹ ہے"۔۔۔۔۔؟ دروازے میں سے ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی زخمی چیتا کسی کی آہٹ سن کر غراتا ہے۔

"ابھی خاموشی ہے باس"۔۔۔۔۔ ایک ستون کے ساتھ کھڑے ہوئے آدمی نے سہمے اور دبے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہوشیار رہنا۔۔۔ وہ ضرور آئے گا۔ اور اسے کسی صورت بھی بچ کر نہیں جانا چاہیئے"۔۔۔۔۔ وہی غراتی ہوئی آواز دوبارہ سنائی دی اور پھر وہ لمبا تڑنگا سایہ مڑ کر دروازے کے اندرونی اندھیرے میں غائب ہو گیا۔ قدموں کی چاپ چند لمحوں کے لئے ابھری۔ اس کے بعد ایک بار پھر پراسرار سکوت طاری ہو گیا۔

"ایک کار آرہی ہے۔۔۔ ہوشیار"۔۔۔۔۔ اچانک ایک ہلکی سی آواز

ساتھی اور دوسرا چونک کر سیدھا ہو گیا۔

کار سڑک کی انتہائی دائیں جانب سے اس عمارت کی طرف آتی دکھائی دے رہی تھی۔ اس کی رفتار سست تھی۔ اور اس کے ہیڈ لیمپوں کی بجائے نچلی چھوٹی بتیاں روشن تھیں۔ لیکن ان کی روشنی ایسی تھی جیسے بلی کی آنکھوں کی سفیدی چمکتی ہے۔ وہ سب تیزی سے مڑ کر ستونوں کی آڑ میں ہو گئے۔

کار دھیرے دھیرے آگے بڑھتی چلی آئی اور پھر عمارت کی مخالف سمت میں ذرا آگے بڑھ کر ایک اونچی عمارت کے گیٹ کے سامنے رک گئی۔ اس عمارت کے اندر بھی تاریکی تھی اور جو کار اس کے سامنے آ کر رکی تھی وہ بھی تاریک تھی۔ اس کی اندرونی روشنی بجھی ہوئی تھی۔

کار چند لمحے عمارت کے سامنے رکی رہی۔ اس کے بعد اس کا دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی۔ یہ ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ تھا جس کا رخ اسی عمارت کی طرف تھا جس کے سامنے ستونوں کی آڑ میں مشین گن بردار چھپے کھڑے تھے۔ دروازہ کھلتے ہی ایک سایہ کار میں سے باہر نکلا۔ وہ خاصا طویل القامت تھا اس کے جسم پر چست لباس موجود تھا۔

"فائر"۔۔۔۔ اچانک ایک ستون کی آڑ سے دبی سی آواز برآمد ہوئی اور دوسرے لمحے دو مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ فضا میں بلند ہوئی اور ساتھ ہی مشین گنوں کی نالوں سے شعلے نکل کر آگے کی طرف بڑھتے ہوئے سائے کی طرف لپکے اور پھر ایک چیخ بلند ہوئی اور اس کے ساتھ ہی وہ سایہ اچھل کر کار سے ٹکرایا اور پھر سڑک پر سائیڈ کے بل گر گیا۔ تڑتڑاہٹ مسلسل جاری تھی۔ گولیاں اب سڑک پر گرے ہوئے سایہ پر لپک رہی تھیں۔

"مارا گیا" ۔۔۔ وہی آواز نکلی اور اس کے ساتھ ہی مشین گن کی تڑتڑاہٹ بند ہو گئی۔ اور پھر وہ دونوں ستونوں کی آڑ سے نکل کر تیزی سے کار کی طرف بڑھے۔ ان کا انداز فاتحانہ تھا۔

لیکن ابھی وہ آدھی سڑک تک ہی پہنچے تھے کہ اچانک کار میں سے شعلے لپکے اور ساتھ ہی تڑتڑاہٹ کی آواز ابھری اور وہ دونوں لٹوؤں کی طرح گھومتے ہوئے سڑک پر گرے۔ اسی لمحے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور پھر کمان سے نکلے ہوئے تیر کی طرح آگے کی طرف بڑھنے لگی۔ لیکن اسی لمحے ستونوں والی عمارت کے اوپر سے کوئی سیاہ رنگ کی چیز اڑتی ہوئی آگے جانے والی کار کی چھت سے ٹکرائی۔ دوسرے لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور دوڑتی ہوئی کار کے پرخچے اڑ گئے۔

اردگرد سے تیز سیٹیوں کی آوازیں گونجنے لگیں اور پھر دور سے پولیس گاڑیوں کے سائرن بھی چیختے ہوئے سنائی دیئے اور تھوڑی دیر بعد مختلف سمتوں سے کئی پولیس کاریں اور فٹ کانسٹیبل دوڑتے ہوئے موقع پر پہنچے کاروں کی چھت پر نصب سرچ لائٹس روشن ہو گئیں۔ جن کی تیز روشنی نے اندھیرے کا دامن چاک کر دیا۔ اور پھر کاروں سے افراد نکل کر کار میں اور سڑک پر پڑے ہوئے افراد کی طرف بڑھنے لگے۔

"ہٹ جاؤ ۔۔۔ کار کی ٹنکی پھٹنے والی ہے" ۔۔۔ ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور کار کی طرف بڑھنے والے قدم تیزی سے ٹھٹھک گئے۔ کار سڑک کے درمیان دھڑا دھڑ جل رہی تھی۔

دوسرے لمحے سب لوگ سڑک پر لیٹ گئے اور پھر ایک اور زوردار دھماکہ ہوا اور کار کا ملبہ فضا میں اڑ کر ادھر ادھر بکھر گیا۔

جب دھماکے کی آواز ختم ہوئی تو سب اٹھ کر لاشوں کی طرف بڑھے۔ البتہ دو فٹ کانسٹیبل تیزی سے کار کی طرف بڑھے اور انہوں نے کار کے قریب ہی ایک مسخ شدہ جلی ہوئی لاش کو چیک کر لیا اور وہ دونوں وہیں لاش کے پاس رک گئے۔

کاروں سے اترنے والے لاشوں کے گرد جمع ہو گئے۔

"اوہ! ۔۔۔ یہ دونوں تو چینگم کلب کے آدمی ہیں" ۔۔۔ ان میں سے ایک نے جس نے سر پر پی کیپ پہنی ہوئی تھی۔ سڑک پر پڑے ہوئے دونوں افراد کو جھک کر دیکھتے ہوئے کہا۔

سڑک پر پڑے ہوئے دونوں افراد کے سینوں پر سرخ رنگ کے ستارے کڑھے ہوئے تھے۔

"یس سر! ۔۔۔ میں انہیں جانتا ہوں ۔۔۔ یہ ٹوڈی اور ٹونی ہیں اور یہ دونوں سگے بھائی ہیں ۔۔۔ دونوں پیشہ ور قاتل ہیں ۔۔۔ بے شمار کیسوں میں ہمیں مطلوب تھے" ۔۔۔ دوسرے نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا اور پی کیپ والا سر ہلاتا ہوا سیدھا ہوا اور پھر وہ سڑک کے دوسرے کنارے پر پڑی ہوئی لاش کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اور پھر لاش کے قریب پہنچ کر وہ بری طرح چونکا۔

"اوہ! ۔۔۔ یہ تو سر آرنلڈ کا ڈرائیور ہے ۔۔۔ اس کی یونیفارم پر سر آرنلڈ کا خاندانی نشان موجود ہے اور یونیفارم ڈرائیوروں والی ہے" ۔۔۔ پی کیپ والے نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"سر! ۔۔۔ ادھر کار کے قریب ایک مسخ شدہ لاش موجود ہے" ۔۔۔ ایک فٹ کانسٹیبل نے جو اس لاش کے قریب تھا اونچی آواز میں کہا اور پی کیپ

والا سر ہلاتا ہوا تیزی سے ادھر بڑھنے لگا۔ باقی آفیسر بھی اس کے ساتھ چل پڑے۔

لاش بری طرح مسخ ہو چکی تھی۔ اس کا لباس بھی جل کر راکھ ہو چکا تھا۔ وہ لاش کسی صورت بھی پہچانی نہ جا رہی تھی۔

پی کیپ والا خاصی دیر تک لاش کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے سر اوپر اٹھایا۔

"لاش تو نہیں پہچانی جا رہی ۔۔۔ بہرحال یہ نکلی تو کار سے ہی ہے۔ اس لئے لازماً اس کا تعلق بھی سر آرنلڈ کے ساتھ ہی ہوگا" ۔۔۔ پی کیپ والے نے کہا اور باقی افراد نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"راجر ۔۔۔ میرے ساتھ آؤ ۔۔۔ اور سٹیفورڈ! ۔۔۔ تم باقی کارروائی کر کے لاشیں اٹھوا لینا" ۔۔۔ پی کیپ والے نے قریب کھڑے دو افراد سے مخاطب ہو کر کہا اور خود تیزی سے ایک پولیس کار کی طرف بڑھنے لگا۔ ایک آدمی اس کے ساتھ چل پڑا۔ ڈرائیونگ سیٹ راجر نے سنبھال لی جب پی کیپ والا ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا تو دوسرے لمحے کار تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ اس کی صرف سپارکنگ لائٹ جل رہی تھی مگر سائرن بند تھا۔

"سر آرنلڈ کی حویلی پر چلو" ۔۔۔ پی کیپ والے نے راجر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس وقت سر! ۔۔۔ اس وقت تو وہ سو رہے ہوں گے" ۔۔۔ راجر نے تذبذب بھرے انداز میں کہا۔

"دیکھ لیں گے" ۔۔۔ پی کیپ والے نے کہا اور پھر اس نے ڈیش بورڈ

سے ہاتھ لٹکے ہوئے رسیور کو ہک سے نکال لیا۔

"یس ۔۔۔ پولیس ہیڈ کوارٹر" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک آواز ابھری۔

"انسپکٹر جان سپیکنگ ۔۔۔ براڈوے روڈ پر فائرنگ ہوئی ہے ۔۔۔ چار افراد ہلاک ہوئے ہیں ۔۔۔ ایک کار کو بم سے اڑا دیا گیا ہے۔ فائرنگ دو پارٹیوں کے درمیان نظر آتی ہے ۔۔۔ جن میں سے ایک پارٹی کے دو افراد کا تعلق چیونگم کلب سے معلوم ہوتا ہے ۔۔۔ جبکہ باقی دو افراد کا تعلق سر آرنلڈ سے ہے ۔۔۔ ایک تو لازماً اس کا ڈرائیور ہے جبکہ دوسرے فرد کی شناخت فوری طور پر نہ ہو سکی ہے کیونکہ اس کی لاش بری طرح جل کر مسخ ہو چکی ہے ۔۔۔ سٹیفورڈ باقی کارروائی کر رہا ہے ۔۔۔ میں سارجنٹ راجر کے ساتھ سر آرنلڈ کی حویلی میں جا رہا ہوں۔ رپورٹ درج کر لو" ۔۔۔ انسپکٹر جان نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"یس سر" ۔۔۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ اور انسپکٹر جان نے رسیور واپس ہک میں لٹکا دیا۔

کار مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ایک چھوٹی سی پہاڑی کی سائیڈ میں پہنچی۔ اور پھر پہاڑی کے اوپر جانے والی سڑک پر دوڑنے لگی۔ انسپکٹر جان اور سارجنٹ راجر خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ دونوں شاید اپنے خیالوں میں گم تھے۔

دونوں کا تعلق کاسٹریا کے دار الحکومت آیانا کی سنٹرل پولیس کے ساتھ تھا اور انسپکٹر جان ساؤتھ پرتھ ونگ کا انچارج تھا۔ سر آرنلڈ آیانا کی اہم ترین شخصیت تھی۔ وہ خاندانی لارڈ ہونے کے ساتھ ساتھ کاسٹریا کی اہم ترین صنعتی شخصیت بھی تھے۔ اور کاسٹریا کے علاوہ دیگر ممالک میں اس کے

تھا یوں شار ہوئل شیطان کی آنت کی طرح پھیلے ہوئے تھے۔ سرکاری طور پر بھی اس کے تعلقات انتہائی وسیع تھے۔ اور بہرحال کاسٹریا میں وہ وی۔ آئی۔ پی شخصیت کے طور پر گنا جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آدھی رات کے وقت مارجنٹ راجر، سر آرنلڈ کی حویلی کی طرف جاتے ہوئے ہچکچا رہا تھا۔ لیکن انسپکٹر جان مختلف شخصیت تھی۔ وہ اصولوں کا بے حد سخت تھا۔ اگر اُسے ذرا سا بھی شبہ ہو جاتا کہ کاسٹریا کا پرائم منسٹر کسی واردات میں ملوث ہو سکتا ہے اور یہ واردات اس کے علاقے میں ہو تو وہ اس سے بھی پوچھ گچھ سے بھی ذرا نہ ہچکچاتا تھا۔ انہی اصولوں اور سخت گیری کی وجہ سے پولیس کے اعلیٰ حکام اس کی عزت کرتے تھے۔ ویسے بھی انسپکٹر جان کے کارناموں کی پورے کاسٹریا میں دھوم مچی ہوئی تھی۔ اور عام طور پر یہ کہا جاتا تھا کہ انسپکٹر جان کوئی مافوق الفطرت آدمی ہے جو لمحوں میں انتہائی پیچیدہ سے پیچیدہ واردات کا سراغ لگا لیتا تھا۔ حالانکہ اس میں اس کی بے پناہ ذہانت اور مشاہدے کا بڑا دخل تھا۔ زیرِ زمین دنیا کے افراد کی وہ ہر وقت ٹوہ میں رہتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے فوراً ہی چیونگم کلب کے افراد اور سر آرنلڈ کے ڈرائیور کو پہچان لیا تھا۔

چیونگم کلب آیانا کی ایک ایسی تنظیم تھی جس کا جال پورے آیانا میں پھیلا ہوا تھا۔ ہر قسم کے جرائم میں یہی تنظیم ملوث رہتی تھی جس میں قتل سے لے کر سمگلنگ تک کے جرائم آجاتے تھے۔ لیکن آج تک اس کلب کے مرکزی افراد تلاش نہ کئے جا سکے تھے۔ عام ممبر تو اکثر پکڑے جاتے تھے۔ لیکن جو افراد پکڑے جاتے تھے وہ کسی نہ کسی طرح سے خودکشی کر لیتے تھے اس لئے پولیس ہیڈکوارٹر میں اس کی فائل بانجھ عورت کی گود کی طرح خالی ہی پڑی تھی۔

"یہ چیونگم کلب کی سر آرنلڈ سے کیا دشمنی ہو سکتی ہے ۔۔۔۔۔ سر آرنلڈ تو ان ایسے کاموں میں ملوث نہیں رہا" ۔۔۔۔۔ راجر نے خاموشی توڑتے ہوئے انسپکٹر جان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ یہ سب کچھ کسی غلط فہمی کی وجہ سے ہوا ہو" ۔۔۔۔ انسپکٹر جان نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا اور راجر نے سر ہلا دیا۔

کار اب پہاڑی کے اوپر پہنچ چکی تھی جہاں سر آرنلڈ کی وسیع و عریض اور بلند و بالا شاندار حویلی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔ سفید رنگ کے پتھروں سے بنی ہوئی یہ حویلی پورے کاسٹریا میں انتہائی نادر عمارت سمجھی جاتی تھی اور یہ حویلی سر آرنلڈ کے آباؤ اجداد سے ان کی ملکیت چلی آ رہی تھی۔

حویلی کا بڑا سا پھاٹک نظر آتے ہی راجر نے کار کی رفتار آہستہ کر دی۔ لوہے کی سلاخوں سے بنا ہوا بڑا سا پھاٹک بند تھا۔ اس پھاٹک کی دونوں سائیڈوں میں کمرے بنے ہوئے تھے۔ جن میں لمبی لمبی اور پتلی کھڑکیاں تھیں ان کھڑکیوں میں بھی فولادی سلاخیں نصب تھیں۔ دونوں کمروں میں روشنی ہو رہی تھی۔ اور اندر مسلح افراد کھڑے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ اور پھاٹک کے باہر دو دیو قامت حبشی ہاتھوں میں برین گنیں اٹھائے اور خاکی رنگ کی شاندار وردی پہنے بڑے مستعد انداز میں کھڑے تھے۔

راجر نے پھاٹک کے قریب پہنچ کر کار روک دی اور انسپکٹر جان دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ دونوں حبشی دربان اپنی اپنی جگہوں پر خاموش کھڑے رہے جیسے انہیں آنے والوں کی ذرا برابر بھی پرواہ نہ ہو۔ انسپکٹر جان تیز تیز قدم اٹھاتا ان کی طرف بڑھ گیا۔

"میرا نام انسپکٹر جان ہے ۔۔۔۔ اور میں فوری طور پر سر آرنلڈ سے ملنا

جا سکتا ہوں ۔۔۔ اٹ از ایمرجنسی" ۔۔۔ انسپکٹر جان نے سپاٹ لہجے میں ایک حبشی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سوری آفیسر! ۔۔۔ باس اس وقت کسی سے نہیں مل سکتے ۔۔۔ وہ اپنی خواب گاہ میں ہیں ۔۔۔ آپ صبح سیکرٹری سے بات کر لیں" ۔۔۔ حبشی نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن میرا ان سے فوری ملنا بے حد ضروری ہے ۔۔۔ میں ایک قتل کیس کی تفتیش کر رہا ہوں" ۔۔۔ انسپکٹر جان نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"قتل ۔۔۔ اوہ کس کا قتل ہوا ہے" ۔۔۔ حبشی نے پریشان ہوتے ہوئے پوچھا۔

"یہ معلوم کرنا تمہارا دردِ سر نہیں ہے" ۔۔۔ انسپکٹر جان نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"میں سیکرٹری سے بات کرتا ہوں" ۔۔۔ حبشی نے کہا اور پھر وہ گیٹ کے ساتھ بنے ہوئے کمرے کی کھڑکی کی طرف بڑھ گیا۔

"انسپکٹر جان آئے ہیں ۔۔۔ کسی قتل کے کیس کی تفتیش کے سلسلے میں فوری طور پر سر آرنلڈ سے ملنا چاہتے ہیں ۔۔۔ میں نے انہیں کہا ہے کہ صبح بات کر لیں۔ لیکن وہ بضد ہیں کہ ابھی بات کرنی ہے ۔۔۔ کیس چونکہ قتل کا ہے۔ اس لئے انکار نہیں کیا جا سکتا ۔۔۔ تم جان مارٹن سے بات کر لو ۔۔۔ وہ خود ہی بات کر لیں گے" ۔۔۔ حبشی دربان نے کھڑکی کے قریب جا کر اندر موجود کسی آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ چند لمحے وہاں کھڑا رہا۔ شاید فون پر ہونے والی بات چیت سن رہا تھا۔ پھر واپس مڑا اور اس

گیٹ کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے گیٹ خود بخود کھلتا چلا گیا۔

"تشریف لے جائیے سر! ۔۔۔ سامنے پورچ میں اسسٹنٹ سیکرٹری جان مارٹن آپ کے استقبال کے لئے موجود ہیں" ۔۔۔ دربان نے گیٹ اور واپس آ کر انسپکٹر جان سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور انسپکٹر جان سر ہلاتا ہوا واپس مڑا اور کار میں بیٹھ گیا۔ راجر نیچے ہی نہ اترا تھا۔

"اندر لے چلو" ۔۔۔ انسپکٹر جان نے راجر سے مخاطب ہو کر کہا اور راجر نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔

گیٹ کراس کر کے وہ ایک وسیع و عریض لان کراس کرتے ہوئے عمارت کے عظیم الشان پورچ کے قریب پہنچ گئے۔ پورچ میں ایک نئے ماڈل کی رولز رائس کار موجود تھی۔ راجر نے کار اس کے پیچھے روک دی۔ اور انسپکٹر جان اسے اترنے کا اشارہ کرتے ہوئے نیچے اتر آیا۔ راجر بھی نیچے اتر آیا۔ اور پھر وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے پورچ سے ملحقہ برآمدے کی طرف بڑھے۔ جہاں ایک گنجے سر والا ادھیڑ عمر آدمی تھری پیس سوٹ میں ملبوس بڑے بے چین سے انداز میں کھڑا تھا۔

"خوش آمدید انسپکٹر! ۔۔۔ آپ کی اس وقت آمد حیران کن ہے ۔۔۔ گیٹ والے نے بتایا تھا کہ آپ کسی قتل کیس کیلئے تشریف لائے ہیں" ۔۔۔ جان مارٹن نے بے چینی کے سے انداز میں دونوں ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے ۔۔۔ لیکن آپ اس قدر بے چین کیوں ہیں ۔۔۔ ؟ آپ ہمیں سر آرنلڈ ۔۔۔ سے ملوا دیں ۔۔۔ ہم صرف چند منٹ لیں گے" ۔۔۔ انسپکٹر جان نے جواب دیا۔

"آیئے ــــ تشریف لائیے" ــــ جان مارٹن نے کہا اور پھر وہ ان دونوں کو ایک شاندار انداز میں سجے ہوئے کمرے میں لے آیا اور انہیں صوفوں پر بیٹھنے کا اشارہ کر کے وہ ایک الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کھول کر شراب کی بوتل نکالی۔

"سوری مسٹر جان مارٹن! ــــ ہم ڈیوٹی کے دوران نہیں پیتے" ــــ انسپکٹر جان نے اس کے مڑنے سے پہلے ہی سخت لہجے میں کہا۔ اور پھر جان مارٹن نے بوتل واپس الماری میں رکھی اور اسے بند کر کے وہ واپس مڑا اور انسپکٹر جان کے مقابل صوفے پر بیٹھ گیا۔

"انسپکٹر! ــــ سر آرنلڈ سے اس وقت کسی صورت میں کوئی بات نہیں ہو سکتی ــــ چاہے وزیراعظم خود ہی کیوں نہ آ جائیں ــــ البتہ صبح یہ بندوبست ہو سکتا ہے" ــــ جان مارٹن نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور انسپکٹر جان ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"اگر یہ بات ہے تو ٹھیک ہے ــــ صبح ان سے ملاقات ہو جائے گی۔ یہ فرمایئے! ــــ سر آرنلڈ کے پاس کتنے ڈرائیور ہیں ــــ اور کتنی کاریں ہیں" ــــ؟ انسپکٹر جان نے کہا۔

"پہلے آپ مجھے بتایئے کہ قتل کون ہوا ہے ــــ؟ اس کے بعد میں آپ کے سوالات کا جواب دے سکتا ہوں ــــ کیونکہ سوالات کے جواب دینے سے پہلے یہ جاننا میرا قانونی حق ہے" ــــ جان مارٹن نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اب وہ اپنے آپ کو پوری طرح سنبھال چکا تھا۔

"ابھی ہمیں خود معلوم نہیں کہ کون قتل ہوا ہے ــــ اور کون قاتل ہے" ــــ انسپکٹر جان نے اسے ٹالتے ہوئے کہا۔

"اگر یہی بات ہے تو پھر سوری! ــــ میں آپ کے سوالات کا جواب نہیں دے سکتا ــــ کم از کم مقتول کے بارے میں مجھے بتایئے" ــــ جان مارٹن نے سخت لہجے میں کہا۔

"آپ میری بات سمجھے نہیں ــــ براڈوے روڈ پر فائرنگ ہوئی ہے ایک کار کو بم سے اڑا دیا گیا ہے ــــ وہاں چار افراد کی لاشیں موجود ہیں ان میں سے دو کا تعلق شاید چینی گم کلب سے ہے ــــ جبکہ باقی دو میں سے ایک نے سر آرنلڈ کے ڈرائیور کی وردی پہنی ہوئی ہے ــــ اور ایک لاش کار کے ساتھ ہی جل کر مسخ ہو چکی ہے ــــ اب مجھے یہ معلوم نہیں کہ ان میں سے کس نے کس کو قتل کیا ہے" ــــ انسپکٹر جان نے دانت بھینچتے ہوئے جواب دیا۔ اس کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ جان مارٹن کے جواب نے اسے خاصا مشتعل کر دیا ہے۔ لیکن معاملہ سر آرنلڈ کا تھا اس لئے انسپکٹر جان نے اپنے آپ کو کنٹرول کیا ہوا تھا۔

"سر آرنلڈ کا ڈرائیور! ــــ اوہ! اسی لئے آپ اس وقت یہاں آئے ہیں ــــ سر آرنلڈ کے پاس آٹھ کاریں ہیں اور آٹھ ڈرائیور ہیں ــــ لیکن یہ سب ڈرائیور دن کو ڈیوٹی پر ہوتے ہیں ــــ رات کو اول تو سر آرنلڈ کہیں نہیں جاتے ــــ اگر جاتے ہیں تو وہ خود ڈرائیو کرتے ہیں ــــ یا کسی ایمرجنسی کی صورت میں کسی بھی ڈرائیور کو کال کر لیا جاتا ہے۔ کیونکہ سب ڈرائیور اسی حویلی میں رہتے ہیں" ــــ جان مارٹن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ اس وقت کتنی کاریں موجود ہیں ــــ اور کتنے ڈرائیور اپنے مکانوں میں ہیں" ــــ؟ انسپکٹر جان نے پوچھا۔

"آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ یونیفارم والا سر آرنلڈ کا ڈرائیور ہے ـــــ؟ ڈرائیور کی یونیفارم تو کوئی بھی پہن سکتا ہے" ـــــ جان مارٹن نے جرح کرتے ہوئے کہا۔

"اس کے سینے پر سر آرنلڈ کا خاندانی نشان موجود تھا" ـــــ انسپکٹر جان نے جواب دیا۔

"اوہ! ـــ تو پھر اس نشان کے نیچے کوئی نمبر بھی ضرور لکھا ہوا ہوگا" ـــ جان مارٹن نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"نمبر ــ ہاں! ـــ میرے خیال میں چھ کا ہندسہ موجود تھا ـــ میں نے اس وقت خیال نہیں کیا تھا" ـــــ انسپکٹر جان نے کہا۔

"چھ نمبر ـــ اوہ! ـــ چھ نمبر ڈرائیور تو بلانکا ہے ـــ کیا وہ نوجوان آدمی تھا" ـــــ؟ جان مارٹن نے کہا۔

"ہاں! ـــ نوجوان ہی تھا" ـــــ انسپکٹر جان نے کہا۔

"اوکے! ـــ میں معلوم کرتا ہوں" ـــــ جان مارٹن نے کہا اور پھر میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے ایک نمبر دبا دیا۔

"یس" ـــــ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"آپریٹر! ـــ میں اسسٹنٹ سیکرٹری جان مارٹن بول رہا ہوں ... چھ نمبر ڈرائیور بلانکا کی رہائش گاہ پر فون کر کے مجھ سے اس کی بات کراؤ" ـــــ جان مارٹن نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر" ـــــ دوسری طرف سے شاید ٹیلی فون ایکسچینج کا آپریٹر بول رہا تھا۔ اور جان مارٹن نے رسیور رکھ دیا۔ انسپکٹر جان اور راجر دونوں ہی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

چند لمحوں بعد گھنٹی بج اٹھی اور جان مارٹن نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس ـــ جان مارٹن سپیکنگ" ـــــ جان مارٹن نے کہا۔

"سر! ـــ بلانکا لائن پر ہے، بات کیجئے" ـــــ دوسری طرف سے آواز آئی اور جان مارٹن کی آنکھیں حیرت سے پھیلنے لگیں۔ اس نے چونک کر انسپکٹر جان اور راجر کی طرف دیکھا۔ وہ دونوں بھی چونک کر سیدھے ہو گئے تھے۔ آپریٹر کی آواز ان کے کانوں تک بھی پہنچ گئی تھی۔

"ہیلو ـــ بلانکا بول رہا ہوں جناب! ـــ حکم فرمائیے" ـــــ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"بلانکا! ـــ تم فوراً ملاقاتی کمرے میں آجاؤ ـــــ تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے" ـــــ جان مارٹن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"وہ تو زندہ ہے انسپکٹر! ـــ اسی لئے میں نے اسے یہاں بلایا ہے تاکہ آپ خود بات کر لیں" ـــــ جان مارٹن نے کہا۔

"ہاں! ـــ میں نے سن لیا ہے ـــ آپ پلیز کاروں اور باقی ڈرائیوروں کا پتہ کروائیں۔ ہو سکتا ہے یونیفارم بدل دی گئی ہو" ـــــ انسپکٹر جان نے کہا اور جان مارٹن نے سر ہلاتے ہوئے دوبارہ رسیور اٹھا لیا اور پھر اس نے آپریٹر کو تمام ڈرائیوروں کا پتہ کرنے اور ٹرانسپورٹ سیکرٹری سے یہ معلوم کرنے کو کہا کہ اس وقت حویلی میں کتنی کاریں موجود ہیں اور یہ ہدایات دیکر اس نے رسیور رکھ دیا۔

تھوڑی دیر بعد گھنٹی دوبارہ بجی اور جان مارٹن نے رسیور اٹھا کر دوسری طرف کی بات سننی شروع کر دی۔ آپریٹر اسے بتا رہا تھا کہ اس نے چیک

کرلیا ہے ——— تمام ڈرائیور اپنی اپنی رہائش گاہوں میں موجود ہیں۔ صرف بلانکا گھر سے چل پڑا ہے ——— ٹرانسپورٹ سیکرٹری نے بتایا ہے کہ اس وقت سات کاریں گیراج میں موجود ہیں ——— البتہ ایک کار پورچ میں ہے" آپریٹر نے جواب دیا اور جان مارٹن نے او کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"ہم نے سن لیا ہے ——— تھینک یو" ——— انسپکٹر جان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ البتہ اس کے چہرے پر الجھنوں کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد قدموں کی چاپ دروازے پر سنائی دی اور پھر دروازہ کھول کر ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ بھی ابھی گہری نیند سے جاگا ہے۔ کمرے میں موجود باوردی انسپکٹر اور سارجنٹ کو دیکھ کر وہ قدرے پریشان ہو گیا۔

"یس سر" ——— آنے والے نے مؤدبانہ انداز میں جان مارٹن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بیٹھو بلانکا! ——— انسپکٹر جان کسی سلسلے میں کچھ پوچھنا چاہتے ہیں"۔ جان مارٹن نے کہا اور بلانکا سر ہلاتا ہوا ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تمہارے پاس کتنی یونیفارمز ہیں" ——— ؟ انسپکٹر جان نے پہلا سوال کرتے ہوئے کہا۔

"سر! ——— میرے پاس دو ہیں ——— ایک میرے گھر میں موجود ہے اور دوسری ڈرائی کلینر کے پاس گئی ہوئی ہے" ——— بلانکا نے چونک کر جواب دیا۔

"کس ڈرائی کلینر کے پاس" ——— ؟ انسپکٹر جان نے پوچھا اور سارجنٹ راجر نے جلدی سے نوٹ بک نکالی اور بال پوائنٹ کھول لیا۔

"حویلی کے تمام کپڑے سپر ڈرائی کلینر گارنر روڈ کے پاس جاتے ہیں" ——— بلانکا کے بولنے سے پہلے ہی جان مارٹن بول پڑا۔

"کب بھیجی تھی یہ یونیفارم" ——— ؟ انسپکٹر نے پوچھا۔

"کل گئی ہے ——— صبح آ جائے گی ——— پھر موجودہ جوڑا چلا جائے گا"۔ بلانکا نے جواب دیا۔

"تم خود وہاں دے کر آئے تھے" ——— ؟ انسپکٹر جان کے سوالات جاری تھے۔

"نہیں جناب! ——— ہم تو میلے کپڑے یہاں کپڑوں کے انچارج میلڈن کے پاس جمع کرا دیتے ہیں ——— وہی بھیجتے ہیں اور وہی واپس وصول کرتے ہیں" ——— بلانکا نے جواب دیا۔

"او کے! ——— ٹھیک ہے ——— اچھا جان مارٹن! شکریہ ——— فی الحال اتنا ہی کافی ہے ——— مزید ضرورت محسوس ہوئی تو پھر آ جاؤں گا"۔ انسپکٹر جان نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور راجر بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر وہ دونوں جان مارٹن سے مصافحہ کر کے کمرے سے باہر آئے اور اپنی کار میں بیٹھ کر حویلی سے باہر آ گئے۔

"یہ کیا چکر ہے" ——— ؟ سارجنٹ راجر نے باہر آتے ہی کہا۔

"مجھے تو کوئی گہرا ہی چکر معلوم ہوتا ہے ——— بہرحال صبح اس ڈرائی کلینر کو چیک کریں گے" ——— انسپکٹر جان نے کہا۔

ابھی ان کی کار پہاڑی سے نیچے اتر کر ایک سائیڈ پر مڑی تھی کہ اچانک ایک سائیڈ سٹریٹ سے ایک کار برق رفتاری سے نکلی اور پھر اس سے پہلے کہ راجر اپنی کار کو سنبھالتا، آنے والی کار پوری قوت سے پولیس کار سے

ٹکرائی۔ ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور پولیس کار قلابازیاں کھاتی ہوئی سڑک کے دوسری طرف الٹ گئی۔

ٹکر مارنے والی کار کے سامنے فولاد کا مضبوط سا بمپر نصب تھا اس لئے اس کار کو کچھ بھی نہ ہوا تھا۔ ٹکر مارتے ہی بریکوں کے چیخنے کی آواز سنائی دی اور پھر اس کار میں سے دو افراد نیچے اتر کر الٹی ہوئی پولیس کار کی طرف دوڑے۔

اسی لمحے کار کے کھلے ہوئے دروازہ میں سے انسپکٹر جان رینگتا ہوا باہر آنے لگا۔ اس کا سر اور چہرہ خاصا زخمی تھا۔ ٹکر مارنے والی کار میں سے آنے والوں میں سے ایک نے اسے دیکھتے ہی اپنے اوور کوٹ کے اندر سے لوہے کا ایک موٹا سا راڈ نکالا اور دوسرے لمحے اس نے پوری قوت سے راڈ انسپکٹر جان کے سر پر مارا۔ چٹخ کی آواز سنائی دی اور انسپکٹر جان کا جسم ایک لمحے کے لئے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ اس کا آدھا جسم کار سے باہر لٹکا ہوا تھا اور آدھا اندر تھا۔ راڈ مارنے والے نے انسپکٹر کو واپس اندر دھکیل دیا اور اس کے بعد ان دونوں نے مل کر الٹی ہوئی کار کو سیدھا کرنے کی کوشش کی اور تھوڑی سی جدوجہد کے بعد وہ اس کوشش میں کامیاب ہو گئے۔ کار کو چونکہ آگ نہ لگی تھی اس لئے وہ پچک ضرور گئی تھی ڈرائیونگ سیٹ پر راجر کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ سٹیرنگ سے ٹکرا کر اس کا سینہ شدید زخمی ہو گیا تھا۔ شاید دل پر براہ راست ضرب لگنے کی وجہ سے وہ فوری طور پر ہلاک ہو گیا تھا۔

ایک آدمی نے پچکے ہوئے دروازے کو ایک جھٹکے سے کھینچ کر کھولا اور پھر اس نے بڑی پھرتی سے راجر کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ جلد ہی وہ

نوٹ بک اس نے برآمد کر لی جس میں راجر نے ڈرائی کلینر والا نوٹ لکھا تھا اس نے جلدی سے نوٹ بک کھولی اور پھر آخری صفحے پر نظریں دوڑا کر اس نے پھرتی سے وہ صفحہ ہی نوٹ بک سے پھاڑ کر اسے مروڑ کر جیب میں ڈالا۔ نوٹ بک واپس راجر کی جیب میں ڈالنے کے بعد اس نے دروازے کو دھکیل کر بند کر دیا۔

"اب اس کار کو واپس پہلی پوزیشن پر لانا ہو گا۔۔۔ یہ ڈرائیونگ سیٹ نیچے آ گئی تھی ورنہ یہ مشقت نہ کرنی پڑتی"۔۔۔ دوسرے نے کہا اور پھر ان دونوں نے مل کر دوسری طرف سے کار کو جھٹکے دینے شروع کر دیئے۔ چند ہی لمحوں بعد وہ اسے دوبارہ الٹانے میں کامیاب ہو گئے۔ اس کے بعد وہ دوڑتے ہوئے واپس اپنی کار کی طرف بڑھے۔ اور پھر ان کی کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور تیزی سے ایک طرف دوڑتی چلی گئی۔ اس ساری کارروائی میں انہیں زیادہ سے زیادہ دس منٹ لگے تھے اور اس دوران کوئی کار اس سڑک پر نہ آئی تھی اور شاید انہیں اس بات کا یقین تھا اس لئے وہ اطمینان سے اپنی کارروائی میں لگے رہے۔ کیونکہ یہ سڑک مضافاتی جھیل کی طرف جاتی تھی اور رات کے وقت اس پر کسی کار کے آنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔

سر سلطان کی بیٹی نائلہ کی شادی کا روز تھا اور سر سلطان کی پوری کوٹھی دلہن کی طرح سجی ہوئی تھی۔ نائلہ کی شادی سر سلطان کے بھتیجے علی شیر سے ہو رہی تھی۔ سر سلطان کے بھائی تو کب کے وفات پا چکے تھے۔ لیکن چونکہ وہ وراثت میں ایک وسیع جائیداد چھوڑ گئے تھے۔ اس لئے علی شیر کی پرورش میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہوئی۔ البتہ سر سلطان نے علی شیر کو میٹرک کے بعد بیرون ملک اعلیٰ تعلیم کے لئے بھجوا دیا تھا۔ اور اب وہ قانون کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے واپس آ چکا تھا۔ یہاں پہنچتے ہی اس کی ذہانت اور سر سلطان کی سفارش پر اسے محکمہ قانون میں ایک اچھا عہدہ مل گیا تھا۔

گو نائلہ اور علی شیر بچپن سے ہی ایک دوسرے سے منسوب ہو چکے تھے۔ لیکن سر سلطان کی بیٹی نائلہ خاصی ماڈرن ذہن کی لڑکی تھی اس لئے سر سلطان نے اس شادی سے پہلے نائلہ سے بات کرنا مناسب سمجھا اور پھر ان کی توقع کے مطابق نائلہ نے خود ہی علی شیر کے لئے پسندیدگی کا اعلان کر دیا۔ کیونکہ

[illegible] مردانہ وجاہت، سنجیدگی اور اعلیٰ تعلیم اور پھر سب سے بڑی بات [illegible] رشتے نے نائلہ کو خاصا متاثر کیا تھا اور نائلہ جو اچھے اچھے نوجوانوں [illegible] نہ ڈالتی تھی وہ علی شیر کی خاصی گرویدہ ہو چکی تھی اور جب سے علی شیر [illegible] کے واپس لوٹا تھا نائلہ نے اس کے ساتھ خاصی دوستی کر لی تھی۔ آزاد [illegible] پرورش پانے والے علی شیر نے بھی اس کی حوصلہ افزائی کی تھی۔ اور [illegible] شیر کو معلوم تھا کہ نائلہ بچپن سے ہی اس سے منسوب ہے اس لئے [illegible] نائلہ پر خاصی توجہ دیتا تھا۔ حالانکہ کافی عرصہ بیرون ملک آزاد ماحول میں رہنے کے باوجود علی شیر کا کردار انتہائی مضبوط تھا۔ اس نے آج تک ہر قسم کی آلودگی سے اپنا دامن بچائے رکھا تھا۔ حتیٰ کہ وہ شراب بھی نہ پیتا تھا۔ [illegible] جب نائلہ نے رضامندی کا اظہار کیا تو سر سلطان نے فوراً ہی دونوں کی شادی کا باضابطہ اعلان کر دیا اور نتیجہ یہ کہ آج سر سلطان کی کوٹھی دلہن کی طرح سجی ہوئی تھی۔

بارات آ چکی تھی اور اس وقت کوٹھی کے وسیع لان میں پورے دارالحکومت کا اعلیٰ ترین طبقہ موجود تھا۔ صدر مملکت خود اس شادی میں شریک تھے لیکن وہ صرف دس منٹ بیٹھ کر انتہائی اہم سرکاری کام کو انجام دینے کے لئے واپس چلے گئے تھے۔ البتہ اعلیٰ ترین سرکاری عہدیدار ہر طرف بکھرے ہوئے نظر آ رہے تھے۔

عمران نے سر سلطان کی بیٹی کی شادی کے لئے دن رات اس طرح کام کیا تھا کہ جیسے وہ نائلہ کا سگا بھائی ہو۔ اس نے تمام انتظام والنصرام اپنے ہاتھوں میں لے رکھا تھا اور سب لوگ اس کے حسن انتظام سے بے حد متاثر نظر آ رہے تھے۔ ابھی نکاح میں چونکہ رسموں کی وجہ سے کچھ دیر تھی

اس لئے سب لوگ صوفوں پر بیٹھے ایک دوسرے سے گپیں ہانکنے میں مصروف تھے۔ سیکرٹ سروس کے تمام ممبران بھی اس شادی میں مدعو تھے۔ ان سب نے اپنا ایک علیحدہ گروپ بنایا تھا۔ اور وہ آپس میں گپیں مارنے میں مصروف تھے۔ جبکہ بلیک زیرو ایک طرف خاموش بیٹھا تھا۔ وہ دانستہ سیکرٹ سروس کے گروپ کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ اور خاموش بیٹھا ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سن رہا تھا۔

دولہا کے قریب ہی سر رحمان اور سر سلطان دیگر اعلیٰ عہدے داران کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران کچھ دیر پہلے غائب ہو گیا تھا۔ اور اب کہیں نظر نہ آ رہا تھا۔ لیکن شادی کے ہنگامے کی وجہ سے کسی کو اس کی گمشدگی کا خیال نہ آیا تھا۔ سب نے یہی سمجھا تھا کہ کسی انتظام میں مصروف ہو گیا ہو گا۔

تھوڑی دیر بعد نکاح کا اعلان ہوا۔ اور لان میں بیٹھے ہوئے سب افراد سنبھل کر بیٹھ گئے۔ ایک مولانا دولہا کے ساتھ صوفے پر آ کر بیٹھ گئے اور وہ ابھی دلہن کی طرف سے رضامندی حاصل کرنے کے لئے زنان خانے میں بھیجے ہوئے وکیل اور گواہوں کا انتظار کر رہے تھے۔ تاکہ وہ آ کر رضامندی کا اعلان کریں تو وہ نکاح پڑھائیں۔

اور پھر وہ لوگ بھی آ گئے اور رسمی رضامندی کے اعلان کے بعد مولانا دولہا کی طرف جھکے ہی تھے تاکہ ان سے نکاح کے قول و قرار کرا سکیں کہ اچانک ایک زوردار دھاڑ سنائی دی۔

"خبردار! — رک جاؤ — یہ نکاح نہیں ہو گا" — یہ دھاڑ لان کے بیرونی گیٹ کی طرف سے سنائی دی تھی اور اس دھاڑ نے پورے لان کو

ہلا دیا جیسے ان سب کے سروں پر ایٹم بم پھٹ پڑا ہو۔ ان سب کی نگاہیں تیزی سے بیرونی گیٹ کی طرف گھوم گئیں۔ اور دوسرے لمحے سیکرٹ سروس کے ارکان کے چہروں پر معنی خیز مسکراہٹیں ابھر آئیں۔ جبکہ باقی افراد پھٹی پھٹی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔

گیٹ سے عمران روایتی شہزادوں کے سے لباس میں اندر آ رہا تھا۔ اس نے سفید سلک کی شیروانی اور چوڑی دار پاجامہ، پیروں میں سلیم شاہی جوتا اور سر پر ایک کلاہ جس پر انتہائی قیمتی ہیرا چمک رہا تھا، پہنا ہوا تھا۔ اس خوبصورت لباس میں وہ واقعی کسی ریاست کا شہزادہ لگ رہا تھا اس کے پیچھے جوزف اور جوانا خاکی وردیاں پہنے اور دونوں پہلوؤں سے ہولسٹر لٹکائے جن میں سے بھاری ریوالوروں کے دستے باہر کو جھانک رہے تھے۔ باڈی گارڈز کے سے انداز میں چل رہے تھے۔ اور یہ دھاڑ عمران کی ہی تھی۔

"یہ عمران — اس کو کیا ہوا" — سر سلطان نے پریشان لہجے میں کہا۔

"تم نے اسے سر چڑھا رکھا ہے — اسے باہر دھکیل دو — احمق نالائق" — قریب بیٹھے ہوئے سر رحمان نے شدید غصے کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"خبردار مولانا! — نکاح نہ پڑھانا" — عمران نے تقریباً لان کے وسط میں آ کر پہلے سے زیادہ رعب دار آواز میں کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو عمران! — ہوش میں ہو تم" — سر سلطان نے غصیلے انداز میں کہا۔ دولہا بھی حیرت سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ اس کا تعارف

پہلے ہی عمران سے ہو چکا تھا لیکن اس انداز میں وہ عمران کو پہلی بار دیکھ رہا تھا۔

مولانا کا چہرہ جوزف اور جوانا جیسے قوی ہیکل باڈی گارڈوں کو دیکھ کر دھواں دھواں ہو رہا تھا۔ ان کی آنکھوں میں شدید خوف کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"جوزف" ــــ عمران نے انتہائی رعب دار لہجے میں پیچھے آنے والے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس پرنس" ــــ جوزف نے بڑی مستعدی سے جواب دیا اور اس کے دونوں ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے ریوالوروں کے دستوں پر پہنچ گئے۔

"ان صاحب کو بتایا جائے کہ ہمارا نام پرنس آف ڈھمپ ہے" ــــ عمران نے رعب دار لہجے میں کہا۔

"یو نان سنس ــ احمق ــ ڈیم فول ــ گٹ آؤٹ ــ نکل جاؤ یہاں سے ــ دفع ہو جاؤ" ــ اچانک سر رحمان اچھل کر کھڑے ہوئے اور انہوں نے غصے سے چیخنا شروع کر دیا۔ انہیں عمران کا اس بھری محفل میں اس قسم کا انداز قطعاً پسند نہ آیا تھا۔

"جوانا" ــــ عمران نے اس بار جوانا سے مخاطب ہو کر کہا وہ اب دولہا کے اور قریب پہنچ چکا تھا۔

"یس پرنس" ــــ جوانا نے جوزف سے بھی زیادہ مستعد لہجے میں کہا۔ اس کے بھی دونوں ہاتھ سائیڈ ہولسٹروں میں موجود ریوالوروں کے دستوں تک پہنچ چکے تھے۔

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ پرنس کے ساتھ گستاخی کرنے والوں سے کیا

سلوک کیا جاتا ہے" ــــ عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے ماحول ایک زوردار دھماکے سے گونج اٹھا۔ جوانا نے انتہائی پھرتی سے ریوالور نکال کر اس کا رخ آسمان کی طرف کر کے فائر کر دیا تھا۔ یہ شاید عمران کے سوال کا جواب تھا۔ اس دھماکے نے پورے لان میں سراسیمگی مچا دی۔ سر رحمان تو حیرت سے آنکھیں پھاڑے رہ گئے وہ شاید زندگی بھر اس بات کا تصور نہ کر سکتے تھے کہ عمران اس طرح بھری محفل میں ایسی حرکت کر سکتا ہے۔ غصے اور حیرت سے ان کے چوڑے چکلے چہرے کے عضلات بری طرح پھڑک رہے تھے۔ آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں اور شاید یہ حیرت اور غصے کی انتہائی شدت تھی کہ اب ان سے بولا نہ جا رہا تھا۔

"سنو مولانا صاحب ــ نکاح نہ پڑھانا" ــ عمران نے اس بار مولانا سے مخاطب ہو کر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"مم ــ مم ــ مگر کیوں" ــــ سر سلطان نے لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ ان کا ذہن ہی شاید اس عجیب و غریب سچوئیشن نے ماؤف کر دیا تھا۔

عمران نے ان کی بات کا جواب دینے کی بجائے جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو لان میں موجود بے شمار افراد کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکل گئیں کیونکہ عمران کے ہاتھ میں ایک خوفناک ہینڈ گرینیڈ موجود تھا۔ ایسا بم کہ جس کی شکل و صورت ہی بتا رہی تھی کہ اگر یہ پھٹ گیا تو لان میں بیٹھے ہوئے ایک فرد کی جان بھی سلامت نہیں رہ سکتی۔

"تت ــ تت ــ تم ــ تم ــ" سر سلطان نے اٹکتے ہوئے کہا۔ ان کی حالت یوں محسوس ہو رہی تھی جیسے وہ ابھی بیہوش ہو کر گر پڑیں گے۔ سر رحمان بت کی طرح گنگ کھڑے تھے۔ دولہا کے چہرے پر بھی اب خوف

کے آثار نمایاں ہو رہے تھے۔

اسی لمحے عمران نے بم والے ہاتھ کو حرکت دی اور ایک بار پھر چیخیں بلند ہوئیں۔ لیکن وہ سب اپنی کرسیوں پر بیٹھے رہے۔ یہ شاید خوف کی زیادتی تھی یا پھر انہیں خطرہ تھا کہ اگر وہ اٹھ کر بھاگے تو کہیں یہ خوفناک باڈی گارڈ انہیں گولیوں کا نشانہ نہ بنا دیں۔

عمران کے ہاتھ کی حرکت ایسی تھی کہ جیسے وہ یہ خوفناک بم پھینک رہا ہو لیکن دوسرے ہی لمحے اس کے ہاتھ میں موجود بم درمیان میں کسی ڈبیا کی طرح کھل گیا اور اب اس میں رکھی ہوئی پلاٹینم کی ایک خوبصورت انگوٹھی صاف نظر آ رہی تھی جس میں ایک انتہائی قیمتی ہیرا جڑا ہوا تھا۔

"اس لئے کہ میں دولہا کو ایک تحفہ نکاح سے پہلے پیش کرنا چاہتا ہوں ـــ نکاح کے بعد تو دو تحفے دینے پڑیں گے ـــ ایک دلہن کے لئے بھی۔ اور میں ایک تحفے پر ہی ٹرخانا چاہتا ہوں" ـــ عمران نے اس با مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر ڈبیا کی طرح کھلے ہوئے بم میں سے اس نے انگوٹھی نکالی اور دولہا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"انتہائی نیک خواہشات کے ساتھ کہ آپ کی آئندہ زندگی مسرتوں سے بھرپور رہے" ـــ عمران نے آگے کی طرف جھک کر بت بنے بیٹھے دولہا کا ہاتھ پکڑ کر اس کی انگلی میں انگوٹھی پہنا دی۔

"اب پڑھائیے نکاح مولانا" ـــ عمران نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور پورے لان میں موجود ہر شخص کا خوف سے پھولا ہوا سینہ یوں پچک گیا جیسے یکلخت غباروں سے ہوا نکل گئی ہو اور دوسرے لمحے زوردار قہقہوں سے پورا لان گونج اٹھا۔ خوف دور ہونے کے بعد اب لوگ عمران

ان دلچسپ اور منفرد مذاق سے پوری طرح محظوظ ہو رہے تھے۔

"اوہ ـ اوہ ـــ تم نے تو مجھے پاگل کر دیا تھا" ـــ سر سلطان کے چہرے پر رونق لوٹ آئی۔

"احمق ـــ اُلو" ـــ سر رحمان کی خاموشی بھی ٹوٹ گئی ان کے چہرے پر غصہ تو موجود تھا لیکن اب اس کے ساتھ ہلکی سی مسکراہٹ بھی اُبھر آئی تھی۔

"اتنا قیمتی تحفہ دینے کے بعد میں واقعی اپنے آپ کو احمق اور اُلو محسوس کر رہا ہوں ـــ لیکن ڈیڈی ـــ آپ خود سوچیے کہ میں یہ تحفہ کب تک سنبھال کر رکھتا ـــ آپ اور سر سلطان نے تو میری موجودگی میں شادی نہ کرنے کی قسم کھا رکھی تھی ـــ ورنہ یقین کیجئے میں نے اسی لئے تحفہ سنبھال رکھا تھا کہ اگر آپ میں سے کوئی بھی شادی کرے تو میں تحفہ پیش کروں" ـــ عمران نے اونچی آواز میں کہا اور پھر تیزی سے مڑ گیا۔

سر سلطان اور سر رحمان دونوں کے چہرے خفت سے سرخ ہو گئے۔ ادھر عمران کے الفاظ نے تو جیسے پورے لان میں قہقہوں کا طوفان برپا کر دیا۔

"بڑے چھوٹے کی تمیز نہیں ہے ـــ اُلو" ـــ سر رحمان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئے جبکہ سر سلطان اب بے اختیار ہنس پڑے تھے۔

"نکاح پڑھواؤں" ـــ مولانا نے ڈرتے ڈرتے سر سلطان سے پوچھا۔ جیسے انہیں خطرہ ہو کہ جیسے ہی وہ نکاح پڑھانا شروع کریں گے، عمران ایک بار پھر ریوالور نکالے ان پر چڑھ دوڑے گا۔

"ہاں ـ ہاں مولانا ـ پڑھائیے نکاح ـــ یہ شیطان ایسی ہی حرکتیں کرتا رہتا ہے" ـــ سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا اور مولانا نے نکاح

پڑھنا شروع کر دیا۔

عمران اب سیکرٹ سروس کے قریب بیٹھے ہوئے بلیک زیرو کے قریب آ کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ جوانا اور جوزف اس کے پیچھے بڑے مستعد انداز میں بیٹھ گئے۔

"یہ مذاق ہے ۔۔۔ جی چاہتا ہے کہ عمران کو بھری محفل میں جوتیاں لگائی جائیں" ۔۔۔ اچانک پاس بیٹھے ہوئے تنویر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"بھائی صاحب! ۔۔۔ آپ ان لوگوں کو جانتے ہیں ۔۔۔ یہ جو صاحب بڑبڑا رہے ہیں ۔۔۔ شاید جوتیوں میں دال بانٹتے رہتے ہیں اور جب دال بٹ جاتی ہے تو پھر جوتیاں چٹخاتے پھرتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے اونچی آواز میں پاس بیٹھے ہوئے بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور بلیک زیرو ہنس پڑا۔ ظاہر ہے سوائے ہنسنے کے وہ اور کر بھی کیا سکتا تھا۔

"عمران ۔۔۔ ادھر ہمارے پاس آ بیٹھو" ۔۔۔ صفدر نے اونچی آواز میں کہا۔

"بھائی صاحب! ۔۔۔ دیکھئے انہیں شرم نہیں آتی ۔۔۔ ایک عورت اور آٹھ مرد ۔۔۔ اور پھر بھی مجھے بلا رہے ہیں ۔۔۔ آپ ہی انہیں سمجھائیے آخر شرم بھی دنیا میں کوئی چیز ہوتی ہے" ۔۔۔ عمران نے ایک بار پھر بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ خود ہی سمجھائیے ۔۔۔ میں تو ان صاحبان کو جانتا نہیں" ۔۔۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے آپ ان کو نہیں جانتے ۔۔۔ کمال ہے ۔۔۔ آئیے میں آپ کا تعارف کراؤں" ۔۔۔ عمران نے اچھل کر کہا اور پھر اس نے تیزی سے

بلیک زیرو کا بازو پکڑ کر اسے سیکرٹ سروس کے ممبران کی طرف کھینچا۔ بلیک زیرو کسی بچے کی طرح کھنچا چلا آیا۔ البتہ اس کے چہرے پر بوکھلاہٹ کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔ وہ شاید اس خیال سے بوکھلا گیا تھا کہ عمران جوش میں آ کر ایکسٹو کا راز افشا کرنا چاہتا ہے۔ جبکہ سیکرٹ سروس کے ممبران بھی عمران کے اس انداز پر چونک پڑے تھے کیونکہ عمران کی کھوپڑی سے کچھ بعید نہ تھا کہ وہ کس وقت کیا گل کھلا دے۔

"گھبراتے کیوں ہیں ۔۔۔ یہ سب شریف لوگ ہیں ۔۔۔ سوائے ایک کے وہ ۔۔۔ وہ البتہ ذات شریف ہیں" ۔۔۔ عمران نے تنویر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور تنویر نے برا سا منہ بنا لیا۔

"یہ صفدر سعید ہیں ۔۔۔ لیکن یہ ان کا فلمی بلکہ فیملی نام ہے۔ اصل نام شاید عید سعید ہے ۔۔۔ وہ کارڈوں پر لکھا ہوتا ہے نا کہ اس عید سعید کے موقع پر ۔۔۔ بس یہ وہی عید سعید عرف صفدر سعید ہیں" ۔۔۔ عمران نے باقاعدہ تعارف شروع کرا دیا۔

"اور یہ کیپٹن شکیل ۔۔۔ بروزن دلیل ۔۔۔ ذلیل ۔۔۔ اوہ سوری! ۔۔۔ معافی چاہتا ہوں ۔۔۔ زبان لڑکھڑا گئی ۔۔۔ میرا مطلب تھا بروزن قلیل۔ جلیل۔ جبرائیل ۔۔۔ اوہ سوری! ۔۔۔ پھر زبان لڑکھڑا گئی ۔۔۔ میرا مطلب تھا عزرائیل ۔۔۔ اوہ ۔۔۔ اوہ! ۔۔۔ اچھا چھوڑیں ۔۔۔ یہ ہیں ہی ایسے آدمی کہ زبان بار بار لڑکھڑا جاتی ہے ۔۔۔ آخر فوجی آدمی ہیں ۔۔۔ میرا مطلب ہے کہ فوج کے کیپٹن رہے ہیں۔ آپ کہیں کسی گلی ڈنڈا ٹیم کے کیپٹن نہ سمجھ لینا" ۔۔۔ عمران نے کیپٹن شکیل کا تعارف کرایا۔

"اور یہ جو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اپنی آنکھوں کو بڑا ثابت کرنے کی کوشش

ہیں مصروف ہیں ـــ ان کی دُم والے چوہا ہیں ـــ یعنی میرا مطلب ہے چوہان ـــ میرا مطلب ہے آپ سمجھ گئے ہوں گے" ـــ عمران نے کہا اور چوہان اپنے نام کی اس کایا پلٹ پر بے بسی سے ہنس پڑا۔

"اور یہ محترمہ ـــ جو ہیں تو بدیسی، لیکن اب اپنے آپ کو دیسی ثابت کرنے کی مشکل سے دوچار نظر آتی ہیں ـــ جیسے کوکا کولا کو ستو کولا بنا دیا جائے ـــ ویسے ان کا تعلق پانی سے ہے۔ جولیانا فٹنر واٹر ـــ یعنی جولیا نہیں بلکہ فٹنر واٹر ـــ اور کوکا کولا اور ستو کولا، دونوں کا تعلق بنیادی طور پر پانی سے ہی ہے ـــ دوسرے لفظوں میں جل ککڑی ـــ اور سوری۔ جل پری سمجھ لیجئے یعنی پانی کی پری" ـــ عمران نے جولیا کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ ـــ یو نان سنس" ـــ جولیا نے غصے سے جھڑکتے ہوئے کہا۔

"دیکھا آپ نے ـــ ابھی یہ پوری طرح دیسی نہیں بنیں ـــ ابھی انگریزی بول لیتی ہیں ـــ بہرحال یہ صاحب جو غصے سے اپنے دُبلے پتلے چہرے کو چوڑا کرنے کے لئے منہ پھلائے بیٹھے ہیں ـــ تنویر ان کا نام ہے اور اتنا تو بہرحال آپ جانتے ہی ہوں گے کہ تن کے معنی جسم ـــ اور ویر کے معنی بھائی ہوتے ہیں یعنی جسم کے بھائی یا جسمانی بھائی ـــ اور اگر مس ستو کولا کو جسم فرض کر لیا جائے تو معنی بالکل سمجھ میں آ جاتے ہیں یعنی جولیا ویر ـــ جولیا کے بھائی" ـــ عمران نے تنویر کے نام کو نئے معنی پہناتے ہوئے کہا۔

"خاموش رہو عمران! ـــ نکاح کا خطبہ ہو رہا ہے" ـــ اچانک صفدر نے اونچی آواز میں کہا۔

جینے کے لئے تو بولنا شرط ہے مسٹر سعید سعید مبارک باد" ـــ عمران نے فوراً ہی جواب دیا۔

"اور یہ ہیں مسٹر صدیقی ـــ یعنی ان کے آباؤ اجداد میں سے کسی نے غالباً سچ بول دیا ہوگا۔ اور ظاہر ہے یہ اتنا بڑا کارنامہ تھا کہ یہ اب سب اس سچ کو اپنے نام کے ساتھ فخریہ طور پر لٹکائے پھر رہے ہیں۔ یعنی صدیقی کہلاتے ہیں" ـــ عمران نے تعارف کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے کہا۔

"اور یہ صاحب! ـــ یہ صاحب تو نہ ماننے والوں میں سے ہیں۔ شاید ان ... نعمانی نے بھی یہی فرمایا ہے کہ ایک قوم ایسی بھی پیدا ہوگی جو کسی کو نہ مانے گی ـــ اور دیدہ دلیری دیکھئے کہ بڑے فخر سے اس کا اعلان بھی کرتے ہیں۔ یعنی نعمانی" ـــ عمران نے نعمانی کے نام کی ریڑھ مارتے ہوئے کہا۔

"اور یہ خاور صاحب کہلاتے ہیں ـــ اصل نام شاید خاکروب ہوگا لیکن اب ماڈرن زمانہ آ گیا ہے اس لئے خاکروب سے خاروب اور پھر خارو ... کسی اچھے عہدے پر خارو سے خاور بن گئے ہوں گے" ـــ عمران نے ... دوستی کے ڈانڈے خاکروب سے ملاتے ہوئے کہا۔

"بات ہی نہیں عمران صاحب" ـــ خاور نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو تم نے الٹ لیا ہے نام کو ـــ اچھا بھلا خارو نام تھا ـــ بنانے کے چکر میں خاور بن گئے ـــ بہرحال یہ ان حضرات کا تعارف ہے اور آپ ـــ ارے آپ کو تو میں جانتا ہی نہیں ـــ اوہ سوری! آپ اپنا تعارف کرا دیجئے" ـــ عمران نے یوں چونک کر بلیک زیرو کی طرف دیکھا جیسے زندگی میں اُسے پہلی بار دیکھ رہا ہو۔

"میرا نام طاہر ہے ـــــ میرا خیال ہے کہ اتنا ہی کافی ہے۔ کیونکہ یہاں صرف ناموں کا ہی تعارف ہو رہا ہے۔ پیشے نہیں بتائے جا رہے"۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پیشے ـــ ارے ارے کہیں چوراہے پر بھانڈا پھوڑنا چاہتے ہیں۔ بس ناموں تک ہی محدود رہ جائیے ـــــ ان سب کا پیشہ بڑا خراب ہے ـــ بس یوں سمجھ لیجئے کہ ایک چھپے ہوئے چوہے کے یہ سب ملازم ہیں۔ اور اس کو بڑے فخر سے ایکس۔ وائی۔ زیڈ ٹو کہتے ہیں" ـــــ عمران نے کہا۔

"شٹ اپ! ـــ کیا بکواس شروع کر دی ہے تم نے" ـــ اچانک جولیا نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"دیکھا آپ نے ـــ کتنا خراب پیشہ ہے کہ پیشے کے بارے میں ابھی میں نے اشارہ ہی کیا ہے کہ ان کو غصہ آنے لگ گیا ہے۔ ویسے عقلمند کو اشارہ ہی کافی ہوتا ہے ـــ آپ عقلمند ہیں ـــ لگتے ہیں ناں" ـــ عمران نے بلیک زیرو سے کہا۔

"فی الحال میں نے اس بات پر کبھی غور نہیں کیا ـــ لیکن یہ ایکس وائی۔ زیڈ ٹو کیا ہوتا ہے" ـــ اب بلیک زیرو بھی لطف لینے لگا تھا۔ اور سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کے چہرے بگڑنے لگے۔ حتیٰ کہ صفدر اور کیپٹن شکیل کے چہروں پر بھی غصے کے آثار ابھرنے لگے تھے۔ انہیں سمجھ نہ آ رہی تھی کہ آخر کیوں ایک غیر متعلق آدمی کے سامنے اتنی واضح باتیں کر رہا ہے۔ اب انہیں کیا معلوم کہ وہ ان کا تعارف کس سے کرا رہا ہے

"ارے آپ اس کا مطلب نہیں سمجھتے۔ یعنی ایکس کا ـــ وائی کا ـــ زیڈ کا۔

…یا نہ لا ـــ کس کا مطلب بتاؤں ـــ پھر بھی آپ نے غور نہیں فرمایا کہ آپ …ہیں یا نہیں ـــ ویسے غور کرنے کی زحمت نہ ہی فرمائیں تو بہتر … ـــ عمران نے کہا۔

لیکن اسی لمحے لان میں بیٹھے ہوئے افراد اٹھنا شروع ہو گئے نکاح …ھایا جا چکا تھا۔

"آؤ چلیں ـــ اس کی بکواس تو ختم نہیں ہوگی" ـــ جولیا نے لوگوں …کو اٹھتے دیکھ کر غنیمت سمجھتے ہوئے کہا۔ اور شاید باقی ممبران بھی اسی انتظار …میں تھے کہ جولیا کے اٹھتے ہی وہ سب ایک جھٹکے سے اٹھے اور پھر بغیر عمران …سے کوئی بات کئے وہ سب تیزی سے اس طرف بڑھتے چلے گئے جدھر …دولہا اور سر سلطان موجود تھے۔ اور عمران منہ کھولے بلیک زیرو کو ہی دیکھتا …رہ گیا۔

چھوٹے سے کمرے کا دروازہ کھلا تو ایک اوسط قد کا آدمی ہاتھ میں بزنس بیگ اٹھائے اندر داخل ہوا۔ یہ کمرہ خواب گاہ کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ اس نے اندر آکر دروازہ بند کر کے چٹخنی چڑھا دی اور پھر ہاتھ میں پکڑے ہوئے بیگ کو بیڈ کے ساتھ رکھی ہوئی میز پر رکھا اور خود یوں بیڈ پر لیٹ گیا جیسے بے حد تھکا ہوا ہو۔ اس نے دونوں ہاتھ اپنے سر کے پیچھے کی طرف اٹھائے ہوئے تھے اور بالکل سیدھا لیٹا ہوا تھا۔ اسے اس طرح لیٹے ہوئے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ پلنگ کو حرکت ہوئی اور پھر پورے کمرے کا فرش کسی لفٹ کی طرح نیچے اترتا چلا گیا۔ کمرے کی دیواریں ختم ہو کر اب سادہ دیواریں نظر آ رہی تھیں۔ وہ اسی طرح بیڈ پر سیدھا لیٹا رہا۔ اس نے ذرہ برابر بھی حرکت نہ کی۔ تھوڑی دیر بعد حرکت رک گئی اور اب وہ ایک اور کمرے میں تھا جس کی دیواروں کو بڑے خوبصورت انداز میں پینٹ کیا گیا تھا۔ اور اس میں لگی ہوئی ایک وارڈ روب بھی نظر آ رہی

تھی۔ اس کمرے کا دروازہ بھی بند تھا۔

بیڈ کی حرکت رکتے ہی وہ آدمی تیزی سے بیڈ سے اٹھا۔ میز پر رکھا ہوا اپنا بیگ اٹھایا اور دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازے کو اندر سے چٹخنی لگی ہوئی تھی اس نے چٹخنی کھولی اور پھر اسے کھول کر جب وہ دوسری طرف گیا تو اب وہ ایک بڑے ہال نما کمرے میں پہنچ گیا۔ اس کمرے کے درمیان میں ایک بڑی سی بیضوی میز موجود تھی جس کے گرد چار کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ہر کرسی پر پشت پر نمبر لکھے ہوئے تھے۔

وہ آدمی چار نمبر والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے بیگ اپنے سامنے میز پر رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد ہال کی ایک اور سمت میں موجود دروازہ کھلا۔ ایک بانس کی طرح دبلا پتلا اور لمبے قد کا آدمی جس کے سر پر خوبصورت سنہرے بال تھے۔ ہاتھ میں اسی طرح کا بزنس بیگ اٹھائے ہال میں داخل ہوا اور تیز تیز قدم اٹھاتا تین نمبر والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے بیگ اپنے سامنے رکھ لیا۔

اسی طرح تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد مختلف سمتوں میں موجود دروازے کھلے اور دو مزید افراد ایک ہی انداز کے بیگ ہاتھوں میں سنبھالے اندر داخل ہوتے اور نمبر دو اور نمبر ایک کرسی پر آ کر بیٹھ گئے۔ ان سب نے اپنے اپنے بیگ اپنے سامنے میز پر رکھ لیے۔ وہ سب بتوں کی طرح خاموش بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک میز کے درمیان سے ایک خانہ کھلا اور اس میں سے ایک ٹرانسمیٹر نما آلہ باہر کو ابھر آیا۔ اس ٹرانسمیٹر کے باہر آتے ہی وہ سب چونک کر سیدھے ہو گئے۔

"ہیلو ریڈ ممبرز۔۔۔ ریڈ چیف کالنگ یو۔۔۔ باری باری اپنا اپنا کوڈ دہراؤ"۔۔۔ ٹرانسمیٹر میں سے آواز نکلی۔ لیکن عام ٹرانسمیٹر کی طرح بار بار

اور کہہ کر کال بند نہ کرنی پڑتی تھی۔ بلکہ ٹیلیفون کے سے انداز میں مسلسل کالنگ ہوتی رہتی تھی۔

"ریڈ واچ گرین سٹریٹ ریڈ ون" ـــ ایک نمبر کی کرسی پر بیٹھے ہوئے قد سے بھاری جسم کے آدمی نے بڑی مستعدی سے جواب دیا۔

"اوکے" ـــ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر میں سے ریڈ چیف کی بھاری آواز سنائی دی۔

"ریڈ کراؤن بلیو ٹیپ ریڈ ٹو" ـــ دو نمبر کرسی پر بیٹھے ہوئے گنجے سر والے ادھیڑ عمر آدمی نے جواب دیا۔

"اوکے" ـــ چند لمحوں بعد ریڈ چیف کی طرف سے جواب ملا۔

"ریڈ آرم بلیک ہینڈ ریڈ تھری" ـــ تین نمبر کی کرسی پر بیٹھے ہوئے بانس کی طرح دبلے پتلے آدمی نے کہا۔

"اوکے" ـــ ریڈ چیف کی طرف سے جواب ملا۔

"ریڈ روڈ ریڈ سٹریٹ ریڈ فور" ـــ چار نمبر کی کرسی پر بیٹھے ہوئے اوسط قد کے آدمی نے فوراً ہی کہا۔

"اوکے ـــ اب ریڈ ون اپنی رپورٹ پیش کرے" ـــ ریڈ چیف نے کہا اور ریڈ ون نے جلدی سے اپنے سامنے رکھا ہوا بیگ کھولا اور اس میں سے ایک فائل نکال کر اپنے سامنے رکھی اور اسے کھول کر پڑھنے لگا۔

"صرف مین پوائنٹس ـــ تفصیل فائل میں پڑھ لوں گا" ـــ ریڈ چیف نے اس کے فائل کھولتے ہی کہا۔ شاید اس کمرے میں ہونے والی تمام کارروائی کہیں ٹیلی کاسٹ ہو رہی تھی۔

"سر! ـــ میرے شعبے کی رپورٹ کے مطابق پاکیشیا کے صوبے بہادرستان

یہ ایک اہم سیاسی آدمی سے بات چیت مکمل ہو چکی ہے ـــ یہ اہم آدمی ہماری مکمل امداد کرنے پر آمادہ ہے" ـــ ریڈ ون نے کہا۔

"اس کا حدود اربعہ کیا ہے ـــ؟ یہ آدمی اس صوبے پر کتنا اثر انداز رکھتا ہے" ـــ؟ ریڈ چیف نے پوچھا۔

"یہ اس صوبے کا اہم سیاسی آدمی ہے ـــ جس کی آواز قومی سطح پر بھی سنی جاتی ہے اور اس کے تعلقات صوبے کے تقریباً ہر طبقے کے افراد سے انتہائی گہرے ہیں ـــ یہ آسانی سے اپنا کام سرانجام دے سکتا ہے" ـــ ریڈ ون نے جواب دیا۔

"ہمیں وہاں کام کرنے کے لئے کتنے افراد بھیجنے ہوں گے ـــ؟" ریڈ چیف نے سوال کیا۔

"میری رپورٹ کے مطابق ہمارے شعبے کے دس افراد جو وہاں پہلے سے موجود ہیں اس کام کے لئے کافی ہوں گے" ـــ ریڈ ون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے ـــ فائل میرے پاس بھیج دو" ـــ ریڈ چیف نے کہا اور پھر ریڈ ون نے تیزی سے فائل بند کی اور پھر اپنے سامنے میز کی دراز باہر نکال کر فائل اس میں رکھی اور دراز بند کر دی۔

"اب ریڈ ٹو اپنی رپورٹ پیش کرے" ـــ ریڈ چیف نے کہا۔

"باس! ـــ میرے آدمی پاکیشیا کے صوبہ باری میں مسلسل کام کر رہے ہیں اور انہوں نے اس صوبے میں خاصا کام مکمل کر لیا ہے ـــ ایک اہم سیاسی آدمی جو ایک چھوٹے سے سیاسی گروپ کا لیڈر ہے، سے بات چیت مکمل ہو چکی ہے ـــ ابھی اس آدمی کا اثر و رسوخ محدود ہے

لیکن مسلسل کام کی بنا پر یہ اثر رسوخ تیزی سے پھیل رہا ہے۔ خاص طور پر صوبہ ہاری کے دیہاتوں میں کام کیا جا رہا ہے" ـــــ ریڈ ٹو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کب تک کام آخری سٹیج پر پہنچے گا" ـــــ ریڈ چیف نے اس بار قدرے سخت لہجے میں پوچھا۔

"جناب! ـ زیادہ سے زیادہ دو ماہ مزید لگ جائیں گے" ـ ریڈ ٹو نے جواب دیا۔

"نہیں ـ ـ یہ بہت زیادہ وقت ہے اس سے جلد کام مکمل ہونا چاہئے" ـــــ ریڈ چیف کا لہجہ کرخت ہو گیا۔

"یس باس! ـــ میں کوششیں اور تیز کر دوں گا ـــــ دراصل یہ صوبہ انتہائی حساس ہے ـــ اس لئے یہاں کام خاصا مشکل ہے۔ بہرحال کام ہو جائے گا" ـــــ ریڈ ٹو نے جواب دیا۔ پھر باس کے کہنے پر اس نے فائل دراز میں ڈال دی۔

"باس! ـــ میرا شعبہ صوبہ فائیو واٹر میں کام کر رہا ہے۔ یہ پاکیشیا کا آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے اور تقریباً مرکزی حیثیت رکھتا ہے ـــــ اور مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ابھی ہم پوری طرح اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکے ـــ بہرحال کام جاری ہے" ـــــ ریڈ تھری نے کہا۔

"ریڈ تھری! ـــ تمہیں معلوم ہے کہ افسوس کے ساتھ بات کرنے کا نتیجہ کیا ہوتا ہے" ـــــ ریڈ چیف کی آواز کڑکدار ہو گئی

"یس باس! ـــ لیکن صورت حال ہی اس قسم کی ہے ـــ اس

صوبے کے لوگوں کے خیالات انتہائی پیچیدہ ہیں ـــــ ان کے دلوں میں ملک کی محبت کی جڑیں بھی انتہائی گہری ہیں۔ جہاں ملکی سلامتی کا مسئلہ آتا ہے یہ لوگ ہر چیز کو بھول کر ایک ملے میں ملکی سلامتی کے دفاع کے لئے ایک آواز ہو جاتے ہیں ـــــ اس لئے یہاں کام انتہائی مشکل سے آگے بڑھ رہا ہے ـــ بہرحال مجھے یقین ہے کہ آخر کار ہم کامیاب ہو جائیں گے" ـــــ دُبلے پتلے ریڈ تھری نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"کب تک کام مکمل ہونے کی اُمید ہے" ـــــ ریڈ چیف نے پوچھا

"باس! ـــ جس قدر جلد ممکن ہو سکا ـــ بہرحال کم از کم دو ماہ تو لگ ہی جائیں گے" ـــــ ریڈ تھری نے جواب دیا۔

"فائل بھجوا دو" ـــــ ریڈ چیف نے کہا اور ریڈ تھری نے اپنے بیگ سے نکالی ہوئی فائل اپنے سامنے دراز کھول کر اس میں ڈالی اور دراز بند کر دی۔

"او کے ـــ نمبر فور ـــ تم رپورٹ دو" ـــــ ریڈ چیف نے چار نمبر کی کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی سے پوچھا۔

"باس! ـــ میرا شعبہ دارالحکومت میں ورک کر رہا ہے ـــ ہم نے اپنا کام تقریباً مکمل کر لیا ہے ـــ اہم سیاسی افراد کو سیٹ کر لیا گیا ہے بس اب فائنل آپریشن کی ضرورت ہے" ـــــ ریڈ فور نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ! ـــ فائل بھجوا دو" ـــــ ریڈ چیف کی آواز سنائی دی اور ریڈ فور نے بھی اپنے بیگ سے نکالی ہوئی فائل اپنے سامنے کی دراز میں ڈالی اور پھر دراز بند کر دی۔

"اوکے ۔۔۔ ریڈ ممبرز! ۔۔۔ کام کی رفتار بڑھا دی جائے ۔۔۔ ہم جلد از جلد اس مشن کو مکمل کرنا چاہتے ہیں ۔۔۔ کل اعلیٰ سطح کی ایک میٹنگ اس سلسلے میں ہوئی تھی جس میں آئندہ کے لئے ٹھوس منصوبہ بندی کی گئی تھی ۔۔۔ لیکن اس میٹنگ کے فوراً بعد اطلاع ملی کہ شعبہ ایموزیشن کا سربراہ کالارج غداری کر رہا ہے۔ اس کا تعلق پاکیشیا کے ایک دوست ملک شوگران سے ہے اور وہ براڈوے روڈ کی ایک عمارت میں اطلاعات پہنچاتا ہے ۔۔۔ اس عمارت میں موجود فرد کو فوری طور پر اغوا کر لیا گیا۔ اس سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ۔۔۔ چنانچہ چینوگم کلب کے دو پیشہ ور قاتلوں کو ہائر کیا گیا تاکہ کالارج کو ہلاک کیا جا سکے ۔۔۔ کالارج واں کار میں پہنچا تو ان پیشہ ور قاتلوں نے غلطی سے ڈرائیور کو گولی مار دی جس پر کالارج نے ان دونوں پہ کار کے اندر سے فائر کھول دیا اور وہ دونوں ہلاک ہو گئے ۔۔۔ کالارج کار میں فرار ہونے لگا۔ لیکن اس کی کار کو بم مار کر اڑا دیا گیا۔ اور اس طرح کالارج کار سمیت ہلاک ہو گیا ۔۔۔ لیکن یہ علاقہ انسپکٹر جان کا تھا۔ اس نے فوری طور پر تفتیش شروع کر دی اور ایک اہم کلیو بھی حاصل کر لیا۔ اس کلیو کو ختم کرنے کے لئے انسپکٹر جان اور سارجنٹ راجر کو روڈ ایکسیڈنٹ ظاہر کر کے ختم کر دیا گیا اور پھر اعلیٰ سطح پر دباؤ ڈلوا کر اس کیس کی انکوائری دبا دی گئی ۔۔۔ اس اہم انکشاف کے بعد فوری طور پر ایک اور اعلیٰ سطح کی میٹنگ بلوائی گئی جس میں یہ طے کیا گیا کہ مشن کو اور زیادہ تیز کر کے جلد مکمل کیا جائے ۔۔۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ مشن لیک ہو جائے اور اس طرح اس میں رکاوٹیں پیدا ہو سکتی ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کو اس ہنگامی میٹنگ کے لئے کال کیا گیا تھا" ۔۔۔

ہیڈ چیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"سر! ۔۔۔ ایک سوال ہے۔ کالارج کو اتنی چھوٹ کیوں دی گئی کہ اس نے پولیس کے لئے کوئی کلیو چھوڑ دیا" ۔۔۔ ریڈ تھرٹی نے کہا۔

"تمہارا سوال اہم ہے ۔۔۔ کالارج انتہائی اہم سیٹ پر تھا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ انتہائی چالاک اور ہوشیار آدمی تھا ۔۔۔ اسے شاید اس انکشاف کی اطلاع مل گئی تھی۔ کیونکہ وہ اچانک غائب ہو گیا تھا لیکن ہمیں چونکہ اس کے اس اڈے کا علم ہو چکا تھا جہاں اس نے لامحالہ پہنچنا تھا ۔۔۔ اس لئے اسے وہاں ٹریپ کیا گیا اور جہاں تک کلیو کا تعلق ہے وہ ایک اتفاق کے ساتھ ساتھ انسپکٹر جان کی ذہانت پر منحصر تھا ۔۔۔ کالارج نے اپنے آپ کو بچانے کیلئے سر آرنلڈ کا سہارا لینے کی کوشش کی تھی ۔۔۔ اس نے سر آرنلڈ کے ایک ڈرائیور کی یونیفارم ڈرائی کلینر کی دکان سے اڑائی اور اپنے ساتھی کو پہنا کر ڈرائیونگ سیٹ پر بٹھا دیا۔ جب یہ ڈرائیور مارا گیا تو انسپکٹر جان نے سر آرنلڈ کا خاندانی نشان پہچان لیا اور وہ اسی وقت سر آرنلڈ کی حویلی جا پہنچا جہاں ان کے سیکرٹری کی حماقت کی وجہ سے اسے اس ڈرائی کلینر کا پتہ مل گیا اب اگر اسے ڈرائی کلینر کی دکان سے چوری ہونے والی یونیفارم کا علم ہو جاتا تو ظاہر ہے مزید تفتیش کرتا ۔۔۔ اور پھر اس جیسے ذہین آدمی کا کالارج تک پہنچ جانا ناممکن نہ تھا۔ ایسی صورت میں یہ مشن بھی لیک آؤٹ ہو سکتا تھا ۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ فوری طور پر انسپکٹر جان اور سارجنٹ راجر کو روڈ ایکسیڈنٹ ظاہر کر کے ختم کر دیا۔ ڈرائی کلینر کی دکان میں فوری طور پر اس جیسی دوسری یونیفارم پہنچا دی گئی اور اس کے ساتھ ہی سر آرنلڈ کے

سیکرٹری کو بھی غائب کر دیا گیا ہے۔ اس طرح سر آرنلڈ کی پوزیشن صاف کر دی گئی ہے" ـــــ ریڈ چیف نے کہا۔

"لیکن باس! ـــ سر آرنلڈ کی ایسی کیا اہمیت ہے کہ اس کی پوزیشن صاف کرنا ضروری ہو گئی" ـــ ؟ ریڈ فور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سر آرنلڈ ریڈ آرمی کے اعلیٰ ترین حکام میں سے ہیں اور ان کا اس طرح کالا ج سے ملوث ہو جانا ریڈ آرمی کے لئے نیک فال ثابت نہ ہوتا" ـــ ریڈ چیف نے جواب دیا۔

"اوہ! ـــ اگر ایسی بات ہے تو باس! ـــ کالا ج نے سر آرنلڈ کا سہارا کیوں لیا ـــ ؟ کیا وہ سر آرنلڈ کی پوزیشن جانتا تھا" ـــــ ؟ ریڈ ون نے کہا۔

"یقیناً اس نے ڈبل گیم کھیلی ـــ اپنے ساتھی کو سر آرنلڈ کے ڈرائیور کی یونیفارم پہنا کر اس نے اپنے ہر ممکنہ حملے کو بچانے کی کوشش ظاہر کی ہے۔ سر آرنلڈ کے ڈرائیور کو اس کے ساتھ دیکھ کر ریڈ آرمی بغیر تفتیش کے کوئی اقدام نہ کرتی ـــ لیکن ریڈ آرمی نے چونکہ براہ راست سامنے آنے کی بجائے جیونگم کلب کی خدمات حاصل کر لی تھیں اس لئے وہ مارا گیا" ـ ریڈ چیف نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن باس! ـــ پولیس کو اعلیٰ سطح پر دباؤ ڈلوا کر اس کیس سے دستبردار کیا جا سکتا تھا۔ پھر انسپکٹر جان اور سارجنٹ کو کیوں ہلاک کیا گیا ـ ؟" ریڈ ٹو نے کہا۔

"انسپکٹر جان انتہائی اصول پسند آدمی تھا ـــ وہ کسی صورت باز نہ آ سکتا تھا۔ اس لئے اس کا خاتمہ ضروری تھا" ـــ ریڈ چیف نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے باس" ـــ اس بار سب نے بیک آواز کہا۔

"یہ تمام تفصیلات میں نے تم لوگوں کو اس لئے بتائی ہیں، حالانکہ تمہارا ان سے کوئی تعلق نہ تھا کہ تمہیں احساس ہو سکے کہ مشن میں دیر ہونے سے کیا پرابلم پیدا ہو سکتے ہیں ـــ چنانچہ اب یہ تمہارا کام ہے کہ مشن کو جس قدر جلد ممکن ہو سکے مکمل کیا جائے" ـــ ریڈ چیف نے کہا۔

"ہم اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں باس" ـــ ان سب نے جواب دیا۔

"او کے! ـــ میٹنگ برخاست" ـــ ریڈ چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی میز کے درمیان سے نکلنے والا ٹرانسمیٹر واپس میز کے اندر غائب ہو گیا۔

اسی لمحے ریڈ فور جو سب سے پہلے اندر آیا تھا اپنی کرسی سے اٹھا۔ اس نے بیگ اٹھایا اور اسی دروازے کی طرف بڑھ گیا جس سے وہ اندر داخل ہوا تھا۔ اس چھوٹے کمرے میں پہنچ کر اس نے بیگ کو پہلے کی طرح میز پر رکھا اور خود بیڈ پر سیدھا لیٹ گیا۔ چند لمحوں بعد کمرہ اوپر کو اٹھنے لگا۔ پھر جب وہ پہلے والے کمرے میں پہنچا تو بیڈ سے اٹھ کر اس نے بیگ سنبھالا اور دروازے کی چٹخنی کھول کر وہ باہر آ گیا۔

یہ ایک راہداری تھی جس کے اختتام پر سیڑھیاں نیچے اتر رہی تھیں۔ سیڑھیاں اتر کر وہ ایک چھوٹے سے دروازے سے نکل کر سڑک پر پہنچ گیا۔ سڑک کراس کر کے وہ سامنے ایک سینما کی پارکنگ کی طرف بڑھا۔ وہاں کافی تعداد میں کاریں موجود تھیں۔ وہ سرخ رنگ کی ایک کار کے قریب پہنچ کر رکا۔ اس نے جیب سے چابی نکال کر کار کا دروازہ کھولا۔ بیگ کو پچھلی سیٹ پر

اچھال کر وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور دوسرے لمحے کار پارکنگ سے نکل کر سڑک پر سے دائیں طرف مڑ کر تیزی سے آگے بڑھنے لگی۔

ریڈ فور بڑے مطمئن انداز میں ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کی جھلکیاں نمایاں تھیں کہ اچانک ڈیش بورڈ پر بنے ہوئے ایک ڈائل میں سُرخ رنگ کا نقطہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ ریڈ فور چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ڈائل کے نیچے ایک بٹن دبا دیا۔

"یس — ہیوگو اٹنڈنگ یو۔ اوور" — ریڈ فور نے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن کو پریس کرتے ہوئے کہا۔

"باس! — فیلڈ پوائنٹ سے آپ کے لئے ایک ایمرجنسی کال ہے — اٹنڈ کر لیں۔ اوور" — دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"یس — لنک کراؤ۔ اوور" — ہیوگو نے کار کو ایک سائیڈ پہ کر کے روکتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر گہری تشویش کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

چند لمحوں کے وقفے کے بعد ایک اور آواز ٹرانسمیٹر سے ابھری۔

"ہیلو — ہیلو وکٹر فرام فیلڈ پوائنٹ کالنگ۔ اوور" — بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"یس — ہیوگو اٹنڈنگ۔ اوور" — ہیوگو نے لہجے کو سپاٹ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"باس! — ایک اہم مسئلہ کھڑا ہو گیا ہے — نمبر تھرٹی تھری نے رپورٹ دی ہے کہ ہمارا مشن لیک آؤٹ ہو گیا ہے اور انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ فیاض نے ہمارے پوائنٹ نمبر فور پر اچانک چھاپہ مارا۔ لیکن ہمیں اتفاق سے پہلے اطلاع مل گئی تھی — ہم نے تھوڑی دیر پہلے وہ پوائنٹ

خالی کر دیا تھا۔ بہرحال معاملہ سیریس ہو گیا ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع کر دوں۔ اوور" — وکٹر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! — مشن کیسے لیک آؤٹ ہو گیا۔ اوور — ؟" ہیوگو نے پریشان ہو کر پوچھا۔

"سر! — میں نے تحقیقات کی ہے — ایک کال انٹیلی جنس نے کیچ کی ہے۔ فضل حسین بظاہر حکومت کا آدمی تھا — لیکن دراصل حکومت کو اس کی سرگرمیوں پر شبہ تھا اس لئے اس کی خفیہ نگرانی کی جا رہی تھی اس وجہ سے کال کیچ ہو گئی — یہ کال پوائنٹ نمبر نو سے کی گئی تھی۔ چنانچہ پوائنٹ نمبر نو پر چھاپہ مارا گیا۔ اوور" — دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوہ! فضل حسین کا کیا ہوا۔ اوور — ؟" ہیوگو نے چونک کر پوچھا۔

"اس سے رابطہ فوری طور پر ختم کر دیا گیا ہے اور مزید رابطے بھی آپ کی ہدایات لینے سے قبل ختم کر دیئے گئے ہیں۔ اوور" — وکٹر نے جواب دیا۔

"میں کل پہنچ جاؤں گا — فضل حسین کو کافی معلومات حاصل ہیں۔ اس لئے انٹیلی جنس یقیناً اب فضل حسین کو کور کرے گی — تم ایسا کرو کہ فوری طور پر فضل حسین کا خاتمہ کر دو تاکہ اس کی طرف سے ہم محفوظ ہو جائیں — باقی ہدایات میں وہیں آ کر صورت حال دیکھنے کے بعد دوں گا۔ اوور اینڈ آل" — ہیوگو نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر اب گہری پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔ کال ختم کر کے اس نے کار کو دوبارہ آگے بڑھایا اور خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھنے لگا۔

عمران جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا میز کے پیچھے بیٹھا ہوا بلیک زیرو اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"کیا بات ہے بلیک زیرو! کیا پیٹ میں مروڑ اٹھ رہے ہیں۔؟" عمران اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے خود بھی کرسی پر ڈھیر ہو گیا۔

"پیٹ میں مروڑ — نہیں تو" — بلیک زیرو نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔

"پھر برے برے منہ کیوں بنا رہے ہو — کہیں چہرہ خوبصورت بنانے کی ورزش تو نہیں کر رہے — ویسے تم چاہو جتنی ورزش کر لو، رہو گے تو نقاب پوش ہی — اور نقاب کا یہی فائدہ ہے کہ خوبصورتی کے ساتھ ساتھ بدصورتی بھی چھپ جاتی ہے" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! — یہ بات نہیں عمران صاحب! — بلکہ ایک اہم اطلاع ابھی سر سلطان کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔ اس لئے میں نے آپ کو کال کیا تھا" — بلیک زیرو نے سنجیدگی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا — کیا نائلہ کا جھگڑا ہو گیا ہے علی شیر سے — لیکن تمہیں تو اس اطلاع سے خوش ہونا چاہئے — جولیا کے ساتھ ساتھ ایک اور سکوپ بھی بن سکتا ہے" — عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ بھی بات کو کہاں سے کہاں لے جاتے ہیں" — بلیک زیرو نے خفت بھرے لہجے میں کہا۔

"اچھا جہاں کہو — وہیں لے جاتا ہوں — آجکل کیس تو ہے نہیں ہی رفتے کرنے والا دھندہ ہی خاصا منافع بخش رہے گا" — عمران نے کہا۔

"کیس والی بات تو آپ سنتے ہی نہیں — اسی لئے تو آپ کو کال کیا ہے" — بلیک زیرو نے موضوع بدلنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے کیا کرنا ہے سن کر — کسی لیڈی ڈاکٹر سے بات کرو — وہی کیس کرتی ہے — میرا مطلب ہے ڈلیوری کیس کی بات ہے ناں۔ ویسے پیشگی مبارک ہو" — عمران کی زبان بھلا آسانی سے کہاں رکنے والی تھی۔

"میرے خیال میں آپ کا موڈ نہیں ہے — چلو پھر کبھی سہی — میں خود ہی ڈیل کر لیتا ہوں" — بلیک زیرو نے دوسرا حربہ استعمال کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا جی! — اب تمہیں بھی کیس ڈیل کرنے آ گئے ہیں — کب کورس

کیا ہے زچگی کا ــــ مجھے بتایا ہی نہیں ــــ میرے علاقے میں بھی بورڈ لگوا دو۔ لیکن کمیشن دینا پڑے گا" ــــ عمران نے کہا اور بلیک زیرو ہنس پڑا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتا، میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور بلیک زیرو سے پہلے عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ــــ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں! ــــ عمران سے بات ہوئی آیانا کیس کے متعلق ــــ صدر مملکت بھی اس سلسلے میں خاصے پریشان ہیں" ــــ دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"آپ نام بھول رہے ہیں جناب! ــــ آیانا نہیں ڈیانا ــــ بلکہ لیڈی ڈیانا کیس ہوگا ــــ لیکن آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ لیڈی ڈیانا کا دوسرا بچہ بھی پیدا ہو چکا ہے ــــ سوری! اب کیس ڈیل کرنے کا کوئی سکوپ باقی نہیں رہا" ــــ اس بار عمران نے اپنی اصل آواز میں کہا۔

"یہ کیا مذاق ہے عمران! ــــ اب تمہاری حرکتیں بچگانہ ہوتی جا رہی ہیں ــــ شادی کے روز بھی تم نے انتہائی بچگانہ حرکت کی تھی" ــــ سر سلطان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"بچگانہ ــــ کیا کہہ رہے ہیں آپ! ــــ ابھی سے بچہ کیسے ہو سکتا ہے ــــ ابھی کل پرسوں تو شادی ہو رہی ہے۔ کمال ہے، قیامت کی نشانیاں ہیں" ــــ عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"یو شٹ اپ ــــ نان سنس! ــــ تمہیں اب بات کرنے کی بھی تمیز نہیں رہی ایڈیٹ" ــــ سر سلطان نے دھاڑتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"جلدی کرو بلیک زیرو! ــــ مجھے بریف کر دو ــــ میں نے اسی لئے سر سلطان کو غصہ دلا کر بھگایا ہے ــــ کیا کیس ہے" ــــ عمران نے زیرو سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تو کافی دیر سے کوشش کر رہا تھا۔ آپ سنتے ہی نہیں تھے۔ بہرحال سر سلطان نے تھوڑی دیر پہلے شوگران سیکرٹ سروس کے چیف کی طرف سے ارسال کردہ ایک ٹیپ بھجوایا تھا" ــــ بلیک زیرو نے میز کی دراز کھول کر ایک مائیکرو ٹیپ باہر نکالتے ہوئے کہا۔

"شوگران! ــــ لیکن سر سلطان تو آیانا کی بات کر رہے تھے" ــــ؟ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ٹیپ میں ہونے والی گفتگو کا تعلق آیانا سے ہے ــــ یہ شوگران سیکرٹ سروس نے حاصل کیا ہے ــــ بھجوایا انہوں نے ہے" ــــ بلیک زیرو نے دراز سے مائیکرو ٹیپ ریکارڈر نکال کر میز پر رکھتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر اس نے ٹیپ اس میں فٹ کر کے اس کا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے ایک آواز ابھری۔

"ہیلو ــ ہیلو ٹاپ رینک تھری ڈی فرام آیانا ــــ اہم پیغام نوٹ کریں۔ کالاج نے رپورٹ دی ہے کہ کاسٹریا کی سپیشل سروس ریڈ آرمی پاکیشیا کے خلاف ایک خطرناک منصوبہ بنائے ہوئے ہے ــــ اس سلسلے میں ریڈ آرمی کی ٹیمیں پاکیشیا کے مختلف صوبوں میں مسلسل کام کر رہی ہیں ــــ آج ریڈ آرمی کے اعلیٰ حکام کی خفیہ میٹنگ ہے ــــ اس منصوبے کے سلسلے میں ــــ اس کی تفصیلات کالاج میٹنگ کے بعد دے گا۔ کالاج اس میٹنگ کو اٹینڈ کر رہا ہے ــــ فی الحال اتنا معلوم ہوا ہے کہ یہ منصوبہ پاکیشیا

کے خلاف روسیاہ کی مدد سے تیار کیا گیا ہے۔ وہاں شاید سیاسی طور پر کام ہو رہا ہے ــــ تفصیلات آج رات مل جائیں گی۔ کالاج آج پہلی بار میٹنگ اٹنڈ کر رہا ہے پھر مزید تفصیلات کا علم ہوگا۔ اوور"۔

"ٹاپ رینک تھریٹی تھری!ــ کالاج کون ہے۔ تفصیل سے بتاؤ۔ اوور" ایک اور سخت سی آواز ابھری۔

"سر!ــ کالاج ریڈ آرمی کے شعبہ ایمونیشن کا سربراہ ہے۔ ٹاپ رینک کافی عرصے سے مسلسل کالاج کو کور کرنے کی کوشش کر رہی تھی تاکہ ریڈ آرمی کے خفیہ منصوبوں کا علم ہو سکے ــــ دو روز پہلے کالاج سے بات چیت مکمل ہوئی ہے اور وہ ہمارا ایجنٹ بن گیا ہے۔ اس نے ہی یہ اطلاع دی ہے ــــ اس کا تعلق چونکہ براہ راست منصوبہ سازی سے نہیں ہے اس لئے اسے صرف اتنی ہی اطلاعات حاصل ہیں ــــ مزید تفصیلات آج کی میٹنگ کے بعد مل جائیں گی۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے ــــ پاکیشیا ہمارا دوست ملک ہے۔ منصوبے کی پوری تفصیل معلوم کر کے رپورٹ دو۔ اوور" ــــ سخت لہجے میں کہا گیا۔

"یس باس۔ اوور" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹیپ ختم ہو گئی۔

بلیک زیرو نے ٹیپ ریکارڈر کا بٹن آف کر کے ٹیپ باہر نکال لی اور پھر عمران سے مخاطب ہوا۔

"اس کے ساتھ ہی شوگران سیکرٹ سروس کے چیف کا خط بھی آیا ہے"۔ بلیک زیرو نے ایک طرف رکھا ہوا ایک لفافہ اٹھا کر عمران کی طرف بڑھاتے

ہوئے کہا۔

عمران نے لفافہ کھول کر اس میں موجود کاغذ نکالا۔ یہ شوگران اور پاکیشیا کے درمیان طے شدہ سپیشل کوڈ میں لکھا گیا تھا۔ اور یہ شوگران سیکرٹ سروس کے چیف کی طرف سے تھا۔ مخاطب پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف تھا۔ اس میں اس نے صرف یہ بتایا تھا کہ بعد میں آیا ہے اطلاعات ملی ہیں کہ کالاج کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور ان کے آدمی تھریٹی تھری کو ریڈ آرمی نے گرفتار کر لیا جس نے خودکشی کر لی ہے۔ اس لئے فوری طور پر مزید معلومات مہیا نہیں کی جا سکیں۔

"ہونہہ!ــ اس کا مطلب ہے کہ کوئی گہری سازش ہو رہی ہے ــــ آسٹریا کی ریڈ آرمی خاصی طاقتور تنظیم ہے اور کاسٹریا کا تعلق چونکہ روسیاہ سے ہے اس لئے ایسا ہی ہوگا ــــ لیکن پیغام کے مطابق تو ریڈ آرمی کی ٹیمیں یہاں کام کر رہی ہیں۔ مگر ابھی تک تو اس سلسلے میں کوئی اطلاع نہیں ملی" ــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ــ پی۔ اے ٹو سیکرٹری خارجہ" ــــ دوسری طرف سے سر سلطان کے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو ــ سر سلطان سے بات کراؤ" ــــ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر ــ ہولڈ آن سر" ــــ دوسری طرف سے پی۔ اے نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس سلطان سپیکنگ" ــــ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے سر سلطان

کی آواز سنائی دی۔

"عمران سے بات کیجئے" ــــ عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔ ایسا اس نے دراصل پی۔ اے کی وجہ سے کیا تھا۔ گو قانوناً پی۔ اے، ایکسٹو کی کال نہ سن سکتا تھا لیکن عمران بہرحال محتاط رہتا تھا۔

"میں اس احمق سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتا" ــــ سرسلطان نے غصیلے لہجے میں جواب دیا۔ شاید ابھی تک ان کا غصہ دور نہ ہوا تھا۔

"ارے ارے جناب! ــــ سرسلطان ــــ عالی شان مع آن بان ــــ عمران وعمان پان کی بات کا برا نہ منایا کیجئے ــــ دراصل اس کی زبان کو خارش کی بیماری ہے ــــ اور غریب کے پاس اتنے پیسے نہیں کہ کسی سپیشلسٹ سے علاج کرا سکے ــــ بس اس طرح آپ سے بات کر کے زبان کھجلا لیتا ہے بے چارہ" ــــ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا اور سرسلطان شاید نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس پڑے۔

"اس کھجلی کو دور کرنے کے لئے میں ہی رہ گیا ہوں" ــــ سرسلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اجی آپ کا دم ہی تو غنیمت رہ گیا ہے ــــ اب بھلا کہاں مل سکتے ہیں آپ جیسے سر ــــ اب تو بغیر سر کے لوگ پیدا ہو رہے ہیں ــــ اور آپ کو معلوم ہے کہ کھجلی دور کرنے کے لئے ژرف چیز چاہئے۔ اور آپ کے سر سے زیادہ ژرف چیز بھلا کہاں سے مل سکتی ہے" ــــ عمران نے دوبارہ شیر ہوتے ہوئے کہا۔

"تم باز نہیں آؤ گے ــــ بہرحال کہو کس لئے فون کیا تھا" ــــ سرسلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"زبان کی کھجلی مٹانے کے لئے ــــ ابھی میری آدھی کھجلی دور ہوئی تھی کہ آپ نے فون بند کر دیا تھا" ــــ عمران دوبارہ پٹڑی سے اتر گیا۔

"میں پھر بند کر رہا ہوں ــــ تم بیٹھے مٹاتے رہو اپنی کھجلی" ــــ سرسلطان نے بھنے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے آپ نے نائلہ کی شادی کر دی ہے تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔ آپ مجھ سے بات بات پر ناراض ہو جاتے ہیں ــــ چلو تمام نہ سہی، کچھ نہ کچھ ناراضگی کا رخ علی شیر کی طرف کر دیا کریں۔ ویسے وہ آیا ماٹلا کا کیا مسئلہ ہے ــــ میں نے شوگران سیکرٹ سروس کا خط بھی پڑھ لیا ہے اور ان کا ارسال کردہ ٹیپ بھی سن لیا ہے" ــــ عمران نے اصل موضوع کی طرف آتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ سرسلطان پھر نہ بدک جائیں۔

"یہ ٹیپ اور خط ایک سپیشل میسنجر لے آیا ہے ــــ میں نے صدر مملکت سے بات کی تھی، وہ بھی بے حد پریشان ہیں ــــ روسیاہ سے کچھ بھی بعید نہیں کہ اس نے کاسٹریا کی مدد سے ہمارے خلاف کوئی خوفناک سازش تیار کی ہو ــــ آجکل بین الاقوامی حالات انتہائی نازک ہیں اور کاسٹریا روسیاہ کا خاص حلیف ہے ــــ اس لئے معاملہ بے حد سیریس ہے ــــ تم فوری طور پر اس بارے میں کچھ سوچو تاکہ میں صدر مملکت کو رپورٹ دے سکوں" ــــ سرسلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس ٹیپ میں تو بتایا گیا ہے کہ ریڈ آرمی کی ٹیمیں ہمارے ملک میں کام کر رہی ہیں ــــ کیا آپ نے سررحمان سے بات کی ہے۔ شاید سنٹرل انٹیلی جنس کے پاس اس بارے میں کوئی اطلاع ہو" ــــ عمران نے کہا۔

"میں نے بات تو نہیں کی ــــ اب کر لیتا ہوں" ــــ سرسلطان نے

جواب دیا۔

"او کے ۔۔۔ آپ بات کر کے پھر مجھے بتائیں ۔۔۔ میں انتظار کر رہا ہوں" عمران نے کہا اور پھر دوسری طرف سے "او کے" کے الفاظ سن کر اس نے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر تشویش کے آثار نمایاں تھے۔

"طاہر! ۔۔۔ لائبریری سے ریڈ آرمی کی فائل لے آؤ۔ شاید کچھ معلومات حاصل ہو جائیں" ۔۔۔ عمران نے رسیور رکھتے ہی بلیک زیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور بلیک زیرو سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور بغلی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران خاموش بیٹھا رہا۔ اس نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ وہ گہری سوچ میں تھا۔ اس کی چھٹی حس بتا رہی تھی کہ ریڈ آرمی والا کیس خاصا مشکل اور گہرا ثابت ہوگا۔

"یہ لیجئے" ۔۔۔ بلیک زیرو کی آواز سنائی دی اور عمران نے آنکھیں کھول کر فائل بلیک زیرو کے ہاتھ سے لے لی اور پھر اسے کھول کر پڑھنا شروع کر دیا۔ فائل خاصی ضخیم تھی۔ عمران مسلسل اس کے مطالعے میں مصروف رہا۔ ابھی اس نے آدھی ہی فائل پڑھی تھی کہ میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

بلیک زیرو نے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ۔۔۔ بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"صفدر بول رہا ہوں جناب! ۔۔۔ میرے پاس ایک اہم اطلاع ہے۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض نے آج میرے فلیٹ سے ملحقہ ایک عمارت پر چھاپہ مارا ہے لیکن وہ عمارت خالی تھی ۔۔۔ میں چونکہ فلیٹ میں جانے کے لئے

وہاں سے گذر رہا تھا۔ سپرنٹنڈنٹ فیاض کو دیکھ کر رک گیا ۔۔۔ فیاض کو کسی غیر ملکی مجرموں کی تلاش تھی ۔۔۔ غیر ملکی مجرموں کی وجہ سے میں نے جان بوجھ کر دلچسپی لی اور فیاض کے ساتھ زبردستی اندر چلا گیا ۔۔۔ عمارت خالی پڑی ہوئی تھی ۔۔۔ فیاض ہاتھ ملتا رہ گیا ۔۔۔ گو فیاض نے مجھے باوجود کوشش کے کچھ نہیں بتایا لیکن وہاں سے مجھے ایک کاغذ ملا ہے جس پر کسی نامانوس زبان میں کچھ لکھا ہوا ہے ۔۔۔ البتہ کاغذ کے ایک کونے میں ایک ایسا نشان چھپا ہوا ہے جس نے مجھے چونکا دیا ہے ۔۔۔ یہ نشان کاسٹریا کی سیکرٹ سروس ریڈ آرمی کا مخصوص نشان ہے جس میں ایک آدمی سرخ لباس پہنے سرخ رنگ کا ریوالور لئے کھڑا ہوا ہے ۔۔۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع کر دوں" ۔۔۔ صفدر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم ریڈ آرمی کے نشان سے کیسے واقف ہوئے ۔۔۔؟" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"سر! ۔۔۔ دو سال قبل عالمی سیکرٹ سروسز کا اجلاس ہوا تھا جس میں پاکیشیا کی طرف سے مجھے بھیجا تھا ۔۔۔ وہاں ریڈ آرمی کا نمائندہ میرا دوست بن گیا تھا اور میں نے ان کا یہ سرکاری نشان ان کے سرکاری پیڈ پر دیکھا تھا" ۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"او کے! ۔۔۔ تم وہ کاغذ دانش منزل بھجوا دو" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"تم اب بادام کھانا شروع کر دو طاہر! ۔۔۔ تمہیں دو سال پہلے کی بات بھی یاد نہیں رہی" ۔۔۔ عمران نے فائل سے سر اٹھاتے ہوئے کہا۔

"یس سر! وہ تو مجھے یاد تھی لیکن یہ معلوم نہ تھا کہ صفدر کی دوستی وہاں ریڈ آرمی

سے ہو گئی ہو گی" ۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"صفدر کی بات سے پتہ چلا ہے کہ انٹیلی جنس ریڈ آرمی کی تو سو چکی ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کو جواب دیتا، ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔ بلیک زیرو نے دوبا رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں" ۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان کی آ سنائی دی۔

"یس سر" ۔۔۔ اس بار بلیک زیرو نے اصل لہجے میں کہا۔

"عمران موجود ہے" ۔۔۔؟ سر سلطان نے پوچھا۔

"یس سر ۔۔۔ تشریف رکھتے ہیں ۔۔۔ بات کیجئے" ۔۔۔ بلیک زیر نے مودبانہ لہجے میں کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"جناب فرمایئے ۔۔۔ گھاس ملی" ۔۔۔ عمران نے رسیور لیتے ہی بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب ۔۔۔؟ کیسی گھاس" ۔۔۔؟ سر سلطان نے حیرت لہجے میں پوچھا۔

"اوہ سوری! ۔۔۔ محاورہ غلط بول گیا ہوں ۔۔۔ گھاس ڈالی گئی" ۔۔۔ عمران نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آخر کیا مصیبت ہے ۔۔۔ تم کسی وقت سنجیدہ بھی ہوتے ہو ۔۔۔ یا نہیں" ۔۔۔ سر سلطان نے بری طرح جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ معاف کیجئے ۔۔۔ میں نے تو سوچا تھا کہ با محاورہ لئے

کر دوں ۔۔۔ میرا مطلب تھا کہ ڈیڈی نے گھاس ڈالی یا نہیں ۔۔۔ آسان زبان میں کیا رپورٹ ہے انٹیلی جنس کی" ۔۔۔؟ عمران نے کہا۔

"سنو عمران! ۔۔۔ موقعہ محل دیکھ کر بات کیا کرو ۔۔۔ یہ میں آخری بار کہہ رہا ہوں، اس کے بعد میں کیا کروں گا ۔۔۔ اس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ میں استعفیٰ بھی دے سکتا ہوں ۔۔۔ اور خودکشی بھی کر سکتا ہوں ۔۔۔ سمجھے" ۔۔۔ سر سلطان نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔ وہ شائد پریشانی کی وجہ سے بری طرح جھلائے ہوئے تھے۔

"سمجھ گیا جناب! ۔۔۔ لیکن آپ نے وضاحت نہیں فرمائی کہ بات کرنے کے لئے کونسا محل دیکھا کروں ۔۔۔ رانا پیلس ۔۔۔ یا پریذیڈنٹ پیلس ۔۔۔ یہ بھی وضاحت فرما دیجئے ۔۔۔ باقی رہا موقعہ ۔۔۔ تو مواقع بھی کئی ہیں مثلاً موقعہ واردات بھی ہوتا ہے ۔۔۔ موقعہ ہماری مقامی زبان میں کوڑا کرکٹ کے ڈھیر کو بھی کہتے ہیں" ۔۔۔ عمران بھلا اتنی آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔

"سر رحمان نے کہا ہے کہ ان کے پاس ریڈ آرمی کے سلسلے میں کوئی رپورٹ نہیں ہے" ۔۔۔ سر سلطان نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے کھٹک کی آواز کے ساتھ رابطہ ختم ہو گیا۔ سر سلطان نے شائد رسیور کریڈل پر پٹخ دیا تھا۔

"آپ آخر سر سلطان کو اس حد تک تنگ کیوں کرتے ہیں" ۔۔۔؟ بلیک زیرو نے عمران کے رسیور رکھتے ہی پوچھا۔

"میں ذرا انہیں نارمل رکھنے کی کوشش کرتا ہوں ۔۔۔ ہمارے سرکاری افسر ہر وقت خوشامدانہ باتیں سن سن کر ابنارمل سے ہو جاتے ہیں ۔۔۔ تمہیں

معلوم تو ہے کہ بخار اتارنے کے لئے کڑوی دوا دی جاتی ہے" — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن سر سلطان تو ایسے آفیسر نہیں ہیں جو ابنارمل ہو جاتے ہیں۔ وہ تو انتہائی دیانت دار، فرض شناس اور خلیق افسر ہیں" — بلیک زیرو نے باقاعدہ سر سلطان کی حمایت میں بولنا شروع کر دیا۔

"ویسے اگر کہو تو ایک محاورہ تمہیں بھی سنا دوں — وہ کیا کہتے ہیں کہ پچھتانے سے کیا فائدہ جب چڑیاں کھیت چگ جائیں — یہ محاورہ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی ثقیل ہے — اس لئے میری زبان پر ہی نہیں چڑھتا۔ بہرحال چڑیاں تو نہیں کہنا چاہیے بلکہ چڑا چگ گیا کھیت زیادہ مناسب معنی ہوتا ہے" — عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں سمجھا نہیں کہ آپ کہنا کیا چاہتے ہیں" — بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"بھئی اب نائلہ کی شادی ہو چکی ہے — اب سر سلطان کے قصیدے پڑھنے سے کوئی فائدہ نہیں" — عمران نے سیدھی بات کرتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو ہنس پڑا۔

"آخر آپ یہ بار بار اس شادی کا ذکر کیوں کر رہے ہیں — میرا خیال ہے کہ آپ نے خود ہی نائلہ سے شادی سے انکار کر دیا تھا۔ ورنہ سر سلطان کی تو خواہش یہی تھی" — بلیک زیرو نے کہا۔

"ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے — تو بھئی ابھی میرا دم نکلنے کا وقت نہیں آیا تھا" — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے

شروع کر دیئے۔

"یس۔ پی اے ٹو سر رحمان ڈائریکٹر جنرل انٹیلی جنس" — رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو — سر رحمان سے بات کراؤ" — عمران نے مخصوص لہجے میں کہا اور بلیک زیرو سر ہلانے لگا۔

"یس سر — یس سر" — دوسری طرف سے پی اے کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس۔ رحمان سپیکنگ" — چند لمحوں بعد ہی سر رحمان کی آواز سنائی دی۔ ان کے لہجے میں مودبانہ پن تو نہ تھا البتہ کرختگی غائب تھی۔

"ایکسٹو سپیکنگ — سر رحمان! آپ نے سر سلطان کو یہ رپورٹ دی ہے کہ ریڈ آرمی کے سلسلے میں آپ کے پاس کوئی کیس نہیں ہے" — عمران نے کرخت اور سپاٹ لہجے میں کہا۔

"یس — یہی رپورٹ دی ہے میں نے" — سر رحمان نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن ایک ذمہ دار عہدے پر ہونے کے باوجود آپ نے غلط بیانی سے کام کیوں لیا ہے — آپ کے محکمے کا فیاض نامی سپرنٹنڈنٹ ریڈ آرمی کی عمارتوں پر چھاپے مارتا پھر رہا ہے — اور آپ فرما رہے ہیں کہ میرے پاس ایسا کوئی کیس نہیں ہے" — عمران کا لہجہ اور زیادہ کرخت ہو گیا۔

"سپرنٹنڈنٹ فیاض — اور ریڈ آرمی کی عمارتوں پر چھاپے — جی نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں — سپرنٹنڈنٹ فیاض نے ایک عمارت پر آج ہی چھاپہ ضرور مارا ہے۔ لیکن اس کا ریڈ آرمی سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ اور

دوسری بات یہ کہ آپ مجھے ایک ذمہ دار عہدے پر فائز بھی کہہ رہے ہیں اور ساتھ ہی غلط بیانی کا الزام بھی لگا رہے ہیں ——— آپ اپنے الفاظ واپس لیں ——— میں ایسے الفاظ سننے کا عادی نہیں ہوں" ——— سر رحمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔ آخر وہ عمران کے باپ تھے۔ اصلی چنگیزی خون کے حامل۔ وہ بھلا ایکسٹو سے کہاں دبنے والے تھے۔

"آپ کو معلوم ہے کہ آپ کس سے بات کر رہے ہیں" ——— عمران کا لہجہ غراہٹ آمیز ہو گیا۔ ظاہر ہے اس وقت وہ بحیثیت ایکسٹو بات کر رہا تھا اور سر رحمان نے ایکسٹو کی عزت کو داؤ پر لگا دیا تھا۔

"جی ہاں بس۔ اچھی طرح معلوم ہے۔ سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو سے بات کر رہا ہوں" ——— سر رحمان نے بھی اسی لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کو ایکسٹو کے اختیارات کا علم ہے ——— میں چاہوں تو ابھی نہ صرف آپ کو آپ کے عہدے سے برطرف کر سکتا ہوں ——— بلکہ آپ کے خلاف ریڈ آرمی کے ساتھ سازش اور ملک سے غداری کا مقدمہ بھی قائم کیا جا سکتا ہے ——— مجھے مسٹر ڈائریکٹر جنرل! ——— جس عمارت پر آپ کے سپرنٹنڈنٹ نے چھاپہ مارا ہے اس عمارت کا تعلق کاشریا سیکرٹ سروس ریڈ آرمی سے ہے" ——— عمران نے انتہائی سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور بلیک زیرو آنکھیں پھاڑے باپ بیٹے کے درمیان یہ اعصابی جنگ ہوتی دیکھ رہا تھا۔ وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ اگر سر رحمان کو ابھی یہ معلوم ہو جائے کہ ایکسٹو دراصل کون ہے تو ان کا ردعمل کیا ہوگا۔

"مجھے آپ کے اختیارات کا اچھی طرح علم ہے ——— آپ جو چاہیں کریں ——— لیکن آپ بھی یہ بات نوٹ کر لیں کہ میرا نام رحمان ہے۔ میں اپنے وقار اور عزت کے مقابلے میں عہدوں پر لات مار دینے کا عادی ہوں ——— ویسے مجھے سرکاری طور پر اس بات کا علم نہیں ہے کہ اس عمارت کا تعلق ریڈ آرمی سے ہے ——— اور نہ ہی اس عمارت سے ایسے کوئی شواہد ملے ہیں۔ اس لئے سر سلطان کے پوچھنے پر میں نے انہیں درست بتایا ہے کہ میرے پاس ریڈ آرمی کا کوئی کیس نہیں ہے" ——— سر رحمان نے دبے بغیر ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر آپ کا قصور نہیں ہے ——— لیکن آپ نے اپنے محکمے میں ایسے احمق کیوں پال رکھے ہیں جنہیں آخر تک اصل بات کا علم نہیں ہوتا ——— حالانکہ مجھے رپورٹ مل چکی ہے کہ اس عمارت کا تعلق ریڈ آرمی سے ہے اور وہاں سے ایسی دستاویز بھی ملی ہے جس سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے" ——— عمران نے اس بار قدرے نرم لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے سر رحمان کو اصل بات کا علم ہی نہ تھا یہ تو صفدر تھا جس کی وجہ سے اس بات کا علم عمران کو بھی ہو گیا تھا۔

"احمق کونسے محکمے میں نہیں ہوتے ——— بہرحال میں معذرت خواہ ہوں کہ میرے محکمے کے سپرنٹنڈنٹ کی وجہ سے اس قدر اہم کلیو کا مجھے علم نہ ہو سکا" ——— سر رحمان نے عمران کا نرم لہجہ سنتے ہی باقاعدہ معذرت تو کر دی لیکن احمق کونسے محکمے میں نہیں ہوتے کا فقرہ کہہ کر انہوں نے بہرحال بھرپور طنز بھی ساتھ ہی کر دی تھی۔

"اوکے بس ——— آپ کی معذرت قبول کی جاتی ہے ——— آپ اس کیس

کی مکمل فائل سرسلطان کی معرفت مجھے بھجوا دیں ـــــ میں خود دیکھ لوں گا"ـــــ عمران نے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا کیونکہ اُسے سر رحمان کی طبیعت کا اچھی طرح اندازہ تھا کہ اگر وہ فوری طور پر رابطہ ختم نہ کرتا تو سر رحمان جو ایکسٹو کے آخری فقرے پر یقیناً غصے سے اکھڑ چکے ہوں گے نجانے کیا جواب دیتے۔ اب اُسے معلوم تھا کہ وہ سارا غصہ سر سلطان پر نکالیں گے۔ کیونکہ ایکسٹو کے مخصوص نمبر کا انہیں علم ہی نہ تھا۔

"آجکل آپ واقعی مرچیں چبا رہے ہیں ـــــ سر رحمان کو بھی آپ نے سر سلطان کی طرح ناراض کر دیا ہے"ـــــ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یار کافی دنوں سے منہ کا ذائقہ کچھ پھیکا پھیکا سا محسوس ہو رہا تھا۔ اس لئے میں نے سوچا کہ چلو تھوڑی سی مرچیں ہی چبالی جائیں ـــــ لیکن یہ مرچیں تو کچھ ضرورت سے زیادہ ہی تیز ثابت ہو رہی ہیں۔ ویسے اب مزہ آئے گا ـــــ سپرنٹنڈنٹ فیاض کو ڈیڈی نے یقیناً کان پکڑوا کر مرغا بنا دیا ہے اور اسی لئے میں نے ذرا ضرورت سے زیادہ تیز مرچیں استعمال کر ڈالی ہیں۔

اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کوئی جواب دیتا، کمرے میں ہلکی سی سیٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور بلیک زیرو نے چونک کر میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ اور پھر میز کی سب سے نچلی دراز کھولی۔ دوسرے لمحے ایک مستطیل شکل کا کاغذ اس کے ہاتھ میں تھا۔ یہ یقیناً وہی کاغذ تھا جس کا ذکر صفدر نے کیا تھا کیونکہ اس کے کونے پر ریڈ آرمی کا مخصوص نشان واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔ ظاہر ہے کہ سسٹم کے مطابق صفدر نے دانش منزل کے گیٹ پر بنے ہوئے مخصوص باکس میں کاغذ ڈال دیا

تھا اور آٹو میٹک سسٹم کے تحت وہ میز کی نچلی دراز میں پہنچ گیا اور یہ سیٹی کی آواز اس کاغذ کے پہنچنے کی اطلاع تھی۔

عمران نے کاغذ بلیک زیرو کے ہاتھ سے لیا اور اُسے اپنے سامنے میز پر رکھ کر اس نے اُسے غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔ وہ کافی دیر تک اُسے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک طرف پڑا ہوا خالی پیڈ اٹھایا اور قلمدان سے قلم نکال کر اس نے خالی کاغذ پر لکھنا شروع کر دیا۔

"حل ہو گیا ہے یہ کوڈ"ـــــ؟ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"ہاں ـــــ یہ کاسٹریا کا سرکاری کوڈ ہے ـــــ اس کا حوالہ اس فائل میں پہلے سے موجود ہے"ـــــ عمران نے جواب دیا۔ اس کا ہاتھ اب کافی تیز رفتاری سے کاغذ پر چل رہا تھا۔

"ہونہہ ـــــ تو یہ بات ہے"ـــــ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے قلم کو واپس قلمدان میں رکھتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا"ـــــ؟ بلیک زیرو نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"خاصی اہم دریافت ہے ـــــ یہ خط کسی ہیوگو کی طرف سے کسی وکٹر کے نام ہے ـــــ اس میں بتایا گیا ہے کہ وہ ریڈ آرمی کی اہم میٹنگ کے لئے کاسٹریا جا رہا ہے ـــــ اس کی عدم موجودگی میں کام کو تیز رفتاری سے جاری رکھا جائے تاکہ جلد از جلد فائنل آپریشن مکمل ہو سکے"ـــــ عمران نے عبارت پڑھتے ہوئے اس کا مفہوم بتا دیا۔

"ہیوگو اور وکٹر"ـــــ بلیک زیرو نے نام دوہراتے ہوئے کہا۔

"کیوں! ـــــ کیا تم ان دونوں کو جانتے ہو"ـــــ؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں — جانتا تو نہیں — لیکن مجھے ایک خیال آ رہا ہے۔ چند روز قبل میں رات کا کھانا کھانے کے لئے ہوٹل پیلس میں گیا تھا تو میری ٹیبل سے ملحقہ ایک ٹیبل پر دو غیر ملکی بیٹھے ہوئے تھے — ان میں سے ایک دوسرے کو وکٹر کہہ کر مخاطب کر رہا تھا — بس یہ نام ہی میرے ذہن میں رہ گیا ہے" — بلیک زیرو نے کہا۔

"لیکن وکٹر تو عام سا نام ہے — ضروری نہیں کہ وہ آدمی ریڈ آرمی کا ہی وکٹر ہو" — عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"جی ہاں — ہے تو عام سا نام — اس وقت تو خیر میں نے غور نہیں کیا تھا لیکن اب مجھے یاد آ رہا ہے کہ انہوں نے دوران گفتگو کاسٹریا کا نام بھی لیا تھا" — بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"اوہ — اگر یہ بات ہے تو پھر یقیناً یہ وہی آدمی ہو گا جس کے نام خط لکھا گیا ہے" — عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"وہ دونوں اسی ہوٹل کے رہائشی تھے۔ کیونکہ میرے سامنے وہ بل دیئے بغیر اٹھ کر لفٹ کی طرف گئے تھے" — بلیک زیرو نے کہا۔

"گڈ شو — اب واقعی تم اس قابل ہوتے جا رہے ہو کہ تمہیں پکا ایکسٹو بنا دیا جائے — میں ہوٹل پیلس جا رہا ہوں" — عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اگر سر سلطان کا فون آ جائے تو انہیں کیا جواب دوں —" بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"سوال سمجھ میں آ جائے تو جواب بھی دے دینا — ورنہ معذرت کر لینا — میں رعایتی نمبر دلوا کر پاس کرا دوں گا" — عمران نے کہا اور

تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم سے باہر نکل آیا۔

چند لمحوں بعد اس کی کار دانش منزل سے نکل کر ہوٹل پیلس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس کے ذہن میں بار بار ریڈ آرمی کا نام گونج رہا تھا۔ دراصل وہ ایک اور آئیڈیئے پر سوچ رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ ریڈ آرمی سرکاری تنظیم ہے اور ظاہر ہے کسی خوفناک منصوبے پر ہی عمل کر رہی ہو گی۔ اس لئے اگر صرف یہاں موجود اس کی ٹیموں کا خاتمہ کر دیا گیا تو اس سے ریڈ آرمی کے منصوبے پر کوئی اثر نہ پڑے گا۔ وہ اور لوگ بھیج دیں گے اور یہ بھی ناممکن تھا کہ عمران کاسٹریا پہنچ کر ساری سیکرٹ سروس کا ہی خاتمہ کر دے۔ اور اگر ایسا ہو بھی جائے تب بھی افراد کے ختم ہونے سے سرکاری تنظیمیں تو ختم نہیں ہو سکتیں۔ اس لئے وہ کوئی ایسا حل سوچ رہا تھا جس سے ریڈ آرمی پاکیشیا کے خلاف اپنے منصوبے سے خود ہی باز آ جائے لیکن ایسا کوئی حل اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔ بہرحال پہلی بات تو اس منصوبے کا انکشاف تھا۔ اگر منصوبہ سامنے آ جائے تب اس کی گہرائی اور اہمیت کو سامنے رکھ کر کوئی مزید اقدام کیا جا سکتا تھا۔

اسی ذہنی ادھیڑ بن میں کار چلاتا ہوا ہوٹل پیلس پہنچ گیا۔ اس نے کار ہوٹل کے وسیع پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اتر کر اس کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگا اور پھر جیسے ہی وہ مین گیٹ کراس کر کے ہوٹل کے ہال میں داخل ہوا۔ ایک خیال کے آتے ہی وہ بے اختیار اپنے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ اس سے واقعی حماقت ہوئی تھی۔ یہ ضروری تو نہ تھا کہ وکٹر اپنے اصل نام کے ساتھ یہاں رہائش پذیر ہو یا رہا ہو۔ اور وکٹر کا حلیہ بلیک زیرو سے پوچھنا تو بھول ہی گیا تھا۔

"میرے خیال میں اب بلیک زیرو کو پکا ایکسٹو بنا کر میں ریٹائر ہو جاؤں اب کھوپڑی کی بیٹری جواب دیتی جا رہی ہے" ـــــ عمران نے اپنے دل میں خود ہی سوچا۔ لیکن اس کے قدم کاؤنٹر کی طرف ہی بڑھ رہے تھے

"یس فرمایئے" ـــــ کاؤنٹر پر موجود نوجوان نے عمران کے قریب آتے ہی انتہائی مؤدبانہ انداز میں کہا۔ ظاہر ہے یہ ادب کاروبار کا ہی ایک حصہ تھا۔

"میں نے کاشریا سے آئے ہوئے اپنے ایک دوست مسٹر وکٹر سے ملنا ہے ـــــ مجھے ان کے کمرہ نمبر کا علم نہیں ہے ـــــ صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ وہ آپ کے ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں" ـــــ عمران نے کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کاشریا کے مسٹر وکٹر ـــــ اوہ! ـــــ وہ تو ابھی تھوڑی دیر پہلے کمرہ چھوڑ کر چلے گئے ہیں ـــــ اگر آپ ایک گھنٹہ قبل آجاتے تو آپ کی ملاقات ضرور ان سے ہو جاتی" ـــــ کاؤنٹر مین نے قدرے تاسف بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"کیا وہ واپس چلے گئے ہیں ـــــ یا کہیں اور شفٹ ہو گئے ہیں" عمران نے پوچھا۔

"واپس جاتے تو یقیناً ہوٹل کی گاڑی انہیں ایئر پورٹ چھوڑ آتی۔ بس وہ کمرہ چھوڑ کر چلے گئے ہیں ـــــ میں نے اچانک کمرہ چھوڑنے پر قدرے حیرت کا اظہار کیا تھا تو انہوں نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا تھا کہ انہیں ایک ایمرجنسی فون ملا ہے جس کی وجہ سے ان کا اچانک جانے کا پروگرام بن گیا ہے" ـــــ کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔

"ان کا لگیج کون باہر تک لے گیا تھا شاید اسے معلوم ہو ـــــ دراصل میرا ان سے ملنا بے حد ضروری ہے ـــــ اگر ان سے میری ملاقات نہ ہوئی تو انہیں لاکھوں ڈالر کا نقصان پہنچ سکتا ہے" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"میں بلاتا ہوں لگیج والے کو" ـــــ کاؤنٹر مین نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کاؤنٹر کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔

"یس سر" ـــــ اچانک سائیڈ کی راہداری سے ایک نوجوان نکل کر کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔

"اسلم! ـــــ ساتویں منزل پر بطور لگیج والے کون ڈیوٹی پر ہے" ـــــ؟ کاؤنٹر مین نے آنے والے سے پوچھا۔

"ساتویں منزل پر رشید ہے جناب" ـــــ آنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے" ـــــ کاؤنٹر مین نے کہا اور اس نے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر ایک نمبر دبا دیا۔

"رشید لگیج والے کو کاؤنٹر پر بھیجو" ـــــ کاؤنٹر مین نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"ابھی آرہا ہے جناب! ـــــ شاید آپ کا پرابلم حل ہو جائے" ـــــ کاؤنٹر مین نے کہا۔

"تھینک یو" ـــــ عمران نے مختصر سا جواب دیا۔ اس وقت چونکہ وہ ذہنی طور پر خاصا الجھا ہوا تھا اس لئے وہ انتہائی سنجیدگی سے بات کر رہا تھا۔

چند لمحوں بعد لفٹ سے نکل کر ایک لمبا تڑنگا اور خاصے طاقتور جسم کا مالک نوجوان کاؤنٹر کی طرف آیا۔

"رشید!۔۔۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے تم ساتویں منزل کے کمرہ نمبر آٹھ کے مسافر کو باہر چھوڑ آئے ہو ۔۔۔ یہ صاحب ان کے دوست ہیں اور ان سے ملنا چاہتے ہیں"۔۔۔ کاؤنٹر مین نے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آنے والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مسٹر وکٹر!۔۔۔ مگر وہ تو چلے گئے ہیں"۔۔۔ رشید نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے انہیں ٹیکسی پر بٹھایا تھا ۔۔۔ یا وہ اپنی کار میں گئے ہیں"۔۔۔؟ عمران نے اس سے براہ راست سوال کرتے ہوئے کہا۔

"اپنی کار میں ۔۔۔ نہیں جناب!۔۔۔ ان کے پاس تو کار نہ تھی ۔۔۔ وہ ٹیکسی پر گئے ہیں ۔۔۔ ارے ہاں! ٹیکسی ڈرائیور احسان تھا۔ میں اسے جانتا ہوں۔ وہ پہلے میرے ساتھ ہوٹل کنگ میں ویٹر تھا۔ بعد میں اس نے ٹیکسی چلانی شروع کر دی ہے"۔۔۔ رشید نے کہا۔

"تمہیں شاید یاد ہو کہ ٹیکسی میں بیٹھ کر انہوں نے ڈرائیور کو کہیں جانے کا کہا ہو"۔۔۔؟ عمران نے پوچھا۔

"نہیں جناب!۔۔۔ مجھے انہوں نے ٹیکسی میں بیٹھنے سے قبل ہی ٹپ دے کر فارغ کر دیا تھا اور میں واپس چلا آیا تھا"۔۔۔ رشید نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن اتنے لمبے قد کے ساتھ تو وہ ٹیکسی میں بیٹھنے سے ہمیشہ کتراتے ہیں ۔۔۔ بھلا سات فٹ کا آدمی ٹیکسی میں کیسے بیٹھ سکتا ہے"۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سات فٹ!۔۔۔ کیا کہہ رہے ہیں جناب!۔۔۔ مسٹر وکٹر تو اوسط قد کے ہیں"۔۔۔ اس بار کاؤنٹر مین اور رشید دونوں نے بیک آواز ہو کر جواب دیا۔

"کیا مطلب ۔۔۔؟ یعنی وہ چوڑے چہرے اور بھاری جبڑوں والے سات فٹ قد کے مالک مسٹر وکٹر ۔۔۔ بھلا اوسط قد کے کیسے ہو سکتے ہیں"۔۔۔ عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"اوہ!۔۔۔ پھر یہ صاحب وہ نہیں، جن سے آپ ملنے آئے ہیں۔ ان کا چہرہ تو پتلا ہے ۔۔۔ لیکن چہرے پر سختی کے آثار نمایاں ہیں۔ سر سے گنجے ہیں"۔۔۔ کاؤنٹر مین نے عمران کی توقع کے عین مطابق وکٹر کا حلیہ بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ویری سوری!۔۔۔ میں نے آپ کا خوامخواہ وقت ضائع کیا۔ کیا یہی مسٹر وکٹر ٹھہرے ہوتے تھے آپ کے ہوٹل میں ۔۔۔ شاید دوسرے بھی کوئی ہوں میرے دوست"۔۔۔ عمران نے تاسف بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں جناب!۔۔۔ گذشتہ دو ماہ سے یہی مسٹر وکٹر یہاں ٹھہرے ہوئے تھے ۔۔۔ اور کوئی مسٹر وکٹر یہاں نہیں ٹھہرے"۔۔۔ کاؤنٹر مین نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"دو ماہ سے ۔۔۔ کمال ہے اتنی مدت بھی کوئی ہوٹل میں ٹھہرتا ہے اور پھر آپ کے اس مہنگے ہوٹل میں ۔۔۔ اتنا تو آپ نے کرایہ وصول کر لیا ہو گا جس سے وہ یہاں ایک ذاتی کوٹھی خرید سکتے تھے"۔۔۔ عمران

نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کاؤنٹرمین اور رشید دونوں ہنس پڑے۔

"اب اتنا مہنگا ہوٹل بھی نہیں ہے ہمارا ۔۔۔ ویسے میرے خیال میں مسٹر وکٹر کوئی سفارت کار تھے۔ کیونکہ یہاں کئی اہم سیاسی شخصیتیں اکثر سے آتی رہتی تھیں ۔۔۔ فون تو بے شمار آتے تھے" ۔۔۔ کاؤنٹرمین نے مسٹر وکٹر کی اہمیت بتاتے ہوئے تھے۔

"اچھا مثلاً" ۔۔۔ عمران نے یوں پوچھا جیسے اُسے کاؤنٹرمین کی بات سن کر انتہائی حیرت ہو رہی ہو۔

"کسان پارٹی کے لیڈر ایم۔ ایچ۔ ثانی تو اکثر آتے رہتے تھے ۔۔۔ اور بھی کئی لوگ تھے" ۔۔۔ کاؤنٹرمین نے جواب دیا۔

"او کے ۔۔۔ بہت بہت شکریہ" ۔۔۔ عمران نے اچانک کہا اور پھر وہ تیزی سے واپس دروازے کی طرف مُڑ گیا۔ اس نے اچھی خاصی معلومات حاصل کر لی تھیں۔ وکٹر کا حلیہ ۔۔۔ ٹیکسی ڈرائیور کا نام۔ اور ایم ایچ ثانی کا نام۔

ہوٹل کے برآمدے میں آ کر وہ وہاں لگے ہوئے پبلک بوتھ میں داخل ہوا اور اس نے سکے ڈال کر بلیک زیرو کا نمبر ڈائل کیا۔ وہ اب حلیے کی تصدیق کرنا چاہتا تھا۔

"ایکسٹو" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

"اے۔ بی۔ سی بھی آتی ہے ۔۔۔ یا سیدھے ایکس پر پہنچ گئے ہو۔ ویسے ایکس سابقہ کو بھی کہتے ہیں۔ جیسے ایکس پرائم منسٹر ۔۔۔ ایکس شوہر۔ ایکس بیوی وغیرہ وغیرہ ۔۔۔ تم کب سے سابقہ ہو گئے ہو ۔۔۔ اور

ابا جان تو کچھ اچھا نہیں لگتا ۔۔۔ ایکس ٹیکسٹو کیسا رہے گا" ۔۔۔ عمران نے بولنا شروع کیا تو پھر رکنے کا نام ہی نہ لیا۔ ظاہر ہے اتنی دیر تک سنجیدہ رہنے کے بعد اس کی زبان اسی طرح چلنا چاہیے تھی۔

"آپ شاید کافی دیر تک سنجیدہ رہے ہیں ۔۔۔ اس لئے آپ کی زبان رک ہی نہیں رہی" ۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔ عمران کے ساتھ رہتے رہتے اب وہ اس کی نفسیات کو اچھی طرح سمجھنے لگ گیا تھا۔

"ارے ارے ۔۔۔ اب تو تم واقعی پروفیسر ٹیکسٹو بنتے جا رہے ہو ۔۔۔ بہرحال اس وکٹر کا حلیہ بتاؤ جس سے جناب کی ملاقات ہوئی تھی" ۔۔۔؟ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور پھر جواب میں بلیک زیرو نے وہی حلیہ دوہرا دیا جو کہ کاؤنٹرمین اور لگیج بوائے رشید نے بتایا تھا۔

"اچھا ٹھیک ہے ۔۔۔ سر سلطان سے کوئی بات ہوئی" ۔۔۔؟ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں ۔۔۔ ان کا فون آیا تھا ۔۔۔ میں نے انہیں بتا دیا ہے کہ آپ نے کیس پر کام شروع کر دیا ہے ۔۔۔ انہوں نے سر رحمان کے ساتھ جھڑپ پر بھی خاصا بُرا منایا تھا ۔۔۔ کہہ رہے تھے کہ عمران کو باپ سے جھگڑتے ہوئے شرم نہیں آئی" ۔۔۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا آئی تھی ۔۔۔ کب آئی تھی ۔۔۔ مجھے کیوں نہیں بتایا" ۔۔۔؟ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"کون آئی تھی ۔۔۔ کس کی بات کر رہے ہیں" ۔۔۔ بلیک زیرو کو

شاید روانی میں بولتے ہوئے اپنے الفاظ کا احساس نہ ہوا تھا اس لیے وہ عمران کی بات پر چونک پڑا تھا۔

"ارے مس شرم — اور کون — کیسی تھی — اور یہ کیا حرکت ہے تم نے دانش منزل کو کب سے فیملی ہاؤس بنا لیا ہے" — عمران نے کہا اور بلیک زیرو کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"صفدر نے ایک اور اطلاع دی ہے — اس نے اسی عمارت میں رہنے والوں میں سے ایک کا سراغ لگا لیا ہے" — بلیک زیرو نے بات کا رخ بدل کر کہا۔

"مگر اُسے کس نے کہا تھا سراغ لگانے کو" — عمران نے کہا۔

"آپ اس کی عادت کو جانتے ہیں — وہ فارغ نہیں رہ سکتا۔ اس نے اس عمارت میں صفائی کرنے والی عورت کو ڈھونڈ نکالا اور اس نے بتایا کہ ان میں سے ایک ہنٹری اس کی بیٹی کے پاس اکثر آتا رہتا ہے اور بڑے قیمتی تحفے دیتا ہے — اس کے پاس سرخ رنگ کی کار ہے مزید پوچھ گچھ پر اس نے کار پر بنا ہوا جو نشان بتایا۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ وہ کار مرسڈیز ہے — چنانچہ صفدر نے شہر میں موجود سرخ رنگ کی نئے ماڈل کی مرسڈیز کا کھوج لگانا شروع کر دیا اور پھر یہ مسئلہ ایک کار ڈیلر کی مدد سے فوراً ہی حل ہو گیا۔ کیونکہ وہ کار اسی نے فروخت کی تھی۔ اس نے چرچ روڈ کی ایک عمارت جس کا نمبر ایک سو بارہ ہے کا پتہ دیا کہ اس نے کار وہاں پہنچائی تھی — صفدر نے اس عمارت کو چیک کیا تو نہ صرف وہ کار وہاں موجود تھی بلکہ اس عورت کے بتائے ہوئے حلیے کے مطابق [illegible] چیک کر لیا۔ وہاں تمام غیر ملکی رہتے

ہیں۔ صفدر کے خیال کے مطابق چھ افراد ہیں" — بلیک زیرو نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ — صفدر خاصا تیز جا رہا ہے — اور ہو سکتا ہے کبھی وہ میرا اسسٹنٹ ہی بن جائے — بہرحال میں چیک کر لوں گا۔ گڈ بائی"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور رسیور رکھ کر وہ فون بوتھ سے باہر نکل آیا۔

چند لمحوں بعد وہ کار لے کر ہوٹل کے کمپاؤنڈ سے نکلا اور سیدھا مین ٹیکسی اسٹینڈ پر پہنچ گیا۔ اور پھر تھوڑی سی جدوجہد کے بعد احسان نامی ٹیکسی ڈرائیور جو کہ پہلے کنگ ہوٹل میں ریڈ تھا کا پتہ معلوم کرنے میں کامیاب ہو گیا — احسان عوامی کالونی کے کوارٹر نمبر نو سو بارہ میں رہتا تھا۔ عمران نے کار عوامی کالونی کی طرف بڑھا دی۔

پوری کالونی چھوٹے چھوٹے سینکڑوں کوارٹروں پر مشتمل تھی۔ عمران نے کار ایک جگہ روکی اور پھر پوچھتے پوچھتے وہ کوارٹر نمبر نو سو بارہ پر پہنچ ہی گیا۔ لمبے قد اور چھریرے جسم کا احسان گھر پر ہی مل گیا۔ وہ شاید اپنی شفٹ ختم کر کے ابھی آیا تھا۔

"جی فرمائیے" — احسان نے غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی گھبراہٹ کے آثار نمایاں تھے کیونکہ [illegible]

"یار بڑی مشکل سے تمہارا گھر ملا ہے — تم تو ڈرائیور ہو، سڑک سے اپنے گھر تک ٹریفک کے نشانات ہی لگوا لیتے" — عمران نے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا اور احسان بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کو تکلیف ہوئی — آئیے! — میں بیٹھک کا دروازہ کھولتا ہوں۔"

احسان کا خوف دُور ہو گیا تھا اس لئے اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے ایک چھوٹی سی بچی نے باہر جھانکا اور احسان نے اُسے بیٹھک کا دروازہ کھولنے کے لئے کہا۔

"ارے نہیں ___ مجھے جلدی ہے ___ میں دراصل اپنے ایک دوست کا پتہ ڈھونڈ رہا ہوں ___ انہوں نے مجھے ہوٹل پلیس کا پتہ بتایا تھا۔ مگر جب میں وہاں پہنچا تو وہ وہاں سے جا چکے تھے ___ میرا ان سے ملنا بے حد ضروری ہے ورنہ خاصا نقصان ہو جائے گا۔ اور پھر ٹیکسی والے رشید نے تمہارا نام بتایا کہ میرے دوست کو اس نے تمہاری ٹیکسی میں بٹھایا ہے ___ رشید تمہیں اچھی طرح جانتا تھا ___ چنانچہ میں ٹیکسی سٹینڈ پر گیا تو انہوں نے یہاں کا پتہ بتایا" ___ عمران نے جیب سے سو کا ایک نوٹ نکالتے ہوئے کہا اور نوٹ دیکھتے ہی احسان کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

"ہوٹل پلیس ___ لیکن ___" احسان نے سوچنے جیسی اداکاری کی اور عمران زیر لب مسکرا دیا۔ وہ احسان کا اشارہ سمجھ گیا تھا۔

"سوچ لو ___ کوئی بات نہیں ___ اب یہاں آ گیا ہوں تو کچھ دیر کھڑا بھی ہو سکتا ہوں ___ تمہاری بچی بہت پیاری ہے ماشاء اللہ ___
سے ماڈل کی مرسیڈیز کا کھلونا لے
___ کوئی کھلونا لے لے گی" ___ عمران نے
کی مدد سے فوراً
بچی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ___ یہ کیوں تکلیف کر رہے ہیں" ___ احسان نے جلدی سے نوٹ لیتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے اس کے لئے لاٹری کے انعام جیسا درجہ رکھتا تھا

"ہاں! ___ مجھے یاد آ گیا ___ میں نے ابھی ایک گھنٹہ قبل ہوٹل پلیس سے ایک غیر ملکی مسافر کو اٹھایا تھا۔ وہ چرچ روڈ کی ایک عمارت پر اترے تھے پیلے رنگ کی عمارت تھی ___ خاصی بڑی عمارت تھی" ___ احسان نے نوٹ وصول کرتے ہی فوراً جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے ___ میں انہیں مل لوں گا ___ اچھا شکریہ" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے بیٹھئے! ___ میں دروازہ کھولتا ہوں" ___ احسان نے تکلف کرتے ہوئے کہا۔

"یعنی جب تک دروازہ کھلے ___ تمہارا مطلب ہے کہ دروازے کے باہر ہی بیٹھ جاؤں ___ لیکن یہ بہتر نہیں کہ تم دروازہ کھولو۔ میں بیٹھنے کے لئے دو چار روز بعد آ جاؤں گا ___ اتنی دیر میں تو کھل جائے گا ناں بیٹھک کا دروازہ" ___ عمران نے مڑتے ہوئے کہا اور احسان خفت بھرے انداز میں ہنس پڑا۔

عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا گلیوں سے گذر کر واپس اپنی کار تک پہنچ گیا۔ اب مسئلہ حل ہو چکا تھا۔ صفدر نے جس عمارت کا سراغ لگایا تھا، وکٹر بھی وہیں پہنچا تھا اور ظاہر ہے کہ وکٹر کا تعلق بھی یقیناً ریڈ آرمی سے تھا اور یہ وکٹر یہاں کا انچارج یا کم از کم نمبر ٹو ضرور تھا کیونکہ جیوگو نے خط وکٹر کے نام ہی لکھا تھا۔

عمران کی کار کا رُخ اب دانش منزل کی طرف تھا۔ کیونکہ اب باقی کام سیکرٹ سروس کے ممبران بھی کر سکتے تھے۔ کیونکہ مین کلیو بہرحال مل ہی گیا تھا۔

ایک

خاکی رنگ کی سادہ سی عمارت کے باہر مشین گنوں سے مسلح دس افراد باقاعدہ فوجی وردی پہنے پہرہ دے رہے تھے۔ عمارت گھُپ اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی۔

یہ عمارت شہر سے کافی دُور ایک پرانے قلعے کے قریب بنی ہوئی تھی اس کے اوپر ایک بہت بڑا بورڈ کسی کمرشل کمپنی کا لگا ہوا تھا جو قالینوں کی درآمد برآمد کا کام کرتی تھی اور اس عمارت کو گودام ظاہر کیا گیا تھا اور عمارت کے اوپر بنے ہوئے بڑے بڑے ہال نما کمروں میں واقعی قالینوں کا خام مال بھرا ہوا تھا۔ لیکن دراصل یہ عمارت کاسٹریا سپیشل ایجنسی ریڈ آرمی کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ اس عمارت کے نیچے تہہ خانوں کا ایک وسیع جال پھیلا ہوا تھا۔ گودام کے انچارج اور عملے کا تعلق بھی ریڈ آرمی سے ہی تھا۔

ریڈ آرمی باقاعدہ طور پر اس عمارت اور تہہ خانوں کو رات ہی کو استعمال کرتے تھے۔ ورنہ دن کے وقت یہاں واقعی گودام بنا ہوا تھا۔ دن کے

وقت تہہ خانوں میں آنے جانے کے لئے ایک اور خفیہ راستہ استعمال کیا جاتا تھا جو ایک فارم میں نکلتا تھا۔

اس وقت اس عمارت میں باوردی فوجیوں کی موجودگی کا مطلب یہی تھا کہ اس وقت کوئی اہم شخصیت عمارت میں آنے والی تھی اور یہ بات درست بھی تھی کہ کاسٹریا کے صدر بذات خود ریڈ آرمی کی ایک اہم ترین میٹنگ اٹنڈ کرنے آ رہے تھے۔ یہ ہنگامی میٹنگ ریڈ آرمی کے سربراہ ریڈ چیف نے طلب کی تھی۔

ریڈ چیف کاسٹریا کی انتہائی اہم ترین شخصیت تھی اس کا اثر و رسوخ اتنا تھا کہ اعلیٰ ترین سرکاری حکام بھی اس سے خوفزدہ رہتے تھے۔ صدر بھی باوجود انتہائی بااختیار ہونے کے اندر سے ہمیشہ ریڈ چیف سے خوفزدہ رہتا تھا۔

ریڈ چیف کبھی کسی کے سامنے نہ آیا تھا۔ وہ ہر وقت سُرخ رنگ کا نقاب پہنے رہتا تھا لیکن عام طور پر یہی افواہ تھی کہ دراصل سر آرنلڈ ہی ریڈ چیف ہے۔ کیونکہ ریڈ چیف کی آواز، قد و قامت اور چال ڈھال سر آرنلڈ کے ساتھ ملتی جلتی تھی۔ لیکن کسی میں یہ جرأت نہ تھی کہ اصل حقیقت دریافت کر سکتا۔

ریڈ چیف خاص خاص موقعوں پر ہی سامنے آتا تھا ورنہ عام طور پر اس کی آواز ہی پوری ریڈ آرمی کو کنٹرول کرتی رہتی تھی۔ آج جب صدر مملکت سے انتہائی اہم میٹنگ کے سلسلے میں ریڈ چیف کی بات ہوئی تو صدر مملکت نے بغیر کچھ پوچھے میٹنگ میں شامل ہونے کی حامی بھر لی کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ یہ کوئی واقعی انتہائی اہم ترین میٹنگ ہوگی۔ ورنہ

ریڈ چیف انہیں مدعو نہ کرتا۔ یہ بھی ریڈ آرمی کی روایت تھی کہ اسکی میٹنگ ہمیشہ اس کے ہیڈ کوارٹر میں ہوتی تھی۔ اور اس میں شامل ہر فرد کو چاہے وہ ملک کا صدر ہی کیوں نہ ہو، وہیں جانا پڑتا تھا۔

عمارت کے تاریک برآمدے میں موجود مسلح فوجی بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے ان میں سے ایک کے پاس سپیشل وائرلیس سیٹ موجود تھا۔ چند لمحوں بعد اس سیٹ پر ٹوں ٹوں کی آوازیں ابھریں اور اس فوجی نے پھرتی سے بٹن دبا دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو سپیشل سکیورٹی اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"یس سپیشل سکیورٹی آفیسر اٹنڈنگ۔ اوور" ۔۔۔ فوجی نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"سکیورٹی رپورٹ فار پریذیڈنٹ۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"لائن کلیئر۔ گرین سگنل۔ اوور" ۔۔۔ فوجی نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ پریذیڈنٹ کا خصوصی ہیلی کاپٹر پہنچ جائے گا۔ سگنل دینا۔ اوور اینڈ آل" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"ہوشیار۔ پریذیڈنٹ آ رہے ہیں" ۔۔۔ اس فوجی نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور وہ سب تیزی سے ادھر ادھر بکھر گئے۔ جب کہ وائرلیس والا فوجی تیز تیز قدم اٹھاتا برآمدہ کراس کر کے باہر کھلی جگہ میں آ گیا۔ اس کی

نظریں آسمان پر جمی ہوئی تھیں۔ ہاتھ میں وائرلیس سیٹ تھا۔

اوپر آسمان پر تارے پوری آب و تاب سے چمک رہے تھے تقریباً پانچ منٹ بعد آسمان پر ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز ابھری اور پھر ایک ہیلی کاپٹر کا سایہ نظر آیا۔ ہیلی کاپٹر کی لائٹیں بند تھیں۔ وہ بس ایک سایہ نظر آ رہا تھا۔

اسی لمحے وائرلیس پر ٹوں ٹوں کی آواز سنائی دی اور فوجی نے فوراً بٹن دبا دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ سپیشل سکیورٹی۔ اوور" ۔۔۔ بٹن دبتے ہی وہی بھاری آواز سنائی دی۔

"یس۔ سپیشل سکیورٹی آفیسر اٹنڈنگ۔ اوور" ۔۔۔ اس فوجی نے کہا۔

"سکیورٹی رپورٹ فائنل۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے دوبارہ پوچھا گیا۔

"لائن کلیئر۔ گرین سگنل۔ اوور" ۔۔۔ سکیورٹی آفیسر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک لمبی سی پنسل نما ٹارچ نکالی اور اس کا رخ آسمان کی طرف کر کے اس کے بٹن کو بار بار دبانے اور بند کرنے لگا۔ اس ٹارچ سے روشنی کی کوئی لکیر باہر نہ آ رہی تھی۔ صرف سبز رنگ کا نقطہ سا تھا جسے اوپر سے چیک کیا جا سکتا تھا۔ مخصوص انداز میں سگنل دینے کے بعد اس نے ٹارچ کا بٹن آف کیا اور پھر اسے جیب میں ڈال لیا۔

"یس سگنل او کے۔ ہیلی کاپٹر لینڈ کر رہا ہے۔ اوور اینڈ آل"۔

دوسری طرف سے کہا گیا اور آفیسر نے وائرلیس کا بٹن آف کر کے اسے بیلٹ کے ساتھ بندھے ہوئے چمڑے کے کیس میں ڈال لیا۔

اب ہیلی کاپٹر آہستہ آہستہ نیچے اتر رہا تھا۔ سیکورٹی آفیسر کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتاری اور اسے دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر بڑے مستعد انداز میں کھڑا ہو گیا۔

چند لمحوں بعد ایک ٹو سیٹر ہیلی کاپٹر اس کے سامنے عمارت کے صحن میں اتر گیا۔ اس کا دروازہ کھلا اور چھوٹے قد لیکن مضبوط جسم کا ایک ادھیڑ عمر آدمی باہر آ گیا۔ اس کے جسم پر سیاہ رنگ کا سوٹ تھا۔ سر فلیٹ ہیٹ تھا۔ یہ کاسٹریا کے صدر تھے۔

صدر کے باہر آتے ہی سیکورٹی آفیسر نے انہیں ایڑیاں بجا کر فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔ اور پھر تیزی سے فوجی انداز میں قدم بڑھاتا ہوا عمارت کی طرف بڑھتا گیا۔ صدر اس کے پیچھے چل رہے تھے برآمدے میں پہنچ کر سیکورٹی آفیسر نے سپاٹ دیوار پر ایک مخصوص جگہ پر ہاتھ تو دیوار درمیان سے ہٹ گئی۔ اب وہاں ایک اور دروازہ نظر آ رہا اور سامنے ایک تنگ سی راہداری جاتی نظر آ رہی تھی۔ جس کی چھت پر مختلف رنگوں کے بلب جل رہے تھے۔ راہداری کے فرش پر سرخ کا قالین بچھا ہوا تھا۔

دروازہ نمودار ہوتے ہی سیکورٹی آفیسر تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ اور اس نے ایک بار پھر فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔ صدر مملکت ہلاتے ہوئے آگے بڑھے اور پھر جیسے ہی انہوں نے راہداری قدم رکھا، چھت پر لگے ہوئے بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگے اور پیچھے

دروازہ خلا تیزی سے بند ہو گیا۔

صدر مملکت تیز تیز قدم اٹھاتے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ انہیں اچھی طرح علم تھا کہ اس راہداری کے فرش پر بچھے ہوئے قالین کے نیچے جدید ترین چیکنگ کمپیوٹروں کی تاروں کا ایک جال موجود ہے جو قالین پر قدم رکھنے والوں کا اتنی باریک بینی سے جائزہ لیتے تھے کہ ان کے سر کے بال سے پیروں میں پہنے ہوئے بوٹ کے تلے تک ہر چیز چیک ہوتی تھی۔ اور اگر کوئی غلط آدمی اس راہداری میں داخل ہوتا تھا تو ایک لمحے بعد راہداری میں پھیل جانے والی گیس سے بے ہوش ہو کر گر جاتا تھا۔

راہداری کے اختتام پر ایک بار پھر سپاٹ دیوار تھی۔ لیکن صدر مملکت جیسے ہی اس دیوار کے قریب پہنچے، دیوار درمیان سے پھٹ کر سائیڈوں میں ہٹ گئی۔ دوسری طرف ایک چھوٹا سا کمرہ نظر آ رہا تھا۔ صدر مملکت ایک طویل سانس لے کر راہداری عبور کر کے اس کمرے میں آ گئے۔ ان کے اندر آتے ہی خلا ختم ہوا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ کسی لفٹ کی طرح خود بخود نیچے اترتا چلا گیا۔

صدر مملکت چونکہ بے شمار بار یہاں آتے تھے اس لئے انہیں ہر چیز کا اچھی طرح علم تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اطمینان سے کھڑے تھے۔ کمرے کی حرکت جب رکی تو ایک سائیڈ میں دروازہ کھل گیا۔ اب سامنے ایک اور چھوٹی سی راہداری تھی جس میں لمبے تڑنگے اور مضبوط جسموں والے چار افراد سرخ رنگ کی وردیوں میں ملبوس ہاتھوں میں مشین گنیں سنبھالے بڑے چوکنے انداز میں کھڑے ہوئے تھے یہ ریڈ آرمی

کے نوجوان تھے۔

صدر مملکت کے اس راہداری میں داخل ہوتے ہی ان چاروں نے فوجی انداز میں انہیں سلیوٹ کیا۔ صدر مملکت سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔

راہداری کے اختتام پر ایک اور دروازہ تھا جس کے اوپر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ جیسے ہی صدر مملکت قریب پہنچے، بلب کا رنگ سبز ہو گیا اور ساتھ ہی دروازہ خودبخود کھل گیا۔ صدر مملکت دروازہ پار کر گئے۔ اب وہ ایک خاصے وسیع ہال میں پہنچ گئے جس کے درمیان میں بیضوی طرز کی ایک بڑی سی میز موجود تھی جس کے گرد صرف چار کرسیاں ایک دوسرے سے خاصے فاصلے پر موجود تھیں جن میں سے تین پر افراد موجود تھے۔ چوتھی کرسی خالی تھی۔ ان میں سے ایک کرسی پر ریڈ چیف بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر سرخ رنگ کا نقاب چڑھا ہوا تھا جبکہ باقی دو افراد بغیر نقاب کے تھے۔ ان میں سے ایک چوڑے چہرے اور بھاری جسم کا مالک تھا جبکہ دوسرا سخت گیر چہرے کا مالک قدرے دبلے جسم کا تھا۔ ریڈ چیف کا جسم خاصا پھیلا ہوا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ محنت مشقت کی بجائے آرام دہ زندگی گذارنے کا عادی ہو۔ لیکن بھاری اور پھیلے ہوئے جسم کا مالک ہونے کے باوجود اس کی حرکات میں خاصی مستعدی تھی۔

صدر مملکت کے اندر داخل ہوتے ہی وہ تینوں ان کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ صدر مملکت نے سر ہلاتے ہوئے خالی کرسی کی طرف قدم بڑھاتے اور پھر انہیں بیٹھنے کا اشارہ کر کے وہ کرسی

پر بیٹھ گئے۔ جس دروازے سے وہ اندر داخل ہوئے تھے وہ خودبخود بند ہو چکا تھا۔ اور اب اس پر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔

صدر مملکت کے کرسی پر بیٹھتے ہی ریڈ چیف سمیت باقی دو افراد بھی بیٹھ گئے۔

"میں آپ کی یہاں آمد پر شکریہ ادا کرتا ہوں ۔۔۔ اور آپکی تکلیف کے لئے معذرت خواہ ہوں" ۔۔۔ ریڈ چیف نے بھاری لیکن مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ باوجود اس بات کے وہ بے پناہ اثر و رسوخ کا مالک تھا لیکن بہرحال پروٹوکول کے مطابق اس کا درجہ صدر مملکت سے بہت نیچے تھا۔

"تھینک یو" ۔۔۔ صدر مملکت نے مختصر الفاظ میں جواب دیا۔

"جناب صدر ۔۔۔ یہ میٹنگ ایک اہم ترین مسئلے کے لئے طلب کی گئی ہے ۔ اس میں سیکرٹری خارجہ مسٹر راگوم اور سیکرٹری فارن سروسز مسٹر ریڈم خصوصی دعوت پر شریک ہیں" ۔۔۔ ریڈ چیف نے باقی دو افراد کا تعارف کراتے ہوئے کہا اور صدر مملکت نے سر ہلا دیا۔

"میٹنگ کی تفصیل بتائی جائے" ۔۔۔ صدر مملکت نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"جناب صدر ۔۔۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ مملکت روسیاہ کی ہدایات پر ریڈ آرمی نے ایشیا کے ایک ملک پاکیشیا کے خلاف ایک اہم ترین مشن کا بیڑہ اٹھایا ہوا ہے ۔۔۔ آپ اس مشن کی تفصیلات سے بھی اچھی طرح واقف ہیں۔ اس لئے اسے دوہرانے کی ضرورت نہیں ہے ۔۔۔ ریڈ آرمی گذشتہ دو ماہ سے اس مشن پہ کام کر رہی

ہے اور اس کی خصوصی ٹیمیں جو پاکیشیا میں فیلڈ ورک میں مصروف ہیں ان کی رپورٹیں کافی حوصلہ افزا ہیں ـــــ لیکن گذشتہ دنوں دو اہم ترین اور خلاف توقع معاملات پیش آئے۔ ان میں سے ایک یہ کہ ریڈ آرمی کے شعبہ ایموشن کے سربراہ کالاج سے متعلق ریڈ آرمی کو معلوم ہوا کہ وہ ڈبل ایجنٹ بن گیا ہے اور اس نے شوگران کے خفیہ ایجنٹوں سے گٹھ جوڑ کرلیا ہے ـــــ چنانچہ فوری طور پر اسے کور کیا گیا اسی کورنگ کے درمیان وہ مارا گیا ہے ـــــ شوگران کا ایجنٹ پکڑا گیا۔ لیکن ہیڈ کوارٹر پہنچتے ہی اس نے خفیہ طور پر دانتوں میں موجود کیپسول چبا کر خودکشی کرلی۔ اس سلسلے میں پولیس کے انسپکٹر جان نے تفتیش شروع کردی اور وہ سر آرنلڈ کے پاس پہنچ گیا۔ کیونکہ کالاج کو شاید شبہ ہوگیا تھا اس لئے اس نے سر آرنلڈ کے ڈرائیور کی یونیفارم اپنے ڈرائیور کو پہنا کر ریڈ آرمی سے بچنے کی کوشش کی کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ سر آرنلڈ ریڈ آرمی میں ایک خصوصی حیثیت کے حامل ہیں ـــــ لیکن ریڈ آرمی نے خود سامنے آنے کی بجائے چیونگم کلب کے پیشہ ور قاتلوں کو اس مشن پر تعینات کیا تھا اس لئے وہ بچ نہ سکا۔ اور مارا گیا ـــــ لیکن پولیس چیف انسپکٹر جان کو سر آرنلڈ کو ٹنگ کرنے کا بہانہ ہاتھ آگیا۔ وہ اپنے سارجنٹ سمیت انکی رہائش گاہ پر پہنچ گیا ـــــ انسپکٹر جان کے متعلق سب جانتے ہیں کہ وہ کیسا اصول پسند آدمی ہے۔ وہ یقیناً کالاج اور سر آرنلڈ کا ریڈ آرمی سے تعلق تلاش کر لیتا ـــــ اس لئے ایک ایکسیڈنٹ کی صورت میں انسپکٹر جان اور سارجنٹ راجر کو ختم کرنا پڑا۔ اور یہ کیس ختم کرانا پڑا۔ اس کی فائل آپ کے پاس پہنچ چکی ہے اس لئے آپ کو ریڈ آرمی کی طرف سے یہ وضاحت پیش

کی گئی ہے" ـــــ ریڈ چیف نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ میں صورت حال سمجھ گیا ہوں ـــــ میں فائل پر دستخط کر دونگا" ـــــ صدر مملکت نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اب آئیے دوسری طرف ـــــ کالاج اور شوگران کا وہ ایجنٹ جو مارا گیا ہے ـــــ لیکن شاید وہ اس مشن کی خبر شوگران کی معرفت پاکیشیا پہنچانے میں کامیاب ہوگیا ـــــ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو کام انتہائی خفیہ طور پر ہو رہا تھا وہ لیک آؤٹ ہوگیا اور وہاں کی انٹیلی جنس حرکت میں آگئی ـــــ اور پھر وہاں ہماری ایک خفیہ عمارت پر چھاپہ مارا گیا جو کہ بروقت اطلاع کی وجہ سے ناکام ہوگیا ـــــ لیکن ایک اور تشویشناک صورت حال سامنے آگئی۔ پاکیشیا کے صدر کے ذاتی عملے کا ایک خاص آدمی ہم نے خرید لیا تھا۔ تاکہ فائنل مشن کے وقت ہمارے کام آسکتا ـــــ اسی آدمی نے ایک انتہائی اہم اطلاع دی ہے کہ جس کی وجہ سے یہ میٹنگ کال کی گئی ہے ـــــ وہ اطلاع یہ ہے کہ شوگران کے سیکرٹ سروس کے چیف نے ایک ٹیپ اور ایک خط پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو ارسال کیا ہے جس میں یہ بات واضح کردی گئی ہے کہ حکومت روسیاہ کی مدد سے حکومت کاسٹریا کی سیکرٹ سروس ریڈ آرمی پاکیشیا کے خلاف کوئی اہم منصوبہ روبہ عمل لا رہی ہے اور ریڈ آرمی کی ٹیمیں پاکیشیا میں کام کر رہی ہیں ـــــ یہ بھی اطلاعات ملی ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف، صدر مملکت سے ایک اہم ترین منصوبے کی منظوری حاصل کرنا چاہتا ہے ـــــ یہ منصوبہ کاسٹریا اور ریڈ آرمی کے خلاف تیار کیا گیا ہے ـــــ ابھی اس منصوبے کی تفصیلات تو سامنے نہیں آئیں۔ لیکن ہمارے آدمی کا اندازہ ہے کہ پاکیشیا میں ریڈ آرمی کی ٹیموں کا

خاتمہ کرنے کے بعد سیکرٹ سروس شاہد کاسٹریا کا رُخ کرے گی"
ریڈ چیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" مختصر یہ کہ ریڈ آرمی کا منصوبہ لیک آؤٹ ہو چکا ہے" ــــــ صدر نے بیزار سے لہجے میں کہا۔

" یس سر! ــــــ مختصر طور پر یہی سمجھ لیں ــــــ میں نے اس سلسلے میں سیکرٹری خارجہ اور سیکرٹری فارن سروسز سے تفصیلی بات چیت کی ہے اور ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ یا تو ریڈ آرمی کو پاکیشیا میں فوری طور پر فائنل آپریشن کر دینا چاہیئے ــــــ یا اُسے اس وقت تک خاموش ہو جانا چاہیئے جب تک پاکیشیا سیکرٹ سروس مطمئن ہو کر نہیں بیٹھ جاتی ــــــ اس کے بعد پھر خفیہ سرگرمیاں شروع کی جا سکتی ہیں" ــــــ ریڈ چیف نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" آپ لوگوں کو پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کیا خطرہ ہے ــــ ایک پسماندہ ملک کی سیکرٹ سروس آخر کیا کر سکتی ہے ــــ؟ جہاں تک فائنل آپریشن کا مسئلہ ہے۔ تو تم جانتے ہو کہ وہ فوری طور پر نہیں ہو سکتا ــــ اس کے لئے مخصوص سیاسی حالات پیدا ہونے ضروری ہیں اور سیاسی رپورٹ کے مطابق ابھی تک ایسے سیاسی حالات پیدا نہیں ہوتے" ــــــ صدر مملکت نے کہا۔

" سر! ــ ہمیں پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کوئی خطرہ نہیں ــــــ وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی ــــــ ہمارے لئے مسئلہ صرف اتنا ہے کہ ہمارے مشن کا تمام تر انحصار پاکیشیا کے سیاسی افراد پر ہے ــــــ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس نے حرکت میں آنے کے بعد ان لوگوں کو کور کر لیا ــــ یا وہ خوف زدہ

ہو کر دبک گئے تو ہمارے تمام کئے کرائے پر پانی پھر جائے گا" ــــــ ریڈ چیف نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" پھر آپ کیا چاہتے ہیں ــــ کھل کر بات کریں" ــــ صدر مملکت نے قدرے ترش لہجے میں کہا۔

" میرے ذہن میں ایک پلان ہے ــــــ ہم پاکیشیا فیلڈ میں کام کرنے والی ٹیموں کو وقتی طور پر کام کرنے سے روک دیں اور ایک سپیشل ٹیم یہاں سے بھیجیں ــــ جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف تیزی سے کام کرے اور اس کا خاتمہ کر دے ــــ اس کے بعد ہماری فیلڈ ٹیمیں بلا خوف و خطر کام کریں گی ــــ انٹیلی جنس کو ہم سنبھال لیں گے کیونکہ ہمیں رپورٹ مل چکی ہے کہ سنٹرل انٹیلی جنس کے کرتا دھرتا سپرنٹنڈنٹ فیاض کو آسانی سے خریدا جا سکتا ہے ــــ پھر ہمارا کام انتہائی تیزی سے آگے بڑھے گا اور ہم جلد اور آسانی سے مطلوبہ نتائج حاصل کر لیں گے" ــــــ ریڈ چیف نے اپنا منصوبہ واضح کرتے ہوئے کہا۔

" لیکن آپ ابھی بتا رہے تھے کہ شاہد پاکیشیا سیکرٹ سروس ریڈ آرمی کے خاتمے کے لئے کاسٹریا کا رُخ کرے" ــــــ صدر مملکت نے کہا۔

" یہ بات ابھی واضح نہیں ہے ــــــ صرف اندازہ ہی ہے ــــ اور اگر ایسا ہوا تو پھر ہمارا کام اور بھی آسان ہو جائے گا" ــــــ ریڈ چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تو مطلب یہ ہوا کہ آپ اصل مشن کو معطل کر کے پہلے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکرانا چاہتے ہیں ــــ اس کے بعد اصل مشن مکمل کرنا چاہتے ہیں" ــــــ صدر مملکت نے انگلی سے میز کی سطح کو بجاتے ہوئے کہا۔

"یس سر! ـــ یہ بات ہمارے فائدے میں ہے ـــ ورنہ ہم دونوں اطراف سے پھنس جائیں گے اور اصل مشن میں ناکام ہونے کا خطرہ پیدا ہو جائے گا" ـــ ریڈ چیف نے جواب دیا۔

"لیکن روسیاہی حکومت کا انتہائی سخت دباؤ ہے کہ ہم جلد از جلد یہ مشن مکمل کریں ـــ اب اگر ان سے کہا جائے کہ ہم اصل مشن کو معطل کر کے پہلے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکرانا چاہتے ہیں تو آپ سمجھتے ہیں کہ نتیجہ کیا ہوگا" ـــ صدر مملکت نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

"جناب! ـــ سیکرٹری فارن سروسز اور سیکرٹری خارجہ کی مدد سے روسیاہی حکومت سے پہلے ہی اس مسئلے پر بات چیت ہو چکی ہے اور آپ کو یہ سن کر یقیناً حیرت ہوگی کہ روسیاہی حکومت کو جیسے ہی یہ علم ہوا کہ شوگران کی وجہ سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو منصوبے کی ہوا لگ گئی ہے تو انہوں نے فوری طور پر مشن کو معطل کرنے کے لئے کہا ہے ـــ روسیاہی حکومت پاکیشیا سیکرٹ سروس سے انتہائی خوفزدہ ہے" ـــ ریڈ چیف نے جواب دیا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ! ـــ روسیاہی حکومت ـــ اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے خوف زدہ ہو ـــ کیا آپ کے یہ الفاظ عظیم روسیاہی حکومت کی توہین کے مترادف نہیں ہے ـــ میں اس بات کو انتہائی سنجیدگی سے لے رہا ہوں ـــ آپ کو اپنے الفاظ کا خمیازہ بھگتنا ہوگا" ـــ صدر مملکت نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ شاید انہیں پہلی بار یہ موقع مل گیا تھا کہ وہ روسیاہی حکومت کی مدد سے کاسٹریا کے بااثر ترین آدمی ریڈ چیف سے چھٹکارا حاصل کر سکیں۔

"مجھے معلوم ہے سر! ـــ لیکن میں نے یہ الفاظ پوری طرح سوچ سمجھ کر کہے ہیں ـــ آپ روسیاہی پارٹی جنرل سے فون پر بات کر لیں۔ میری بات واضح ہو جائے گی" ـــ ریڈ چیف نے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے سرخ رنگ کا ایک وائرلیس فون سیٹ نکالا اور اسے بڑے مودبانہ انداز میں صدر مملکت کے سامنے کھسکا دیا۔

یہ ایک خصوصی فون سیٹ تھا جس کی مدد سے روسیاہی حکومت کے اعلیٰ ترین عہدہ دار پارٹی جنرل سے براہ راست بات چیت کی جا سکتی تھی۔

صدر مملکت حیرت سے ریڈ چیف کے چہرے کو دیکھنے لگے۔ ریڈ چیف نے جس اعتماد سے یہ بات کہی تھی اس سے وہ چونک پڑے تھے۔ ان کے چہرے پر تذبذب کے آثار ابھر آئے۔ لیکن وہ ابھی تک یہ بات ہضم نہ کر پا رہے تھے کہ روسیاہ جیسی سپر پاور ایک پسماندہ ملک کی سیکرٹ سروس سے خوفزدہ ہوگی۔ وہ ریڈ چیف کو نیچا دکھانے کا یہ موقع ضائع نہ کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے چند لمحوں کے تذبذب کے بعد انہوں نے فون سیٹ کے نیچے لگا ہوا سفید رنگ کا بٹن پریس کر دیا۔

بٹن پریس ہوتے ہی فون سیٹ سے ہلکی سی موسیقی سنائی دینے لگی اور پھر فون سیٹ کے درمیان لگا ہوا ایک بلب جلنے بجھنے لگا۔ چند لمحوں بعد یہ بلب مسلسل جلنے لگا اور اس کے ساتھ ہی ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"یس ـــ سپیشل لائن اٹنڈنگ یو" ـــ بھاری آواز میں کہا گیا۔

"فرام کاسٹریا ـــ پریذیڈنٹ کالنگ پارٹی جنرل روسیاہ" ـــ صدر مملکت

نے باوقار لہجے میں کہا۔

"یس — پارٹی جنرل از آن دی لائن — فرمائیے" — دوسری طرف سے قدرے اطمینان بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"مسٹر پارٹی جنرل! — میں اس وقت ریڈ آرمی کے ہیڈ کوارٹر میں ریڈ چیف سے ایک ہنگامی میٹنگ کر رہا ہوں — ریڈ چیف نے ایک عجیب بات کی ہے کہ روسیاہی حکومت پاکیشیا سیکرٹ سروس سے خوفزدہ ہے میں نے جب یہ بات سنی تو میں نے ریڈ چیف کو ڈانٹ دیا — لیکن انہوں نے کہا ہے کہ پارٹی جنرل سے خود بات کر لیں۔ وہ میری بات کی تائید کریں گے — کیا آپ واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے خوفزدہ ہیں" — صدر مملکت نے جان بوجھ کر ایسے الفاظ میں بات کی کہ پارٹی جنرل کو غصہ آجائے۔

"مسٹر پریذیڈنٹ! — یہ بات کس سیاق وسباق میں کی گئی ہے تفصیل بتائیے" — پارٹی جنرل کا لہجہ سخت ہو گیا اور صدر مملکت نے اب تک ہونے والی تمام گفتگو کا مفہوم بتا دیا۔

"مسٹر پریذیڈنٹ! — ریڈ چیف کی بات درست ہے — ہم نے ایک اعلیٰ ترین میٹنگ میں اس بات پر بڑی تفصیل سے غور کیا ہے۔ جس میں کے جی بی کے سربراہ اور دیگر فارن اور سپیشل سروسز کے سربراہ بھی شامل تھے اور ہمارا یہی فیصلہ ہے کہ جب منصوبہ لیک آؤٹ ہو گیا ہے تو اب اس کی کامیابی مشکوک ہو چکی ہے اس لئے اس منصوبے کو معطل کر دینا ہی زیادہ بہتر ہے" — پارٹی جنرل نے جواب دیا اور کاسٹریا کے صدر کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ پارٹی جنرل نے بلاواسطہ

طور پر اپنے خوفزدہ ہونے کا اقرار کر لیا تھا۔

"اوہ! — تو کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس اس قدر خوفناک ہے کہ روسیاہ جیسی سپر پاور بھی اس سے خوفزدہ رہتی ہے" — صدر کاسٹریا سے رہا نہ گیا تو انہوں نے تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کے الفاظ سے طنز کی بو آرہی ہے مسٹر پریذیڈنٹ! — آپ کو جاننا چاہیے کہ آپ کس سے بات کر رہے ہیں — اور آپ کی صدارت میرے ایک اشارہ پر منحصر رہتی ہے" — دوسری طرف سے پارٹی جنرل کا لہجہ یکلخت انتہائی تلخ ہو گیا۔

"ویری سوری! — میرا مطلب یہ نہ تھا — میں تو صرف حیرت کا اظہار کر رہا تھا" — صدر نے فوراً ہی معذرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اسے بھی اچھی طرح معلوم تھا کہ روسیاہ کے پارٹی جنرل دراصل روسیاہ کے کرتا دھرتا ہیں۔ وہ اس پارٹی کے جنرل سیکرٹری ہیں۔ جس کی اس نظام کے تحت ملک پر حکومت تھی۔ اس لئے نام تو روسیاہ کے صدر وغیرہ کا استعمال ہوتا تھا لیکن دراصل سیاہ وسفید کے مالک سیکرٹری جنرل تھے جنہیں عرف عام میں پارٹی جنرل کہتے تھے اور کاسٹریا چونکہ روسیاہ کا ایک طفیلی ملک تھا اور یہاں کی حکومتی پارٹی بھی مکمل طور پر روسیاہی پارٹی کے زیر اثر تھی اس لئے واقعی پارٹی جنرل کا ایک اشارہ صدر مملکت کو نہ صرف صدارت سے ہٹانے — بلکہ ٹھنڈی اور تاریک قید میں پہنچانے کے لئے کافی تھا۔ روسیاہی مخصوص نظام کا یہی خاصہ تھا کہ اس کے طفیلی ممالک میں اصل عہدیداروں کی بجائے سپیشل سروسز، سیکرٹ سروسز کے سربراہوں کو زیادہ اختیارات حاصل تھے۔

"آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ اس لئے
آپ اس بات کو نہیں سمجھ سکتے ——— البتہ آپ کا ریڈ چیف کچھ جانتا
ہے۔ لیکن پوری تفصیل کا اسے بھی علم نہیں ہے ——— بہرحال آپ
نے اب خود بات کر لی ہے تو آپ فوری طور پر موجودہ مشن معطل کر دیں
اس کے بعد جب حالات معمول پر آجائیں گے تو پھر دیکھا جائے گا" ———
پارٹی جنرل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے او کے کہہ کر رابطہ
ختم کر دیا۔

صدر مملکت نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹیلی فون کا بٹن
آف کر دیا۔

"ٹھیک ہے مسٹر ریڈ چیف! ——— مجھے منصوبہ معطل کر دینے پر کوئی
اعتراض نہیں ہے ——— اور ویسے بھی یہ ہمارا براہ راست مسئلہ نہیں
ہے ——— ہم تو صرف روسیاہی حکومت کے لئے اس کو بروئے عمل لائے
تھے۔ اب اگر وہ خود اسے معطل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا
ہے" ——— صدر نے کہا۔

"یس سر! ——— لیکن سر! ——— اب میں اپنے طور پر پاکیشیا سیکرٹ
سروس سے ٹکرانا چاہتا ہوں تاکہ اس کا خاتمہ کرنے کے بعد میں کاشی
سیکرٹ سروس کی اہمیت روسیاہی حکومت پر ثابت کر سکوں" ——— ریڈ
چیف نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— مجھے کوئی اعتراض نہیں" ——— صدر نے چند
لمحوں کی خاموشی کے بعد جواب دیا۔ اسے ریڈ چیف کی بات کی تہہ تک
پہنچنے میں کوئی دشواری نہ ہوئی تھی۔ ریڈ چیف اس طرح روسیاہ اور کاسٹریا

کے صدر پر اپنی طاقت کا اثر ڈالنا چاہتا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی صدر
کو یہ بھی خیال آیا تھا کہ اگر واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس اتنی ہی خوفناک ہے
جیسا کہ اس کے متعلق بتایا جا رہا ہے۔ تو ہو سکتا ہے کہ ریڈ چیف اس
کا خاتمہ کرنے کی بجائے وہ ریڈ چیف کا ہی خاتمہ کر دے۔ اور یہ پہلو
صدر مملکت کے لئے زیادہ اطمینان بخش تھا اور یہی وجہ تھی کہ اس نے
حامی بھرنے میں زیادہ دیر نہ لگائی تھی۔

"لیکن سر! ——— آپ کے ذہن میں کیا پروگرام ہے ——— اور جیسا کہ
آپ بتا رہے ہیں کہ ایسی اطلاعات ملی ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس
کاسٹریا آ رہی ہے تو یہاں اس کا مشن کیا ہو سکتا ہے" ——— اب تک
خاموش بیٹھے ہوئے سیکرٹری فارن سروسز نے اس بار بات کرتے ہوئے کہا۔

"یہاں بظاہر تو ان کا کوئی ٹارگٹ نظر نہیں آتا ——— ہو سکتا ہے وہ
صرف ڈراگومی کا خاتمہ کرنے آ رہے ہوں" ——— ریڈ چیف نے کہا۔

"لیکن یہ تو حماقت ہے ——— ملکی ادارے تو ختم نہیں کئے جا سکتے۔
زیادہ سے زیادہ افراد ختم ہو سکتے ہیں" ——— سیکرٹری خارجہ بول پڑے۔

"افراد کی بنیاد پر ہی اداروں کی اہمیت ہوتی ہے مسٹر راگوم" ———
ریڈ چیف نے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔ اس نے شاید راگوم کے اس فقرے
کا برا منایا تھا۔

"بہرحال ریڈ چیف کے متعلق میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ وہ ہر قسم
کے حالات سے نمٹنا جانتے ہیں ——— اس لئے مجھے یقین ہے کہ
پاکیشیا سیکرٹ سروس چاہے اپنے ملک میں رہے ——— یا کوئی بھی
مقصد لے کر یہاں آئے، ریڈ چیف کی گرفت سے نہیں بچ سکتی" ——— صدر

مملکت نے کہا۔

"تھینک یو مسٹر پریذیڈنٹ! ۔۔۔ میں یقیناً آپ کے اعتماد پہ پورا اتروں گا۔ میں دراصل روسیاہی حکومت اور پارٹی جنرل کو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کاسٹریا سیکرٹ سروس احمقوں کا ٹولہ نہیں ہے" ۔۔۔ ریڈ چیف نے کہا۔

"او کے! ۔۔۔ اب میرے خیال میں میٹنگ میں مزید کوئی امر قابل بحث نہیں رہا ۔۔۔ اس لئے میٹنگ برخاست کی جاتی ہے" ۔۔۔ صدر مملکت نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے اٹھتے ہی ریڈ چیف سمیت باقی افراد بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"میں آج کی میٹنگ کے کاغذات بھجوا دوں گا سر" ۔۔۔ ریڈ چیف نے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ بھجوا دینا ۔۔۔ میں آج کے فیصلوں پر دستخط کر دوں گا" ۔۔۔ صدر مملکت نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتے اسی دروازے کی طرف بڑھے جدھر سے وہ اندر داخل ہوئے تھے اور ان کے باہر جاتے ہی دروازہ ان کی پشت پر بند ہو گیا۔

وائی کنگ طیارہ خاصی تیز رفتاری سے فضا کی بلندیوں میں تیرتا ہوا کاسٹریا کے دارالحکومت ایاما کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔ یہ چارٹرڈ طیارہ تھا اور ناراک سے خصوصی طور پر ایاما کے لئے چارٹرڈ کیا گیا تھا۔ طیارے کے اندر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تمام ارکان معہ عمران، جوزف اور جوانا کے موجود تھے۔ یہ لوگ سیاحوں کے ایک گروپ کی صورت میں سفر کر رہے تھے۔ ناراک تک تو وہ عام مسافر طیارے میں آئے تھے لیکن اس کے بعد عام مسافر طیارے میں سفر کرنے کی بجائے عمران نے یہ خصوصی طیارہ چارٹرڈ کر لیا تھا۔

"یہ آخر طیارہ چارٹرڈ کرنے کی کیا ضرورت تھی ۔۔۔؟ عام مسافر طیارے سے بھی جایا جا سکتا تھا" ۔۔۔ جولیا نے جو عمران کے قریب بیٹھی ہوئی تھی شاید چوتھی بار یہ سوال پوچھا تھا۔ کیونکہ ہر بار عمران آئیں بائیں شائیں کر کے ٹال دیتا تھا۔

"مس جولیانا فٹز واٹر! ۔۔۔ ہم کسی جمہوری ملک میں نہیں جا رہے ۔۔۔ ہم جس ملک میں جا رہے ہیں وہاں کا ایک مخصوص نظام ہے۔ روسیاہ جیسا وہاں ہر شخص کو مشکوک نظروں سے دیکھا جاتا ہے ۔۔۔ اور ہر لمحہ چیک کیا جاتا ہے ۔۔۔ اور پھر وہ ملک سیر و تفریح کے لئے ویزے جاری نہیں کرتا۔ اس لئے عام مسافروں کی طرح ہم وہاں اوّل تو جا ہی نہیں سکتے تھے اور اگر جاتے بھی تو پھر ایئرپورٹ سے ہی ہمیں شاید پولیس ہیڈکوارٹر لے جایا جاتا ۔۔۔ تفصیلی پوچھ گچھ کے لئے ۔۔۔ اور اس کے بعد بے شمار تربیت یافتہ ایجنٹ ہر لمحے ہمارے گرد منڈلاتے رہتے ۔۔۔ اور ایسی صورت میں تم جانتی ہو کہ ہم دونوں کو خلوت میسر ہی نہ آ سکتی تھی ۔۔۔ اور ہنی مون کا سارا مزہ کرکرا ہو کر رہ جاتا"۔۔۔۔ عمران کی زبان سنجیدگی سے چلتے چلتے آخر میں پھر پٹڑی سے اتر گئی۔

"تم یوں باز نہیں آؤ گے"۔۔۔ جولیا نے پیر میں پہنے ہوئے سینڈل کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے ابھی سے ۔۔۔ کم از کم ہنی مون تو اچھی طرح منا لینے دو بعد میں ہوتا تو یہی ہے بہرحال"۔۔۔ عمران نے گھگھیاتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

اور جولیا نہ چاہتے ہوئے بھی بے اختیار ہنس پڑی۔ عمران جیسے ڈھیٹ آدمی سے الجھنا کم از کم اس کے بس کا روگ نہ تھا۔

"عمران صاحب! ۔۔۔ کم از کم دوسروں کے جذبات کا تو خیال رکھا کریں ۔۔۔ بے چارہ تنویر بیٹھا مرچیں چبا رہا ہے"۔۔۔ پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے صفدر نے با آواز بلند کہا۔ اور سائیڈ پر بیٹھے ہوئے تنویر

کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ کیونکہ وہ اشارہ سمجھ گیا تھا۔

"اسی لئے تو بزرگ کہتے ہیں کہ اس لڑکی سے شادی کرو ۔ جس کے بھائی نہ ہوں ۔۔۔ بے چارے خواہ مخواہ سالے بننے پر مجبور ہو جاتے ہیں"۔ عمران نے جواب دیا اور تنویر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"میں تمہیں گولی مار دوں گا ۔۔۔ تم حد سے بڑھ رہے ہو"۔۔۔ تنویر نے غصے کی شدت سے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھیں شعلے اگل رہی تھیں۔

"یار تنویر! ۔۔۔ مذاق کا برا نہیں مناتے ۔۔۔ بیٹھو ۔۔۔ بیٹھ جاؤ" اس کے پاس بیٹھے ہوئے چوہان نے اسے زبردستی سیٹ پر بٹھاتے ہوئے کہا۔

"مذاق ۔۔۔ اس نے تو جان عذاب میں ڈال رکھی ہے ۔۔۔ جب دیکھو یہی مذاق ۔۔۔ مجھے اس کا خاتمہ کرنا ہی ہو گا"۔۔۔ تنویر نے بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"خاتمہ بالخیر کہو تنویر ۔۔۔ نیک لوگوں کا خاتمہ بالخیر ہی ہوتا ہے"۔ کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یار! ۔۔۔ میں نے خاتمے ہی کا تو بندوبست کیا ہے ۔۔۔ تم خواہ مخواہ ناراض ہو رہے ہو ۔۔۔ ہنی مون کے بعد خاتمہ بالخیر ہی ہوتا ہے ۔ پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی کہاں ہوتی ہے"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"چوہان! ۔۔۔ تم ادھر آؤ"۔۔۔ اچانک جولیا نے اپنی سیٹ سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر چوہان کے اٹھتے ہی وہ تنویر کے پاس جا بیٹھی جبکہ

جوہان اس کی جگہ عمران کے ساتھ آکر بیٹھ گیا۔ اور سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کے چہروں پر معنی خیز مسکراہٹ رینگ گئی۔ البتہ تنویر کا چہرہ اندرونی مسرت سے جگمگا اٹھا۔ جولیا اس کے ساتھ آ بیٹھی تھی بس اس کے لئے یہی بہت تھا۔

"ہاں تہذیب کا بھی یہی تقاضا ہے ۔۔۔ بھائی بہن کو اکٹھے ہی بیٹھنا چاہیئے ۔۔۔ نامحرموں کے ساتھ بیٹھنا اخلاقی طور پر اچھا نہیں لگتا" عمران نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور دوسرے تمام ممبران ہنس پڑے۔

"تم اس کی باتوں کا برا نہ منایا کرو ۔۔۔ یہ جان بوجھ کر تمہیں چڑانے کے لئے ایسی باتیں کرتا ہے ۔۔۔ عادت سے مجبور ہے" ۔۔۔ جولیا نے تنویر کو سمجھاتے ہوئے کہا اور تنویر مسکرا دیا۔

"عمران صاحب! ۔۔۔ آپانا پہنچنے کے بعد آخر آپ کا کیا پروگرام ہے" صفدر نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"میں بات کروں گا تو تنویر پھر ناراض ہو جائے گا ۔۔۔ اور اس کے بعد ہو سکتا ہے کہ اس بار تمہیں اس کے ساتھ جا کر بیٹھنا پڑے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"آپ بات بدلیں نہیں ۔۔۔ اور یہ بھی آپ کو بتا دیں کہ اس بار ہم نے ایک خصوصی میٹنگ میں فیصلہ کیا ہے کہ ہم آپ کے طفیلی بن کر کام نہیں کریں گے ۔۔۔ بلکہ باقاعدہ سیکرٹ سروس کے ممبروں کی طرح کام ہوگا" ۔۔۔ صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"طفیلی ۔۔۔ کیا مطلب" ۔۔۔؟ عمران نے حیرت بھرے لہجے

میں پوچھا۔

"اچھا! ۔۔۔ اب اس کا مطلب بھی بتانا ہوگا ۔۔۔ چلو بتا دیتا ہوں۔ ہم سب نے محسوس کیا ہے کہ کسی بھی مشن پر مشن کا سارا بوجھ آپ خود اٹھا لیتے ہیں ۔۔۔ اور ہم سب سوائے ادھر ادھر بھاگنے کے اور کچھ بھی نہیں کرتے۔ اس لئے اس بار جیسے ہی باس نے اس مشن کے لئے کہا ۔۔۔ ہم نے دانش منزل کے میٹنگ روم میں ہی ایک خصوصی اجلاس شروع کر دیا ۔۔۔ جس میں یہ طے پایا کہ کام سب کریں گے اور پوری طرح اٹر کریں گے ۔۔۔ وہاں تو باس کی وجہ سے ہم خاموش رہے۔ لیکن اب جب کہ ایک گھنٹے بعد ہم آپانا پہنچ جائیں گے ۔۔۔ آپ ہمیں اس مشن کی پوری تفصیل بتائیں ۔۔۔ اس کے بعد ہم اپنے طور پر یہ فیصلہ کریں گے کہ ہم نے کیا کرنا ہے" ۔۔۔ صفدر نے انتہائی سنجیدگی سے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے دیکھا کہ صفدر کے ساتھ ساتھ ٹیم کے تمام ممبران کے چہروں پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ اس کا صاف مطلب تھا کہ صفدر جو کچھ کہہ رہا ہے وہ نہ صرف درست ہے بلکہ یہ لوگ سنجیدہ بھی ہیں۔

"شکر ہے خدایا! ۔۔۔ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے ۔۔۔ تو مسبب الاسباب ہے ۔۔۔ بڑا غفور ہے ۔۔۔ انتہائی رحیم ہے ۔۔۔ تیرا کرم ہر وقت اپنے بندوں پر رہتا ہے" ۔۔۔ عمران نے دونوں ہاتھ دعا کی طرح اٹھا کر اور آنکھیں بند کر کے کہنا شروع کر دیا اور سب حیرت سے اسے دیکھتے رہ گئے۔ عمران کا یہ انداز ان کے لئے واقعی نیا تھا۔

"کس بات کا شکر ادا ہو رہا ہے" ۔۔۔؟ کیپٹن شکیل نے ہنستے

ہوئے کہا۔

"میں نے کوئی غلط بات کی ہے" ۔۔۔ عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے پوچھا۔

"غلط بات ہا۔۔۔ ان باتوں کو غلط کون کہہ سکتا ہے" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تنویر سے کہو ۔۔۔ کہہ کر دیکھے" ۔۔۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا اور تنویر مسکرا کر چپ ہو گیا۔ وہ اب جولیا کے ساتھ میں مگن تھا۔ اسے اب کوئی پرواہ نہ تھی کہ عمران کیا کہتا ہے۔

"آپ نے پروگرام نہیں بتایا" ۔۔۔ صفدر نے دوبارہ موضوع پر آتے ہوئے کہا۔

"دیکھو یہ جہاز ہمیں ایک پرائیویٹ ایئرپورٹ پر اتار دیگا ۔۔۔ میں نے ناراک میں چند دوستوں کی مدد سے ایسا انتظام کر لیا تھا کہ اس جہاز کو چیک کئے بغیر پرائیویٹ ایئرپورٹ تک پہنچنے دیا جائے گا ۔۔۔ لیکن اس ایئرپورٹ سے باہر کیا ہوگا۔ مجھے نہیں معلوم ۔۔۔ اور جہاں تک کیس کا تعلق ہے یہ تم جانو اور تمہارا باس ۔۔۔ مجھ سے کیوں پوچھتے ہو ۔۔۔؟ میں تو کب سے دعائیں مانگ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ سیکرٹ سروس کے ممبران کو غیرت کے جوہر سے مالا مال کر دے ۔۔۔ بھاری بھاری تنخواہیں تو خود لیتے ہیں اور کام کا سارا بوجھ مجھ غریب پر ڈال دیتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"دانش منزل میں ہونے والی میٹنگ میں تو باس نے ہمیں صرف اتنا بتایا تھا کہ ہمیں کاسٹریا کی سرکاری ایجنسی ریڈ آرمی کے خلاف کام کرنا

ہوگا ۔۔۔ لیکن کیا کرنا ہوگا ۔۔۔ مقصد اور ٹارگٹ کیا ہوگا ۔۔۔؟ اس کے بارے میں کوئی وضاحت نہیں کی گئی ۔۔۔ تمہیں بہرحال ہمارا لیڈر بنا کر بھیجا گیا ہے ۔۔۔ اس لئے تمہیں سب کچھ معلوم ہوگا۔ تم ہمیں تفصیل سے بتاؤ" ۔۔۔ صفدر نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ میں سیکرٹ سروس کا ممبر ہوں" ۔۔۔؟ عمران نے باقاعدہ بحث کرتے ہوئے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں" ۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"تو پھر ایک غیر متعلق آدمی سے یہ سب کچھ کیوں پوچھتے ہو ۔۔۔؟ اس سے پوچھو جو تمہارا باس ہے ۔۔۔ ایک تو میرے خلاف میٹنگیں کرتے ہو ۔۔۔ پھر پوچھتے بھی مجھ سے ہو ۔۔۔ یعنی جوتا بھی میرا۔ اور سر بھی میرا ۔۔۔ میرے سر کی تو خیر کوئی بات نہیں ۔۔۔ جوتا تو کسی اور کا ٹوٹنا چاہیئے" ۔۔۔ عمران نے غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"دیکھیئے عمران صاحب ہا ۔۔۔ ہمارا مقصد آپ سے اختلاف نہیں آپ اب بھی ہمارے لیڈر ہیں ۔۔۔ لیکن ہم اب کٹھ پتلیوں کی طرح کام نہیں کرنا چاہتے" ۔۔۔ صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کٹھ پتلیوں کی طرح نہیں ۔۔۔ پلاسٹک پتلیوں کی طرح سہی ۔۔۔ ویسے بھی لکڑی کی بجائے پلاسٹک کا دور ہے ۔۔۔ خوبصورت رنگ برنگا پلاسٹک ۔۔۔ کتنی خوبصورت پتلیاں ہوں گی۔ خود اندازہ کر لو تنویر کا رنگ سیاہ ہوگا ۔۔۔ رقیب روسیاہ کی طرح ۔۔۔ جولیا کا رنگ سرخ ہوگا دلہن کی طرح ۔۔۔ صفدر کا رنگ زرد ہوگا، کسی بوڑھے

سنجیدہ آدمی کی طرح ۔۔۔ اور باقی رنگ اب مجھے یاد نہیں آرہے
خود ہی ڈھونڈ لینا" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ کچھ بتانا نہیں چاہتے" ۔۔۔ صفدر
نے کہا۔

"اپنی جنت آپ پیدا کر، اگر زندوں میں ہے ۔۔۔ یہ مصرعہ مجھے
بہت پسند ہے ۔۔۔ ویسے میری طرف سے کھلی چھٹی ہے کہ اگر جنت
کی بجائے تم لوگ دوزخ پیدا کرنا چاہو ۔۔۔ میری بات سن لو۔
ایئرپورٹ پہنچنے کے بعد میرا تم سے راستہ الگ ہوگا ۔۔۔ میں جوزف
اور جوانا کے ساتھ ایانا کی سیر کروں گا ۔۔۔ ہوٹلوں کے شو دیکھوں گا ۔۔۔
جوئے خانوں میں جا کر بڑے بڑے داؤ لگاؤں گا ۔۔۔ جھیلوں۔ پارکوں
میں تفریح کروں گا ۔۔۔ اور جب رقم ختم ہو جائے گی تو ٹھنڈے ٹھنڈے
واپس سدھاروں گا ۔۔۔ بس میرا پروگرام یہی ہے ۔۔۔ باقی تم جانو اور
تمہارا باس" ۔۔۔ عمران نے بڑے ٹھوس لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ
ہی اس نے یوں آنکھیں بند کر لیں جیسے اب وہ کسی بات کا جواب دینے
پر تیار نہ ہو۔

صفدر نے اب اپنے باقی ساتھیوں کی طرف دیکھا۔ ان سب کے
چہروں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ کیپٹن شکیل نے اسے آنکھ دبا کر مخصوص
اشارہ کیا اور پھر وہ صفدر سے مخاطب ہو کر بولا۔

"صفدر! ۔۔۔ عمران ہمارا لیڈر ہے ۔۔۔ اس لئے میں تو عمران کے
ساتھ رہوں گا۔ یہ میرا فیصلہ ہے" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے جان بوجھ کر
اونچے لہجے میں کہا۔

"میں بھی عمران کے ساتھ رہوں گا" ۔۔۔ دوسری آواز چوہان کی ابھری
جو عمران کے ساتھ ہی بیٹھا تھا۔

اور پھر باری باری صدیقی۔ خاور بھی بول پڑے۔ اب باقی جولیا
تنویر اور صفدر رہ گئے تھے۔ صفدر جولیا کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"دیکھو بھئی! ۔۔۔ باس نے چونکہ عمران کو لیڈر بنا کر بھیجا ہے اس
لئے عمران سے علیحدہ ہونا باس کے حکم کی خلاف ورزی ہے اس لئے
میں عمران کی ساتھی ہوں گی ۔۔۔ کیوں تنویر" ۔۔۔ جولیا نے جان
بوجھ کر تنویر کا ہاتھ دباتے ہوئے کہا اور تنویر کا چہرہ کھل اٹھا۔

"ہاں ہاں بالکل! ۔۔۔ میں جولیا کے ساتھ ہوں" ۔۔۔ تنویر نے بھی
چہک کر کہا۔ لیکن اس نے عمران کی بجائے نام جولیا کا ہی لیا اور اس
کا فقرہ سنتے ہی عمران کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"واہ! ۔۔۔ اسے کہتے ہیں عشق صادق ۔۔۔ کہ تائید بھی کر دی اور ساتھ
بھی نہ گنوایا" ۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اب مجھے جہاز سے کود جانا چاہیئے" ۔۔۔ صفدر
نے جان بوجھ کر برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چلو بھر پانی میں ڈوب مرنا تو سنا تھا ۔۔۔ چلو بھر ہوا میں تیر کر مرنا
تمہارا ہی کام ہے ۔۔۔ بہرحال میں تم لوگوں کی ذہانت کی داد دیتا ہوں۔
اچھا سنو! ۔۔۔ میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں ۔۔۔ کاسٹریا کی ریڈ آرمی نے
روسیاہ کی مدد سے ہمارے ملک میں حکومت کا تختہ الٹنے اور اپنی مرضی
کی حکومت اور نظام لانے کا ایک خفیہ منصوبہ تیار کیا ۔۔۔ اس کا مقصد
یہی تھا کہ جس طرح پاکیشیا کے ہمسایہ ملک مجاہدستان کی حکومت پر اس

نے قبضہ کیا ہے۔ اسی طرح پاکیشیا پر بھی قبضہ کر لے کر اس کا منصوبہ لیکن آؤٹ ہوگیا ۔۔۔ اور پھر باس کے حرکت میں آجانے کی وجہ سے تم لوگوں نے خود ہی کارروائی کی اور ریڈ آرمی کی پاکیشیا کے مختلف صوبوں میں کام کرنے والی ٹیمیں ہمارے ہتھے چڑھ گئیں ۔۔۔ اس طرح ریڈ آرمی کا یہ منصوبہ تو ناکام ہوگیا ۔۔۔ لیکن تمہارا باس آنکھوں میں نقاب لگائے رکھنے کی وجہ سے اندھیرے میں سوچتا ہے۔ کیونکہ گہرائی میں اندھیرا ہوتا ہے اس لئے سمجھ لو کہ وہ گہرائی میں سوچتا ہے ۔۔۔ اس نے سوچا کہ ریڈ آرمی ایک سرکاری تنظیم ہے اس کے چند کارندے پکڑ لیے جانے کے بعد معاملہ ختم نہیں ہوتا ۔۔۔ کچھ عرصہ بعد نئے کارندے آجائیں گے اور اسی طرح اس وقت تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا جب تک وہ اپنے منصوبے میں کامیاب نہیں ہو جاتے ۔۔۔ اس قسم کے منصوبوں میں وقت کی کوئی قید نہیں ہوتی ۔۔۔ اور ضروری نہیں کہ ہر بار اس منصوبے کا سیکرٹ سروس کو علم ہو جائے۔ چنانچہ اس نے ایک منصوبہ بنایا کہ کاسٹریا میں کوئی ایسی کارروائی کی جائے کہ جس سے یہ منصوبہ ہمیشہ کے لئے دفن ہو جائے ۔۔۔ چنانچہ ہم کٹھ پتلیاں نہیں۔ بلکہ گورکن ہیں جو منصوبہ دفن کرنے جا رہے ہیں" ۔۔۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے

"لیکن روسیاہ براہ راست بھی ایسے منصوبے پر عمل کر سکتا تھا۔ اس کی ایجنسیاں زیادہ طاقتور اور وسیع ذرائع کی حامل ہیں پھر انہیں کا کی مدد حاصل کرنے کی کیا ضرورت تھی" ۔۔۔ جولیا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"روسیاہی ایجنٹ براہ راست کام اس لئے نہیں کر سکتے تھے کہ ان

کے مقابلے میں ایکریمین ایجنٹ بھی کام کرتے رہتے ہیں ۔۔۔ روسیاہی ایجنٹوں کے حرکت میں آتے ہی معاملہ سامنے آجاتا۔ اس لئے انہوں نے ایک غیر اہم ملک کی سیکرٹ سروس کو استعمال کرنا زیادہ مناسب سمجھا" عمران نے جواب دیا۔ اس کی بات میں چونکہ وزن تھا اس لئے جولیا نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن وہ منصوبہ تو تم نے اب نہیں بتایا کہ جس کے روبہ عمل آنے سے کاسٹریا کا منصوبہ ہمیشہ کے لئے دفن ہو جائے گا" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تم لوگ مجھ سے زیادہ ذہین ہو ۔۔۔ تمہارے پاس سیکرٹ سروس کی ممبرشپ یعنی ذہانت کا سرٹیفکیٹ بھی ہے ۔۔۔ تم خود اندازہ لگاؤ" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"وہاں جا کر ہمیں ریڈ آرمی کا خاتمہ کرنا ہوگا" ۔۔۔ جولیا بول پڑی۔

"ریڈ آرمی سرکاری تنظیم ہے ۔۔۔ افراد کے ختم ہو جانے سے سرکاری ادارے ختم نہیں ہوتے ۔۔۔ تم یوں سوچو کہ اگر یہ جہاز کریش ہو جائے اور ہم سب عالم بالا کو سدھار جائیں تو کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس ختم ہو جائے گی" ۔۔۔ عمران نے مثال دیتے ہوئے کہا۔ عمران نے مثال ایسی دی تھی کہ ممبر بے اختیار جھرجھری لے کر رہ گئے۔

"وہاں تباہی مچانی ہوگی ۔۔۔ فیکٹریاں ۔۔۔ پل ۔۔۔ ڈیم ۔۔۔ اور اس قسم کی اہمیت والی چیزیں تباہ کرنی ہوں گی" ۔۔۔ اس بار تنویر نے کہا۔

"وہ پھر بن سکتی ہیں" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"ریڈ آرمی کے سربراہ ۔۔۔ یا ملک کے صدر کو قتل کرنا ہوگا" ۔۔۔ عمران

کے ساتھ بیٹھے ہوئے چوہان نے اندازہ لگاتے ہوئے کہا۔

"ان کی جگہ کوئی دوسرا لے لیگا" ——— عمران نے جواب دیا۔

اب سب خاموش ہو گئے۔ وہ سب گہری سوچوں میں مبتلا تھے ان کی سمجھ میں ایسا کوئی منصوبہ نہ آرہا تھا جس کے بروئے کار لے آنے کے بعد کاسٹریا کی حکومت ہمیشہ کے لئے پاکیشیا کے خلاف منصوبہ بروئے کار لے آنے سے رک جائے۔ اور ایسا کوئی منصوبہ ان کے ذہنوں میں نہ آرہا تھا۔ بات واقعی سوچنے کی تھی اور وہ سب مسلسل سوچ رہے تھے۔

عمران نے ایک بار پھر آنکھیں بند کر لیں۔ طیارے میں گہرا سکوت چھایا ہوا تھا۔ بس طیارے کی ہلکی سی گونج کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

"ہماری سمجھ میں تو ایسا کوئی منصوبہ نہیں آرہا ——— تم بتاؤ" ——— آخر صفدر نے ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

"پھر میٹنگ کیوں کی تھی کہ اس بار ہم خود کام کریں گے ——— عمران اکیلا ہی میدان مار لیتا ہے اور ہم خرگوش بھی نہیں مار سکتے" ——— عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تم خود کو سمجھتے کیا ہو ——— یہ منصوبہ تم نے تو نہیں بنایا ہوگا ——— تمہیں بھی تو باس نے ہی بتایا ہوگا" ——— جولیا نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو پھر اس سے پوچھ لو ——— مجھ سے کیوں پوچھتے ہو۔ وہ تو بس میرے ساتھ لیڈری کی دم لگا دیتا ہے اور پھر میری ریڈی میڈ کھوپڑی اس دم کی عزت رکھنے کے لئے گل کھلاتی رہتی ہے" ——— عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— اس کا مطلب ہے کہ ایسا منصوبہ بھی تم نے خود سوچا ہے" ——— صفدر نے کہا۔

"ابھی سوچا کہاں ہے ——— اب اتنا بھی عقلمند نہ سمجھو مجھے کہیں تمہارا ہاتھی بننے کی بجائے کسی یونیورسٹی میں لیکچر دینا شروع کر دوں ——— اور اخبارات میں تعریفی مضامین چھپوا کر خود رات کو بھوکا سو جاؤں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صفدر اور کیپٹن شکیل ہنس پڑے۔

"تو مطلب یہ ہے کہ ابھی تم نے کوئی منصوبہ نہیں سوچا ——— بس چل پڑے ہیں" ——— صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یار صفدر ——— ایک وقت میں ایک ہی کام ہو سکتا ہے ——— یا چل پڑوں ——— یا سوچتا رہوں ——— اور میری عادت تم جانتے ہو کہ میں بس چل پڑتا ہوں ——— سوچنے والا دھندہ میں نے اپنے باورچی آغا سلیمان پاشا کے ذمے ڈال رکھا ہے۔ وہ خود ہی سوچتا رہتا ہے کہ آج کیا پکے گا" ——— عمران نے جواب دیا۔

"دیکھو عمران ——— اگر تم بتانا نہیں چاہتے تو کھل کر کہو ——— میں نہیں مان سکتا کہ تم کچھ سوچے بغیر یہاں سے چل پڑے ہو" ——— جولیا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تھوڑا سا سوچا تھا ——— بس اتنا سمجھ میں آیا تھا کہ وہاں جا کر مکھیاں اور مچھروں کے فارم قائم کروں گا ——— تاکہ سارا کاسٹریا بیماری اور ملیریا میں مبتلا ہو جائے ——— تم جانتے ہو کہ بیمار آدمی کام نہیں کر سکتا۔ اس لئے نہ وہ صحت یاب ہوں گے ——— نہ پاکیشیا کا رخ کریں گے ——— کیوں ——— کیسا منصوبہ ہے" ——— عمران نے داد طلب لہجے میں کہا اور جولیا سمیت سب

کا منہ بن گیا۔ ظاہر ہے عمران اصل بات گول کر رہا تھا اور یہ بات وہ جانتے تھے کہ عمران جو بات نہ بتانا چاہے وہ اس سے معلوم کر لینا تقریباً ناممکن ہوتا ہے۔

"اوہ! ــ میں سمجھ گیا ــ تم وہاں جا کر وہی کام کرو گے جو کاسٹریا، پاکیشیا میں کرنا چاہتا تھا ــ یعنی حکومت کا تختہ الٹ دو ــ اور ایسے لوگوں کو حکومت پر لے آؤ جو پاکیشیا کے دوست ہوں۔ اس طرح معاملہ ختم ہو جائے گا" ــ اچانک خاور نے چہکتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ تمہارے باس کو پہلے تعلیم بالغاں کا سنٹر کھولنا چاہیے تاکہ اس کے ممبران کو کم از کم اتنا تو معلوم ہو کہ کاسٹریا میں ایک مخصوص نظام حکومت ہے ــ وہ نظام حکومت بدلا نہیں جا سکتا۔ مخصوص نظریاتی نظام میں افراد بدلنے سے کچھ نہیں ہوتا ــ نظام تو وہی رہے گا روس والا" ــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور خاور کھسیانی سی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔

عمران نے اچھا خاصا سسپنس پیدا کر دیا تھا۔ سب لوگ اپنے اپنے دماغ پر زور ڈال رہے تھے۔ لیکن کوئی ایسا منصوبہ واقعی ان کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔ جو واقعی ایسے حالات میں فٹ بیٹھتا ہو۔

"اچھا ہم شکست تسلیم کرتے ہیں ــ اب تم وہ منصوبہ بتا دو" ــ صفدر نے پہل کرتے ہوئے کہا۔

"یہ بات تنویر کہے تو میں منصوبہ بتانے کو تیار ہوں ــ ورنہ نہیں" ــ عمران نے موقع غنیمت سمجھتے ہوئے کہا۔

"میں اور شکست تسلیم کروں ــ ناممکن ــ بھاڑ میں جائے تمہارا منصوبہ

مجھے تمہارے کسی منصوبے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے" ــ تنویر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"تمہیں تو صرف ایک ہی منصوبے سے دلچسپی ہے۔ اور وہ منصوبہ تمہارے پاس بیٹھا ہوا ہے ــ اس کے بعد تمہیں کیا ــ کچھ بھی ہوتا رہے" ــ عمران نے معنی خیز انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ! ــ اب زبان سنبھال کر بات کرنا ورنہ ــ" تنویر نے غصے سے بھڑک کر سیٹ سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تنویر خاموش بیٹھو" ــ جولیا نے اس کا بازو پکڑ کر قدرے غصیلے لہجے میں کہا تو تنویر اس طرح ٹھنڈا ہو کر بیٹھ گیا جیسے سوڈے کی بوتل کا ابال ختم ہو جاتا ہے۔

"مس جولیا ــ پلیز" ــ صفدر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا اور ساتھ ہی تنویر کی طرف اشارہ کر دیا۔

"تنویر! ــ تم میری خاطر کیا کر سکتے ہو" ــ ؟ جولیا نے تنویر کی طرف مڑتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔

"تمہاری خاطر ــ کیا مطلب ــ میں سمجھا نہیں" ــ تنویر، جولیا کی اس انہونی بات پر بوکھلا گیا۔

"کیا تم اتنا بھی نہیں کر سکتے کہ جھوٹ موٹ ہی ــ میری خاطر عمران کے سامنے شکست تسلیم کر لو" ــ جولیا نے تنویر کا ہاتھ دباتے ہوئے بڑے نرم لہجے میں کہا۔

"اوہ مس جولیا! ــ میرے دل میں تمہاری بڑی قدر ہے ــ تم کہو تو میں جہاز سے چھلانگ لگا دوں ــ لیکن عمران کے سامنے شکست تسلیم

کرنا ـــ یہ میرے بس کی بات نہیں" ـــ تنویر نے جولیا کو سمجھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"اگر تم میری اتنی سی بات بھی نہیں مان سکتے ـــ تو ٹھیک ہے تمہاری مرضی" ـــ جولیا نے اب عورتوں کا مخصوص ہتھیار، روٹھنے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے ـــ تم تو ناراض ہو گئی ہو ـــ اچھا ٹھیک ہے" ـــ تنویر فوراً ہی داؤ میں آگیا۔

"عمران! ـــ میں شکست تسلیم کرتا ہوں ـــ تم وہ منصوبہ بتاؤ" ـــ تنویر نے اونچی آواز میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ دل پر کڑا جبر کر کے یہ سب کہہ رہا ہو۔

"واہ! ـــ کیا بات ہے ـــ واقعی بڑے بڑے بہادر ـــ بڑے بڑے سورما ـــ بڑے بڑے باغیرت ـــ عورت کے سامنے بھیگی بلی بن جاتے ہیں" ـــ عمران نے اونچی آواز سے کہا اور تنویر کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑ گیا۔

"اب تمہیں بتانا ہوگا عمران ـــ اب تمہاری شرط پوری ہو گئی ہے" ـــ صفدر، کیپٹن شکیل اور جولیا نے بیک آواز ہو کر کہا۔

"اچھا ـــ واقعی اب تو بتانا ہوگا ـــ ورنہ میں نے تو بڑی سوچ کر شرط لگائی تھی کہ اس کا پورا ہونا ناممکن ہے ـــ مگر افسوس! اب غیرت ہی لوگوں کے دلوں سے اٹھ گئی ہے۔ تو میں کیا کر سکتا ہوں" عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو ـــ میں تمہاری گردن توڑ دوں گا" ـــ تنویر نے

برداشت نہ ہوسکا تو وہ چیخ پڑا۔

"باغیرت گردن واقعی ٹوٹ سکتی ہے ـــ جھک نہیں سکتی ـــ جان دی جا سکتی ہے لیکن شکست تسلیم کرنا ـــ" عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا اور تنویر اچھل کر عمران کی طرف لپکا لیکن جولیا نے اسے سنبھال لیا۔

"آرام سے بیٹھو تنویر! ـــ یہ جان بوجھ کر تمہیں غصہ دلا رہا ہے تاکہ منصوبہ نہ بتانا پڑے ـــ لیکن اب اسے منصوبہ بتانا ہی ہوگا" ـــ جولیا نے تنویر کو سمجھاتے ہوئے کہا اور تنویر ایک بار پھر بیٹھ گیا۔

"لیکن یہ عمرو عیار سے بھی زیادہ بڑا مکار ہے ـــ کیا ضروری ہے کہ یہ اصل منصوبہ ہی بتائے گا ـــ ہوسکتا ہے کہ کوئی آئیں بائیں شائیں منصوبہ بتا کر ہمیں ٹال دے" ـــ تنویر نے بڑبڑاتے ہوئے جواب دیا۔

"نہیں! ـــ عمران بددیانت نہیں ہے ـــ تم فکر نہ کرو۔ جب اس نے کہہ دیا ہے تو اصل منصوبہ ہی بتائے گا" ـــ جولیا نے بات بوجھ کر کہا۔

"واہ! ـــ یہ اچھا طریقہ ہے اصل بات اگلوانے کا ـــ بہرحال سنو! اور کان کھول کر سنو! ـــ آنکھیں بے شک بند کر لو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ـــ منصوبہ یہ ہے کہ کاسٹریا میں ایک پارٹی ایسی ہے جو وہاں موجودہ مخصوص نظام کے سخت خلاف ہے۔ لیکن یہ پارٹی انڈر گراؤنڈ کام کرتی ہے۔ کیونکہ حکومت نے اسے کالعدم قرار دے رکھا ہے۔ تمہارے باس کی اس پارٹی کے سرکردہ لیڈر اینجلو سے بات ہو چکی ہے۔ وہ ہماری

ہر قسم کی مدد کے لئے تیار ہے ـــــ ہم وہاں جاکر اس پارٹی کے نام پر ایسی کارروائیاں کریں گے جس سے اس پارٹی کی طاقت کھل کر سامنے آجائے گی ـــــ اور ایسے لوگ جو اس نظام کے خلاف ہیں مگر حکومت کے خوف کی وجہ سے آواز نہیں بلند کر سکتے ـــــ وہ بالآخر اٹھ کھڑے ہوں گے اور حکومت کے لئے ایک ایسا مسئلہ کھڑا ہو جائے گا جس سے نمٹنا آسان نہ ہوگا ـــــ اور یہ جنگ چونکہ جلد ختم نہیں ہو سکتی اس لئے یہ طویل ہوتی جائے گی اور نتیجہ یہ ہے کہ حکومت کا سٹریا تو ایک طرف ـــــ رد سیاہی حکومت بھی اس مسئلے میں اس طرح الجھ کر رہ جائے گی کہ اس کے بعد کسی اور طرف دیکھنے کا بھی اُسے ہوش نہ رہے گا ـــــ اور جب تک یہ مسئلہ حل ہوگا . یعنی دو چار سال بعد تو اتنی دیر میں بین الاقوامی حالات بدل چکے ہوں گے اور پھر پاکیشیا کے خلاف منصوبے کا جواز ہی ختم ہو جائے گا" ـــــ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ آئیڈیا! ـــــ انتہائی خوبصورت منصوبہ ہے۔ لیکن وہ کارروائیاں کیا ہوں گی اس کی تفصیل تو بتاؤ" ـــــ کیپٹن شکیل نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"ایک پارٹی کی طاقت عوام میں ظاہر کرنے کے لئے جو کارروائیاں ہو سکتی ہیں ـــــ کسی اہم شخصیت کا قتل ـــــ خفیہ ریڈیو کی نشریات ـــــ پوسٹر بازی ـــــ جلسے جلوس ـــــ دہشت گردی وغیرہ وغیرہ ـــــ لیکن یہ سب کچھ اس پارٹی کے نام سے ہی ہوگا" ـــــ عمران نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس پارٹی کا نام کیا ہے ـــــ؟" صفدر نے پوچھا۔

"ڈیموکریٹک پارٹی ـــــ جسے عرف عام میں ڈی۔ پی کہتے ہیں" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"اب ٹھیک ہے ـــــ اب ہم کوشش کریں گے کہ خود بھی اس منصوبے کے لئے کام کریں" ـــــ صفدر نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

"کہاں" ـــــ؟ عمران نے اُسے اٹھتے دیکھ کر چونکتے ہوئے پوچھا۔

"میں ذرا باتھ روم تک جا رہا ہوں" ـــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ارے ابھی تو میں نے صرف منصوبہ بتایا ہے ـــــ اور ابھی سے یہ حال ہے کہ باتھ روم کی ضرورت پڑ گئی ـــــ بعد میں کیا ہوگا" ـــــ؟ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور صفدر کے ساتھ ساتھ باقی افراد بھی کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

صفدر تیزی سے جہاز کی دُم میں بنے ہوئے باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد کاک پٹ کا دروازہ کھلا اور سیکنڈ پائلٹ باہر آگیا۔ جہاز چونکہ خصوصی طور پر چارٹرڈ کیا گیا تھا اس لئے اس میں سوائے پائلٹ اور سیکنڈ پائلٹ کے اور کوئی عملہ نہ تھا اور وہ دونوں بھی مستقل کاک پٹ میں ہی رہتے تھے۔ اب سیکنڈ پائلٹ پہلی بار کاک پٹ سے باہر آیا تھا۔

"آپ میں سے کسی نے ٹرانسمیٹر پر بات کی ہے" ——؟ سیکنڈ پائلٹ نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"ٹرانسمیٹر پر بات! —— ارے ہم نے کبھی مقر یا میٹر پر بات نہیں کی تم ٹرانسمیٹر کی بات کر رہے ہو" —— عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ میں سے ایک آدمی کم ہے —— وہ کہاں ہے" ——؟ سیکنڈ پائلٹ نے اس کی بات سُنی ان سُنی کرتے ہوئے کہا۔

"وہ باتھ روم میں ہے —— لیکن یہ ٹرانسمیٹر کا کیا چکر ہے" ——؟ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہمارے آلات نے بتایا ہے کہ جہاز سے ٹرانسمیٹر کے ذریعے کہیں رابطہ قائم کیا گیا ہے —— جب کہ ایسا کرنا فضائی قوانین کی خلاف ورزی ہے —— اگر یہ کال کسی ایئرپورٹ پر چیک کر لی گئی تو ہمارے خلاف انکوائری بھی ہو سکتی ہے" —— سیکنڈ پائلٹ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہمارے پاس تو ٹرانسمیٹر ہے ہی نہیں —— بات ہم نے کیا کرنی ہے کون سے آلات نے بتایا ہے —— میرے ساتھ چلو —— مجھے دکھاؤ" عمران نے سیٹ سے اُٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ کو کیا معلوم ہوگا —— ہمارے ٹرانسمیٹر نے وائبریشن ظاہر کی ہے —— ایسی وائبریشن جس سے یہ شک ہو سکتا ہے" —— سیکنڈ پائلٹ نے کہا۔

"اوہ! —— تم وائبریشن سے گھبرا کر اتنا بڑا اندازہ لگا بیٹھے —— مجھے

معلوم ہے —— والی گنگ جہاز میں ایٹی مائن ٹائپ ٹرانسمیٹر نصب ہوتے ہیں —— اور اس ٹائپ کے ٹرانسمیٹر میں یہ خامی بہرحال موجود ہے کہ جب بھی جہاز ایئر ہاف لاک سے گذرتا ہے تو ٹرانسمیٹر پر ایسی وائبریشن ظاہر ہو جاتی ہے جیسے کسی سے ٹرانسمیٹر پر بات ہو رہی ہو" —— عمران نے کہا اور سیکنڈ پائلٹ یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھنے لگا جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو کہ عمران جیسا بظاہر احمق نظر آنے والا شخص اس قدر ٹیکنیکل بات کر سکتا ہے۔

"کیا آپ جہازوں کے انجنیئر ہیں" ——؟ سیکنڈ پائلٹ نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

"میں عقل کا مستری ہوں —— بگڑی ہوئی عقلیں ٹھیک کرتا ہوں" عمران نے جواب دیا۔

اسی لمحے صفدر باتھ روم سے باہر آ گیا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آ رہا تھا۔

"صفدر! —— یہ صاحب فرما رہے ہیں کہ تم باتھ روم سے ٹرانسمیٹر پر گفتگو کر رہے تھے" —— عمران نے صفدر کو دیکھتے ہی بلند آواز سے کہا۔

"ٹک —— ٹک —— کیا مطلب —— ٹرانسمیٹر —— کیسا ٹرانسمیٹر" ——؟ صفدر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ یہ بات سُن کر بُری طرح بوکھلا گیا ہو۔

اور عمران حیرت سے صفدر کو دیکھنے لگا۔ اُسے صفدر جیسے آدمی کا اس طرح بوکھلا جانا کچھ سمجھ نہ آیا تھا۔

"او کے سر! ۔۔۔ آپ کی وضاحت واقعی قابل قبول ہے ۔۔۔ میں ڈسٹرب کرنے کی معافی چاہتا ہوں ۔۔۔ بہرحال تھوڑی دیر بعد ہم لینڈ کر جائیں گے" ۔۔۔ سیکنڈ پائلٹ نے معذرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا واپس کاک پٹ کی طرف بڑھ گیا۔

"آخر اسے کیسے شک ہوا کہ میں ٹرانسمیٹر پہ بات کر رہا تھا" ۔۔۔ صفدر نے تیز لہجے میں کہا اور کیپٹن شکیل نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔ اس گفتگو کی تفصیل جو چند لمحے پہلے عمران اور سیکنڈ پائلٹ کے درمیان ہوئی تھی اور صفدر کے چہرے پہ اطمینان کے تاثرات چھا گئے۔

عمران خاموش بیٹھا صفدر کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے کندھے اچکاتے ہوئے آنکھیں بند کر لیں۔ لیکن اس کی فراخ پیشانی پہ پڑی ہوئی سلوٹیں بتا رہی تھیں کہ وہ کسی بات پہ بڑی گہرائی میں غور کر رہا ہے۔

مسلح افراد سے بھری ہوئی چار جیپیں بڑی تیز رفتاری سے ایک اعلیٰ سڑک پہ دوڑ رہی تھیں۔ ان کا رخ آبانا کے مضافاتی شہر کانسٹان کی طرف تھا۔ یہ ایک چھوٹا سا شہر تھا جو آبانا سے سو کلو میٹر کے فاصلے پہ واقع تھا۔ چونکہ اس شہر میں رہنے والوں کا زیادہ تر تعلق دارالحکومت سے رہتا تھا اس لئے اس سڑک پہ ہر وقت ٹریفک کا خاصا رش رہتا تھا سب سے آگے جانے والی جیپ میں ڈرائیور کے علاوہ چار افراد سوار تھے جن میں سے ایک فرنٹ سیٹ پہ بیٹھا ہوا تھا جبکہ تین افراد پچھلی سیٹ پہ براجمان تھے۔

"باس! ۔۔۔ آخر اس بات کا کیسے پتہ چلا کہ ایجنٹ ڈی۔ پی کا سربراہ ہے ۔۔۔ جبکہ اب تک اس سلسلے میں باوجود کوشش کے پتہ نہ چل سکا۔" ڈرائیور کے ساتھ بیٹھے ہوئے بھاری جبڑوں والے شخص سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"معلوم نہیں ــــ بس اچانک ریڈ چیف نے آرڈر دیئے ہیں ــــ شاید اُسے کہیں سے مخبری ہوئی ہو گی ــــ ورنہ آج تک تو ریڈ آرمی میں پہنچتی رہ گئی کیپٹن ڈی۔ پی کے کسی سربراہ کا پتہ نہ چل سکا تھا" ــــ ساتھ بیٹھے ہوئے نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن جب اینجلو کے متعلق پتہ چل گیا ہے ــــ تو پھر ہمیں صرف اس کی رہائش گاہ کی نگرانی کا حکم کیوں دیا گیا ہے ......؟ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ ہم اُسے پکڑ کر ہیڈ کوارٹر لے جاتے اور پھر اس سے سارا کچا چٹھہ معلوم ہو جاتا ــــ اور باقی ممبرز بھی پکڑے جاتے" ــــ پیچھے بیٹھے ہوئے ایک لمبوترے سے چہرے والے نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں ــــ ہمیں تو بس اتنا حکم ملا ہے کہ ہم فوری طور پر جا کر اینجلو کی رہائش گاہ کا خفیہ محاصرہ کر لیں ــــ باقی ہدایات بعد میں ملیں گی ــــ البتہ میرا ذاتی خیال ہے کہ ریڈ چیف کو وہاں کسی کی آمد کا انتظار ہے۔ اس لئے اس نے صرف نگرانی کا حکم دیا ہے" باس نے سوچتے ہوئے جواب دیا۔

"یقیناً یہی بات ہو گی ــــ ہو سکتا ہے کہ ریڈ چیف کو یہ مخبری ہوئی ہو کہ اینجلو کی رہائش گاہ پر اس پارٹی کی خفیہ میٹنگ ہونے والی ہو اور وہ چاہتا ہو کہ اس وقت چھاپہ مارا جائے جب سب لوگ وہاں آجائیں" ــــ ڈرائیور نے کہا اور باس نے سر ہلا دیا۔

"بہرحال جو ہماری ڈیوٹی ہے وہ ہم نے پوری کرنی ہے ــــ اس کے بعد کیا ہو گا ــــ یہ چیف باس جانے" ــــ باس نے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اور بات ہوتی، اچانک جیب میں نکلا ہوا ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا۔ ہلکی سی سیٹی کی آواز گونج اٹھی۔ باس نے ہاتھ بڑھا کر ڈیش بورڈ پر لگا ہوا ایک چھوٹا سا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ــ ہیلو آر۔ سی کالنگ ہنٹن۔ اوور" ــــ ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"یس باس! ــــ ہنٹن اٹنڈنگ یو۔ اوور" ــــ ڈرائیور کے ساتھ بیٹھے ہوئے بھاری جبڑوں والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا پوزیشن ہے۔ اوور" ــــ؟ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"ہم کانسٹانن کے قریب پہنچ چکے ہیں سر ــــ چار جیپیں اور سولہ افراد ہیں۔ اوور" ــــ ہنٹن نے جواب دیا۔

"سنو! ــــ نگرانی انتہائی احتیاط سے کی جائے ــــ مجھے رپورٹ ملی ہے کہ کچھ غیر ملکی جاسوس ایک پرائیویٹ چارٹرڈ طیارے کے ذریعے کسی پرائیویٹ ائیرپورٹ پر اتر کر یہاں پہنچیں گے ــــ ہو سکتا ہے اینجلو خود یا اس کا کوئی آدمی انہیں یہاں لے کر آئے۔ یہ غیر ملکی جاسوس انتہائی ہوشیار اور چالاک ہیں ــــ اس لئے انہیں کسی لحاظ سے بھی نگرانی کا شبہ نہیں ہونا چاہیئے۔ اوور" ــــ آر۔ سی یعنی ریڈ چیف نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس! ــ ایسا ہی ہو گا ــ لیکن کیا ہم نے صرف نگرانی کرنی ہے۔ اوور" ــــ ہنٹن نے کہا۔

"ہاں! ــــ تم نے صرف نگرانی کرنی ہے ــــ جیسے ہی یہ لوگ پہنچیں، تم نے مجھے اطلاع دینی ہے ــــ اس کے بعد میں ایکشن

شعبے کے افراد کو بھیجوں گا ۔۔۔ وہ ان سے خود ہی نپٹ لیں گے۔" ا
ریڈ باس نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس! ۔۔ ویسے اگر آپ حکم دیں تو ہم خود بھی یہ کام کر سکتے ہیں ۔۔۔ ہمیں ملک دشمن افراد کو قتل کرتے ہوئے مسرت ہوگی" ۔۔۔ بلیٹن نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"مجھے تمہارے احساسات کا علم ہے ۔۔۔ لیکن ان میں سے ایک آدمی کو ہم نے چیک کرنا ہے ۔۔ اس لئے میں ایکشن شعبے کو خصوصی ہدایات دوں گا ۔۔۔ تم صرف نگرانی کرو ۔ اوور" ۔۔ ریڈ باس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس باس! اوور" ۔۔ بلیٹن نے فوراً ہی کہا اور دوسری طرف سے ریڈ باس نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

"اس کا مطلب ہے باس! کہ انہی غیر ملکی جاسوسوں میں کوئی ریڈ آرمی کا مخبر بھی موجود ہے ۔۔ اس لئے ریڈ باس اندھا دھند اقدام نہیں کرنا چاہتا" ۔۔۔ ڈرائیور نے جیپ کو چوک پر دائیں طرف موڑتے ہوئے کہا

"ظاہر ہے ۔۔۔ اسی لئے کسی کو چیک کرنے کی بات ہو رہی ہے ورنہ کسی غیر ملکی جاسوس کو چیک کرنے یعنی بچانے کا کوئی مقصد تو نہیں ہے" ۔۔۔ بلیٹن نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی باس! ۔۔۔ کہ جب ریڈ باس کو اتنی حتمی اطلاعات مل چکی ہیں ۔۔۔ تو پھر اسے یہ کیوں نہیں معلوم ہوا کہ یہ چارٹرڈ طیارہ کونسے ایئرپورٹ پر اتر رہا ہے" ۔۔۔ پچھلی نشست پر بیٹھے ہوئے ایک لمبی مونچھوں والے نے کہا۔

"ہوگا کوئی چیک ۔۔۔ بہرحال ہم نے تو وہ کام کرنا ہے جو ہمیں سونپا گیا ہے" ۔۔۔ بلیٹن نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور اس کے بعد جیپ میں سکوت طاری ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد کانسٹائن کی حدود میں وہ داخل ہو گئے۔ انجلو کا جو پتہ بتایا گیا تھا وہ شہر کا مشرقی مضافاتی علاقہ تھا۔ اسے گرین پارک کہا جاتا تھا اور یہاں زیادہ تر سرکاری فیلڈز کی رہائش گاہیں تھیں۔ جس رہائش گاہ کا نمبر بتایا گیا تھا وہ کالونی کے مغربی کونے میں تھا چنانچہ جیپیں گرین پارک کی طرف بڑھتی گئیں۔

"جیپوں کو کسی محفوظ جگہ پر روک دو" ۔۔۔ بلیٹن نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈرائیور نے سر ہلا دیا۔

کالونی کی مین روڈ سے گذر کر جب وہ مغربی کونے کے نزدیک پہنچے تو ڈرائیور نے جیپ کا رُخ ایک زیر تعمیر کمرشل سنٹر کی طرف موڑ دیا اور پھر اس نے ایک اونچی دیوار کی آڑ میں جیپ روک دی اور پیچھے آنے والی تینوں جیپیں بھی اس کے پیچھے ہی رک گئیں اور ان میں سوار افراد تیزی سے نیچے اتر آئے۔ ان سب نے بڑے بڑے اوور کوٹ پہن رکھے تھے۔ ویسے بھی سردی خاصی تھی اس لئے اوور کوٹ تقریباً سب افراد پہنتے تھے۔ ان اوور کوٹوں کے اندر جدید ترین مشین گنیں چھپی ہوئی تھیں ان کے سروں پر موجود فلیٹ ہیٹ کے آگے معمولی سی چونچ نکلی ہوئی تھی اور یہ ریڈ آرمی کا مخصوص نشان تھا ایسے فلیٹ صرف ریڈ آرمی کا آدمی ہی پہن سکتا تھا۔

"رہائش گاہ نمبر بارہ ۔ بلاک ڈی کو چاروں طرف سے گھیر لیا جائے۔

لیکن انتہائی احتیاط سے" ـــــ ہلٹن نے ان سب کو ہدایات دیں اور وہ سب ایک ایک کر کے وہاں سے چل دیئے۔ صرف ہلٹن اور وہ مونچھوں والا وہیں رہ گئے۔

"آؤ مائیکل! ـــ تم میرے ساتھ آؤ" ـــــ ہلٹن نے مونچھوں وا[لے] سے کہا اور پھر وہ دونوں تیزی سے کمرشل سنٹر کی آڑ سے نکل کر سڑک پر آ گئے۔

سڑک پر خاصے افراد آ جا رہے تھے۔ وہ دونوں بھی تیز تیز قدم اٹھاتے آگے بڑھتے چلے گئے۔ اور پھر وہ اس مخصوص رہائش گاہ کے سامنے پہنچ گئے۔ جس کی نگرانی انہوں نے کرنی تھی۔ دوسرے لمحے ہلٹن چونک پڑا۔ کیونکہ سامنے والی رہائش گاہ کے سائیڈ دروازے پر تالا لٹکا ہوا نظر آ گیا۔ یہ رہائش گاہ، اینجلو کی رہائش گاہ کے بالکل سامنے سڑک کے پار تھی اور یہ دو منزلہ عمارت تھی۔ اس سے بڑی آسانی اور سہولت سے اینجلو کی رہائش گاہ کی نگرانی کی جا سکتی تھی

"یہ بہت اچھی جگہ مل گئی ہے ـــ یہ تالا توڑ دو" ـــــ ہلٹن [نے] کہا اور مائیکل سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور پھر اس نے جیب سے سائلنسر لگا ریوالور نکال کر تالے پر اس کی نال رکھ فائر کر دیا۔ ٹھک کی آواز سنائی دی اور تالے کے پرزے بکھر گئے۔ چونکہ ان کا تعلق ریڈ آرمی سے تھا اس لئے ہر قسم کا اقدام وہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے تالا توڑ کر دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گئے۔ دروازے کو اندر سے بند کر کے وہ سائیڈ کی سیڑھیوں سے اوپر چڑھتے ہوئے دوسری منزل پر پہنچ گئے اور پھر سڑک کے رخ ایک کمرے میں پہنچ گئے۔ اس کمرے میں صرف

ان نے کی میز اور کرسیاں پڑی ہوئی تھیں اس کی کھڑکیاں باہر کی طرف کھلتی تھیں۔

ہلٹن نے ایک کھڑکی کھولی تو اینجلو کی رہائش گاہ بالکل سامنے تھی اس کا صحن، برآمدہ اور اندرونی راہداری صاف نظر آ رہی تھی۔ ہلٹن ایک کرسی گھسیٹ کر کھڑکی کے سامنے بیٹھ گیا۔ فلیٹ آتار کر اس نے ایک طرف رکھ دی اور پھر اوور کوٹ کی جیب سے اس نے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ اور اس کا بٹن دبا کر اس نے اپنے آدمیوں سے رابطہ قائم کرنا شروع کر دیا۔ وہ ان کی پوزیشنیں چیک کرنا چاہتا تھا تاکہ کسی کوتاہی کا شبہ باقی نہ رہے۔ کیونکہ وہ ریڈ باس کی عادت اچھی طرح جانتا تھا معمولی سی کوتاہی کی سزا اس کے پاس موت سے کم نہ تھی۔ اپنے تمام ساتھیوں سے رابطہ قائم کرنے اور انہیں مزید ہدایات دینے کے بعد ہلٹن نے ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔

سائیڈ والی کھڑکی کے سامنے مائیکل کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اپنی مشین گن بھی ہاتھ میں لے رکھی تھی۔ لیکن اس کی نال اس نے کھڑکی کی چوکھٹ سے اونچی نہ رکھی تھی تاکہ اُسے باہر سے چیک نہ کیا جا سکے۔

اینجلو کی رہائش گاہ پر خاموشی طاری تھی۔ وہاں نہ ہی کوئی آدمی نظر آ رہا تھا اور نہ ہی زندگی کے آثار نظر آ رہے تھے۔ البتہ اندرونی کمروں کی لائٹیں جل رہی تھیں جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اندر کوئی موجود ضرور ہے۔

چند لمحوں بعد ریڈ باس کی کال دوبارہ آ گئی اور ہلٹن نے اُسے تازہ

ترین پوزیشن بتادی اور اینجلو کی رہائش گاہ کے متعلق بھی تفصیل بتادی۔ ریڈ باس نے اُسے ہوشیار رہنے کے لئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا۔

انہیں وہاں بیٹھے ہوئے آدھا گھنٹہ گذرا تھا کہ رہائش گاہ کے سامنے ایک بڑی سی ویگن آکر رکی۔ اس ویگن پر کسی تجارتی کمپنی کا نام لکھا ہوا تھا۔ ویگن سے ایک آدمی اترا۔ یہ کاسٹریا کی قومیت کا حامل تھا وہ تیز تیز قدم اٹھاتا گیٹ کی طرف بڑھا اور اس نے کال بیل کو دبا دیا چند لمحوں بعد ہلٹن کو اندرونی کمرے سے ایک نوجوان نکلتا ہوا نظر آیا۔ اس نے چُست لباس پہن رکھا تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا پھاٹک پر پہنچا اور پھر شاید اس نے اندر سے کچھ پوچھا اور پھر چند لمحوں بعد پھاٹک کھل گیا اور ویگن اندر داخل ہوگئی۔

برآمدے کے سامنے ویگن کے رُکتے ہی اس کا پچھلا دروازہ کھلا اور اس میں سے سب سے پہلے ایک لمبا تڑنگا اور دیوؤں جیسے جسم والا ایک حبشی باہر آگیا۔ اس کے بعد اس سے قدرے دبتے ہوئے جسم کا مالک ایک اور حبشی اترا، اس کے بعد باری باری چھ ایشیائی نوجوان باہر آئے۔ اس کے بعد ایک یورپین عورت اور آخر میں ایک درمیانے قد کا لیکن انتہائی سمارٹ سا نوجوان باہر آیا۔ اس نوجوان کے چہرے پر معصومیت صاف نظر آرہی تھی۔ وہ یوں گھبرا گھبرا کر ادھر ادھر دیکھ رہا تھا جیسے کوئی نیا نیا پنچھی پنجرے میں قید ہوا ہو۔

ویگن سے اتر کر وہ سب برآمدے سے ہو کر راہداری میں گئے اور وہاں سے ایک کمرے میں غائب ہوگئے۔ کچھ دیر بعد ویگن واپس

ہوگئی۔

ہلٹن نے جلدی سے ٹرانسمیٹر پر ریڈ باس کی فریکوئنسی سیٹ کی اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا۔

ہیلو — ہیلو — ہلٹن کالنگ آر سی۔ اوور — ہلٹن نے تیز لہجے میں بار بار یہی فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

یس — آر سی اٹنڈنگ — رپورٹ دو۔ اوور — چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ریڈ باس کی آواز سنائی دی۔

باس! — غیر ملکی جاسوس رہائش گاہ میں پہنچ گئے ہیں — وہ ایک ویگن نمبر آر سی ڈی الیون زیرو الیون پر آئے ہیں جس پر ٹکٹان کمپنی کا نام لکھا ہوا ہے۔ اوور — ہلٹن نے تیز لہجے میں کہا۔

کتنے افراد ہیں — تفصیل بتاؤ۔ اوور — دوسری طرف سے پُرجوش لہجے میں پوچھا گیا۔

باس! — دو لمبے تڑنگے حبشی، چھ ایشیائی نوجوان اور ایک یورپین قومیت کی عورت اس ویگن میں سے اتری ہے۔ اوور — ہلٹن نے جواب دیا۔

ان میں سے کوئی چہرے سے احمق نظر آنے والا نوجوان بھی شامل ہے۔ اوور — ؟ ریڈ باس نے پوچھا۔

یس باس! — موجود ہے — وہ سب سے آخر میں اترا تھا۔ اوور — ہلٹن نے پُرجوش لہجے میں کہا۔

اوکے! — اب ان میں سے کسی کو بچ کر نہیں جانا چاہئے — میں ایکشن شعبے کے افراد کو بھیج رہا ہوں۔ باقی کام وہ خود سنبھال لیں گے۔

"اوور" ـــــ ریڈ باس نے جواب دیا۔

"یس باس۔ اوور" ـــــ بلیش نے جواب دیا اور دوسری طرف سے "اوور اینڈ آل" کے الفاظ کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"یہی احمق سا نوجوان ہی ہمارا مخبر معلوم ہوتا ہے" ـــــ بلیش نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کرتے ہوئے مائیکل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لیکن باس! ـــــ اب تو ریڈ باس نے کسی کے بچ کر نکلنے کا ـــــ ہے ـــــ جبکہ اس سے پہلے اس نے ایک آدمی کو چیک کرنے کی بات کی تھی" ـــــ مائیکل نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ریڈ باس کا مطلب یہ تھا کہ ایکشن شعبے کے آنے تک کسی کو بچ کر نہ جانے دیا جائے" ـــــ بلیش نے جواب دیا اور مائیکل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تقریباً دس منٹ بعد سُرخ رنگ کی تین جیپیں رہائش گاہ کے سامنے سڑک کے فاصلے پر رکیں اور ان میں سے بارہ افراد اتر کر تیزی سے رہائش گاہ کے گرد پھیلتے چلے گئے۔ ان سب نے سُرخ رنگ کے اوور کوٹ پہن رکھے تھے۔ یہ ریڈ آرمی کے ایکشن شعبے کے مخصوص تربیت یافتہ افراد تھے۔ ان کا کام ہی تباہی اور قتل و غارت تھا۔ یہ ایسا شعبہ تھا جس کی دہشت پورے کاسٹریا کے اعصاب پر بھوت کی طرح سوار تھی۔ کیونکہ اس شعبے سے تعلق رکھنے والا ہر فرد انتہائی سفاک اور بے رحم قسم کا قاتل تھا۔ ان کی نظروں میں انسانی جان کی اہمیت حقیر سے کیڑے سے بھی کم تھی۔

ان بارہ افراد میں سے چار افراد رہائش گاہ کی پچھلی طرف جبکہ تین افراد ایک سائیڈ پر اور تین افراد دوسری سائیڈ پر چلے گئے جبکہ دو افراد پھاٹک کی طرف بڑھے۔ ان سب کے ہاتھ اوور کوٹوں کی جیبوں میں تھے ان میں سے ایک نے ہاتھ بڑھا کر کال بیل کو دبایا۔ بلیش اور مائیکل دونوں خاموش بیٹھے ان کی کارروائی دیکھ رہے تھے۔

کال بیل کی آواز سنتے ہی کمرے سے وہی نوجوان جس نے پہلے پھاٹک کھولا تھا برآمد ہوا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا پھاٹک کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے اندر رک کر کچھ پوچھا۔ باہر کھڑے ہوئے دو افراد میں سے ایک نے کوئی جواب دیا اور پھاٹک کھلتا چلا گیا۔

پھاٹک کھلتے ہی وہ دونوں بجلی کی سی تیزی سے اندر داخل ہوئے اور انہوں نے کسی عقاب کی طرح اس نوجوان کو دبوچ کر اٹھا کر زمین پر پٹخا۔ نوجوان زمین پر گرتے ہی مرغی کی طرح پھڑکنے لگا اور چند لمحوں بعد ہی اس کے ہاتھ پیر ساکت ہو گئے۔ بلیش سمجھ گیا کہ اس نوجوان کو اٹھا کر پٹخنے کے دوران ہی مخصوص داؤ سے اس کی گردن توڑ دی گئی تھی۔ اس کے بعد ان دونوں افراد نے ہاتھوں میں مشین گنیں سنبھالیں اور تیزی سے برآمدے کی طرف بھاگے۔

اسی لمحے سائیڈوں میں موجود چھ افراد بھی کھلے ہوئے پھاٹک سے اندر داخل ہوئے اور ان دونوں کے پیچھے لپکے۔ اور پھر برآمدے کے قریب پہنچتے ہی ان کے ہاتھ تیزی سے حرکت میں آئے اور دوسرے لمحے ان کے ہاتھوں میں موجود بم ہوا میں اڑتے ہوئے برآمدے اور راہداری کے اندر گرے۔ اور اس کے ساتھ ہی خوفناک دھماکوں سے اردگرد کا علاقہ گونج اٹھا۔ بموں سے برآمدے اور راہداری کے

پر بم پھینک کر اڑا دیئے تھے۔ ہر طرف سیمنٹ کا سرمئی سا غبار چھا گیا۔

ایکشن شعبے کے افراد بم پھینکتے ہی تیزی سے زمین پر لیٹ گئے اور انہوں نے باقاعدہ فوجی انداز میں مورچہ بندی کر لی۔

"فائر"۔۔۔ اچانک ایک آدمی نے چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے کوٹھی مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ سے گونج اٹھی۔ آٹھ مشین گنوں سے نکلی ہوئی گولیاں بارش کی طرح اس سرمئی غبار میں گر رہی تھیں۔ اسی لمحے رہائش گاہ کے عقب سے بھی گولیاں چلنے کی آواز سنائی دی۔

چند لمحوں تک اندھا دھند فائرنگ کے بعد زمین پر لیٹے ہوئے ایک آدمی کے ہاتھ اونچا کرتے ہی فائرنگ رک گئی۔ سرمئی غبار اب چھٹتا جا رہا تھا اور ٹوٹی پھوٹی دیواریں اور برآمدے کی ادھڑی ہوئی چھت نمایاں ہونے لگی تھی۔ وہ سب زمین پر لیٹے ہوئے بڑے چوکنے انداز میں اندرونی سمت دیکھ رہے تھے۔ انہیں فائرنگ بند کئے چند لمحے ہی گذرے تھے کہ اچانک اوپر چھت سے تڑتڑاہٹ کی آواز گونجی اور اس کے ساتھ ہی صحن میں سے چیخوں کی آوازیں ابھریں اور تین افراد تیزی سے اٹھ کر اندر برآمدے کی طرف بھاگے جب کہ چار افراد تو موقع پر ہی ہلاک ہو گئے۔ اور ایک شخص وہیں فرش پر پڑا تڑپ رہا تھا برآمدے میں پہنچتے ہی ان تینوں نے مشین گنوں سے فائرنگ شروع کر دی۔ لیکن دوسرے لمحے برآمدے کی اندرونی کھڑکیوں سے ان پر بے تحاشا فائرنگ شروع ہو گئی اور وہ تینوں ہی برآمدے میں لٹوؤں کی طرح گھومتے ہوئے ڈھیر ہو گئے۔

ہلٹن نے جلدی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کیا۔

"ہیلو ہیلو ہلٹن کالنگ! سب لوگ رہائش گاہ پر ٹوٹ پڑو۔۔ مکمل طور پر تباہ کر دو۔۔۔ کوئی بچ کر نہ جائے۔ اوور اینڈ آل"۔ ہلٹن نے جنرل فریکوئنسی پر رہائش گاہ کے گرد بکھرے ہوئے اپنے ساتھیوں کو چیختے ہوئے ہدایت کی۔

"آؤ مائیکل"۔۔۔ ہلٹن نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے اسے واپس جیب میں منتقل کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بھاگتا ہوا آگے کی طرف بڑھا۔ مائیکل اس کی پیروی کر رہا تھا اور ماحول خوفناک دھماکوں اور مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے دو بڑی فوجیں آپس میں ٹکرا گئی ہوں

جہاز کے کاک پٹ ڈور پر سرخ رنگ کا بلب جلتے ہی جہاز میں موجود سیکرٹ سروس کے ممبران اور عمران سب — چونک کر سیدھے ہو گئے کیونکہ اس بلب کے جلنے کا مطلب یہ تھا کہ جہاز اب لینڈ کرنے والا ہے۔ جہاز کی رفتار میں خاصی کمی آ گئی تھی۔ اور اس کے انجنوں میں پیدا ہونے والی گونج اب دھیمی پڑ گئی تھی۔ سب نے بڑی پھرتی سے بیلٹیں باندھ لیں اور مستعد ہو کر بیٹھ گئے۔

چند لمحوں بعد جہاز کی رفتار آہستہ ہوتے ہوتے ختم ہو گئی اور اسی لمحے کاک پٹ کا دروازہ کھول کر وہی سیکنڈ پائلٹ باہر آ گیا۔

"ہم خصوصی ایئرپورٹ پر لینڈ کر چکے ہیں جناب — آئیے" — سیکنڈ پائلٹ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس نے آگے بڑھ کر جہاز کا دروازہ کھول دیا۔ دروازے کے ساتھ چمٹی ہوئی فولڈنگ سیڑھی کھولی اور پھر وہ خود سیڑھی کے ذریعے نیچے اتر گیا۔ اس کے بعد سیکرٹ سروس کے

بان نیچے اترنے لگے۔

باہر چمکیلی دھوپ پھیلی ہوئی تھی۔ یہ ایک چھوٹا سا ایئرپورٹ تھا ان اس کا رن وے خاصا بڑا تھا۔ دراصل کاسٹریا میں پرائیویٹ ہازرانی کا شعبہ بہت پھیلا ہوا تھا۔ یہاں بڑی بڑی فضائی کمپنیوں ی اپنے ایئرپورٹ تھے۔ جہاں حکومت کا کوئی عمل دخل نہ تھا۔ یہ بھی ب ایسا ہی ایئرپورٹ تھا۔

نیچے اترتے ہی وہ ایئرپورٹ کی عمارت کی طرف بڑھے۔ اسی لمحے یرپورٹ کی عمارت سے نکل کر چست لباس میں ملبوس ایک نوجوان زی سے ان کی طرف بڑھا۔

"مجھے الشلم کہتے ہیں — آپ میں سے عمران صاحب کون ہیں —؟" نوجوان نے قریب آ کر کہا۔

"عمران صاحب تو شاید آپ کو دنیا میں کہیں نہیں ملیں گے۔ البتہ مران حاضر ہے" — عمران نے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"میں تو آپ کو عمران صاحب ہی کہوں گا — آیئے میرے ساتھ۔ مجھے انچارج صاحب نے بھیجا ہے" — نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکر ہے کہ آپ صاحب ہی کہنے پر مصر ہیں — اگر آپ ی کہنے پر اصرار کرتے تو میں آپ کا کیا بگاڑ سکتا تھا" — عمران نے سکراتے ہوئے کہا اور الشلم کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"آپ بے حد دلچسپ آدمی ہیں" — الشلم نے کہا۔ اس دوران وہ ایئرپورٹ کی چھوٹی سی عمارت میں پہنچ گئے تھے۔

"آئیے — باہر ویگن موجود ہے — ہم نے ایک طویل سفر

کرتا ہے" ـــــ ایشم نے کہا۔

"ہمارا سامان" ـــــ عمران نے کہا۔

"اوہ! ـــ سامان کی آپ فکر نہ کریں ـــــ وہ پہنچ جائے گا راستے میں یہاں اکثر ہنگامی چیکنگ ہوتی رہتی ہے ـــــ اگر کوئی غلط چیز پکڑی گئی تو عذاب بن جائے گا" ـــــ ایشم نے کہا۔

"لیکن اگر ہمیں ہی چیک کر لیا گیا تو" ـــــ عمران نے باہر کی طرف قدم اٹھاتے ہوئے کہا۔

"آپ کے تمام کاغذات ویگن میں موجود ہیں ـــ آپ بین الاقوامی وفد کے ارکان ہیں جو کاسٹریا کے مطالعاتی دورے پر آیا ہوا ہے" ـــــ ایشم نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ ایشلو خاصا ہوشیار اور باوسائل آدمی ثابت ہو رہا تھا۔

ایئرپورٹ کی عمارت کے باہر ایک بڑی سی ویگن موجود تھی جس پر ٹکٹان کمپنی کا نام لکھا ہوا تھا۔ یہ فرم امپورٹ ایکسپورٹ کا کام کرتی تھی۔

"آپ سب پیچھے بیٹھیں گے ـــ کیونکہ میرے ساتھ کسی بھی اجنبی کو دیکھ کر پولیس خواہ مخواہ گاڑی روک لے گی" ـــــ ایشم نے ویگن کا پچھلا دروازہ کھولتے ہوئے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے باقی ساتھی بھی ویگن میں سوار ہو گئے۔ اور چند لمحوں بعد ویگن حرکت میں آ گئی۔

ڈرائیور کی پشت پر ایک اندھا شیشہ لگا ہوا تھا جس سے ویگن کا پچھلا حصہ ڈرائیونگ سیٹ سے بالکل علیحدہ ہو گیا تھا۔ لیکن ویگن کے چلتے ہی ایشم نے کوئی بٹن دبا کر یہ شیشہ غائب کر دیا اور اب وہ سب

ایک ہی ویگن کا حصہ بن گئے۔ صرف فرق یہ تھا کہ ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ خالی تھی۔

"ہمیں کتنی دور جانا ہو گا" ـــــ عمران نے ایشم سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ہم نے کانسٹائن شہر جانا ہے جو کاسٹریا کے دارالحکومت آیانا سے سو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے ـــــ اور یہاں سے چار سو کلومیٹر دور ہے" ـــــ ایشم نے گردن موڑے بغیر اوپر لگے ہوئے بیک مرر میں عمران کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ ویگن خاصی تیز رفتاری سے ایک فراخ سڑک پر دوڑ رہی تھی۔

"یہاں ریڈ آرمی کی کیا پوزیشن ہے" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"ریڈ آرمی کاسٹریا میں دہشت کا دوسرا نام ہے عمران صاحب! ـــــ پورا ملک اس کی ریاست ہے اور ہر آدمی اس کا غلام ـــــ ریڈ آرمی کا سربراہ ریڈ چیف ہی دراصل اس ملک کا اصلی سربراہ ہے ـــــ باقی عہدے تو لس نام کے ہیں" ـــــ ایشم نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی پارٹی ڈی۔ پی کی یہاں کیا پوزیشن ہے" ـــــ عمران شاید جلد از جلد ساری معلومات حاصل کر لینا چاہتا تھا۔

"ڈی۔ پی حکومت کی نظروں میں دشمن اول ہے ـــــ اس کے کسی کارکن کو بغیر مقدمہ چلائے گولی مار دینا حکومت کا نصب العین ہے۔ کیونکہ ڈی۔ پی براہ راست اس نظام سے ٹکرانا چاہتی ہے جس کی نمائندگی یہاں کی حکومت کر رہی ہے" ـــــ ایشم نے جواب دیا۔

"عام پبلک کی کیا پوزیشن ہے ۔۔۔؟ وہ کس حد تک ڈی۔ پی کے ساتھ ہمدردی رکھتی ہے" ۔۔۔؟ عمران نے پوچھا۔

"عوام کی اکثریت موجودہ نظام سے چھٹکارا چاہتی ہے ۔۔۔ کیونکہ یہ جبر اور غلامی کا نظام ہے ۔۔۔ لیکن وہ اس وقت تک کھل کر سامنے نہیں آسکتے جب تک ڈی۔ پی طاقت نہ پکڑے" ۔۔۔ الشیلم نے جواب دیا۔

الشیلم کا جواب سنتے ہی عمران کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں ہوگئے۔ عمران کے باقی ساتھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

"آپ نے کافی سوال پوچھ لئے ہیں ۔۔۔ اگر آپ محسوس نہ کریں تو میں بھی دو تین سوالات پوچھ لوں" ۔۔۔؟ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد الشیلم نے پوچھا۔

"کیا آپ کے سوالات نوکیلے ہیں" ۔۔۔؟ عمران نے پوچھا۔

"نوکیلے ۔۔۔ کیا مطلب" ۔۔۔؟ الشیلم نے چونک کر پوچھا۔

"مطلب ہے کہ اگر یہ میرے جسم کو چبھیں گے تو ظاہر ہے کہ میں محسوس کرونگا ۔۔۔ اب اتنا بھی بے حس نہیں ہوں میں" ۔۔۔ عمران نے الفاظ "محسوس نہ کریں" پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ میرا مطلب یہ نہ تھا ۔۔۔ بہرحال کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ آپ کا ڈی۔ پی سے کیسے رابطہ ہوا۔ جبکہ ڈی۔ پی انتہائی خفیہ تنظیم ہے" ۔۔۔ الشیلم نے کہا۔

"مسٹر اینجلو میرے کلاس فیلو ۔۔۔ بلکہ سیٹ فیلو رہے ہیں ۔۔۔ ہم آکسفورڈ یونیورسٹی کے سب سے نالائق طالب علم تھے ۔۔۔ اور آپ کو

ز معلوم ہوگا کہ نالائقوں کے درمیان رابطہ مسلسل جاری رہتا ہے ایک دوسرے کو اپنی اپنی نالائقیوں کی کہانیاں سنائی جا سکیں"

ن نے سنجیدہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور الشیلم اس بار قہقہہ ر ہنس پڑا۔

اوہ! ۔۔۔ میں سمجھ گیا ۔۔۔ اب دوسرا سوال کہ آپ کا تعلق کس تنظیم ے ہے ۔۔۔؟ اور آپ کا یہاں آنے کا مقصد کیا ہے" ۔۔۔؟ الشیلم ے پوچھا۔

"دراصل میں نے ایک تنظیم بنائی ہوئی ہے جس کا نام خدائی فوجدار ہے ۔۔۔ یعنی گاڈ فورس ۔۔۔ اور جہاں بھی اللہ یعنی گاڈ کی سرزمین میں ر جبر کا دور دورہ ہوتا ہے وہاں خدائی فوجدار پہنچ جاتے ہیں" ۔ ان نے جواب دیا اور اس کی اس بات پر سیکرٹ سروس کے تمام ران کے لبوں پر مسکراہٹ تیر گئی

آخر آپ کا ذاتی مقصد بھی تو ہوگا ۔۔۔ آپ خوامخواہ تو پرائی آگ ں کودنے سے رہے" ۔۔۔ الشیلم نے پوچھا۔

"ہماری زبان میں خدائی فوجدار کہتے ہی اسے ہیں جو خوامخواہ پرائی ب میں کود پڑتا ہو ۔۔۔ اور اسے بدقسمتی کہیں ۔۔۔ یا خوش قسمتی کہ خدائی فوجدار ہیں" ۔۔۔ عمران نے بات کو بڑے خوبصورت انداز میں تے ہوئے کہا۔

"آپ یہاں آخر کریں گے کیا" ۔۔۔؟ الشیلم نے ایک اور سوال کیا۔

"میں نے تم سے تین سوال کئے تھے ۔۔۔ اور تمہارے تین سوالوں ی جواب دے دیئے ہیں ۔۔۔ اس لئے حساب برابر ۔۔۔ چوتھے سوال والا

مسئلہ غلط ہے" —— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ایشلم جوا
میں ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے جناب! — یہ بھی آپ کی مہربانی ہے کہ آپ
میرے تین سوالوں کے جواب دے دیتے ہیں —— ورنہ آپ چا
تو انکار بھی کر سکتے تھے" —— ایشلم نے ہنستے ہوئے کہا۔

"خدائی فوجدار انکار نہیں کر سکتے —— اب دیکھو! — خدائی فو
کو تمہارے باس نے طلب کیا اور خدائی فوجدار پہنچ گئے" —— عم
نے کہا۔

"اس کا تو یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ اگر حکومت آپ کو بلائی
آپ ڈی۔ پی کے خلاف اس کے ساتھ بھی کام کرنے سے انکار
کرتے" —— ایشلم نے اس بار قدرے تلخ لہجے میں جواب دی
ہوئے کہا۔

"حکومتیں خدائی فوجداروں کو نہیں بلاتیں مسٹر ایشلم —— وی
خدائی فوجداروں کے آنے کے بعد وہ حکومت کم اور رعایا زیادہ بن
جاتی ہیں" —— عمران نے کہا اور ایشلم اس بار کچھ کہنے کی بجائے
کندھے اچکا کر خاموش ہو گیا۔

ویگن خاصی تیز رفتاری سے مسلسل سفر کر رہی تھی اب ویگن م
خاموشی طاری ہو گئی تھی۔

اچانک ڈیش بورڈ سے ہلکی سی سیٹی کی آواز گونجی اور ایشلم چونک
پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ڈیش بورڈ پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔

"ہیلو — ہیلو — ڈی۔ پی۔ ون کالنگ۔ اوور" —— ڈیش بورڈ

ں نصب خفیہ ٹرانسمیٹر سے ایجلو کی آواز سنائی دی۔

"یس — اے۔ ایم سپیکنگ۔ اوور" —— ایشلم نے مودبانہ لہجے
ں جواب دیا۔

"کیا پوزیشن ہے۔ اوور" —— دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"حالات درست ہیں — مال وصول کر لیا گیا ہے —— اب اسے
ور کرنے کے لئے لے جایا جا رہا ہے۔ اوور" —— ایشلم نے جواب
یا اور عمران اور اس کے ساتھی اپنے متعلق مال کا لفظ سن کر
کرانے لگے۔

"او کے! — اسے سٹور کر کے مجھے رپورٹ کرنا —— اوور اینڈ آل"
دوسری طرف سے کہا گیا اور ایشلم نے ہاتھ بڑھا کر بٹن آف کر دیا۔

"کسی ہوادار سٹور میں رکھنا مال کو —— کہیں گل سڑ نہ جائے" ——
ران نے رابطہ ختم ہوتے ہی ایشلم سے مخاطب ہو کر کہا اور ایشلم قہقہہ
ار کر ہنس پڑا۔

"معذرت خواہ ہوں جناب! —— حالات ایسے ہیں کہ ہمیں ہر طرف
سے محتاط رہنا پڑتا ہے" —— ایشلم نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم لوگوں کی احتیاط کا پتہ تو اس وقت چلے گا جب ہم سٹور
رہ جائیں گے" —— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب —— کیا آپ کو شک ہے کہ ہماری نگرانی ہو رہی ہے؟"
ایشلم عمران کی بات سن کر بری طرح چونک پڑا۔

"حالات ایسے ہیں کہ کچھ کہا نہیں جا سکتا —— اور جہاں تک ہمارا
تعلق ہے اس وقت واقعی ہم مال بنے ہوئے ہیں۔ کہیں جا کر سٹور ہوں

گے تو پھر پرزے پرزے نکالیں گے" ـــــ عمران نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب! ـــ ہم ہر وقت محتاط رہتے یہی وجہ ہے کہ آج تک ریڈ آرمی ہمارا کھوج نہیں نکال سکی" ایشلم نے یقین دلاتے ہوئے کہا

اور پھر مزید پونے دو گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد وہ چھوڑ کر سائیڈ روڈ پر مڑ گئے۔ یہ روڈ ایک خوبصورت لیکن چھو کے اندر جا رہی تھی۔

"یہ کانسٹائن شہر ہے جناب" ـــ ایشلم نے شہر میں د ہوتے ہی کہا اور عمران اور اس کے ساتھی سائیڈ کے شیشوں میں عمارتوں کو غور سے دیکھنے لگے۔

ویگن مختلف سڑکوں سے گھومتی ہوئی ایک رہائشی کالونی داخل ہوئی۔ یہاں تمام عمارتیں ایک جیسے ڈیزائن کی بنی ہوئی تھیں البتہ سڑک کے دونوں اطراف کی عمارتیں ڈیزائن کے لحاظ سے مختلف تھیں۔ دائیں طرف والی عمارتیں ایک منزلہ تھیں جب کہ بائیں ہاتھ عمارتیں تمام دو منزلہ تھیں۔

ویگن ایک منزلہ عمارت کے گیٹ پر جا کر رک گئی اور ایشلم اترا اور اس نے آگے بڑھ کر پھاٹک کے ساتھ لگے ہوئے کال بیل کو مخصوص انداز میں دو تین بار دبایا اور پھاٹک کے ساتھ کھڑا ہو تھوڑی دیر بعد پھاٹک کی اندرونی طرف سے کسی نے آواز دی نے جواب میں کچھ کہا تو پھاٹک کھلتا چلا گیا اور ایشلم واپس آ کر ویگن اندر لیتا چلا گیا۔ اندر ایک برآمدہ تھا جس کے درمیان میں ایک دا

اور اس کی سائیڈوں میں کمرے بنے ہوئے تھے۔

ویگن برآمدے کے قریب پہنچ کر رک گئی اور ایشلم نے نیچے اتر کر ویگن کا پچھلا دروازہ کھول دیا۔ اور پھر دروازے کے قریب بیٹھے ہوئے جوانا اور جوزف سب سے پہلے نیچے اترے اس کے بعد سیکرٹ سروس کے ممبران اور پھر جولیا کے بعد سب سے آخر میں عمران نیچے اتر آیا۔

نیچے اتر کر عمران نے سرسری انداز میں ارد گرد کے ماحول کا جائزہ لیا اور پھر اس کی نظریں سامنے والی عمارت کی دوسری منزل کی کھلی ہوئی کھڑکیوں پر پڑیں۔ وہاں اسے دو افراد بیٹھے ہوئے نظر آئے۔ اس کمرے کے اندر اندھیرا تھا اس لئے وہ افراد سرسری طور پر دیکھنے میں نظر نہ آتے تھے۔ لیکن عمران کی تیز نظروں نے ان کے ہیولے چیک کر لئے تھے۔

"آیئے جناب!" ـــ ایشلم نے اس سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران کندھے اچکاتا ہوا برآمدے کی طرف مڑ گیا۔ راہداری سے گذر کر وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے۔ ایشلم آگے آگے تھا اس نے شمالی سائیڈ میں لگا ہوا ایک دروازہ کھولا اور عمران کو اندر جانے کا اشارہ کیا۔ دوسری طرف ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جسے ڈرائینگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ ایک صوفے پر ایک لمبا تڑنگا آدمی بیٹھا ہوا تھا اس کے سر کے بال کنپٹیوں سے سفید تھے جب کہ باقی سب کے بال گہرے کالے رنگ کے تھے۔ اس کی خوبصورت تراش کی مونچھیں اس کے چہرے پر خاصی خوبصورت لگ رہی تھیں۔ یہ ایجلو تھا ڈی۔ پی کا سربراہ۔

عمران اور اینجلو واقعی آکسفورڈ میں کلاس فیلو رہے تھے۔

"خوش آمدید — خوش آمدید" — اینجلو نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہی اٹھ کر کہا۔ اور آگے بڑھ کر عمران سے بغل گیر ہو گیا۔ اس کے انداز میں بے پناہ جوش و خروش موجود تھا۔

"ارے ارے کیا کھاتے رہتے ہو — میری پسلیاں ارے" عمران نے بھینچے بھینچے لہجے میں کہا اور اینجلو نے قہقہہ لگاتے ہوئے اسے چھوڑ دیا۔

"تمہارے متعلق مجھے رپورٹیں ملتی رہتی ہیں کہ تم وہی شیطان ہو جو آکسفورڈ کے دور میں تھے" — اینجلو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اور شاید تمہارے گریڈ میں ترقی ہو چکی ہے" — عمران نے معصوم سے لہجے میں جواب دیا اور اینجلو کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"میرے خیال میں باقی ساتھیوں سے تعارف ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے — میرا نام اینجلو ہے اور خوش قسمتی سے میں عمران کا کلاس فیلو رہا ہوں" — اینجلو نے مسکرا کر دوسروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ مس ہناولو ہیں — یہ دل کا حال پڑھنے کی ماہر ہیں اس لئے اپنے دل کا حال احوال ذرا درست رکھنا" — عمران نے جولیا کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ اور اینجلو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"اوہ! — مس ہناولو — بڑا خوبصورت نام ہے" — اینجلو نے جولیا کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا مگر جولیا نے اس کی طرف ہاتھ بڑھانے کی بجائے ذرا سا سر کو جھکا کر سلام کر دیا اور

...لو نے شرمندہ ہو کر ہاتھ واپس کھینچ لیا۔

"ارے میں سمجھا کہ آپ کا تعلق مغرب سے ہے لیکن —" ...لو نے شرمندگی مٹانے کے لئے کھسیانی ہنسی ہنستے ہوئے کہا

"تعلق تو ان کا مغرب سے ہی ہے — لیکن یہ اگر اسی طرح ہاتھ دوسروں کے ہاتھ میں دیتی رہتی تو اب تک ان کی بجائے کتنی ...سز بن چکی ہوتیں" — عمران نے کہا اور اینجلو کے زوردار ...وں سے کمرہ گونج اٹھا۔

"یہ مسٹر سوپ ہیں — ویسے عرف عام میں انہیں جانو کہا جاتا ہے" عمران نے صفدر کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"یہ غلط کہہ رہے ہیں — میرا نام صفدر سعید ہے — اور یہ ...س ہناولو نہیں — بلکہ مس جولیانا فٹزواٹر ہیں" — صفدر نے ...ہا اور جولیا کا اصل تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اچھا! — تو یہاں آتے ہی تم لوگوں نے نام بدل لئے ہیں۔"

"...وا اچھا ہے — جیسا کام ویسا نام" — عمران نے منہ بناتے ...وئے کہا۔

"تو تم مجھ سے نام بھی چھپا رہے تھے — پھر ہم مل کر کیسے کام ...ں گے" — اینجلو نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر صفدر نے ...س بار سب کا اصل ناموں کے ساتھ تعارف کرا دیا۔

"ایک بات بتاؤ مسٹر اینجل ڈیول! — کہ یہ جگہ کتنی محفوظ ہے —؟" ...ران نے تعارف ختم ہوتے ہی اینجلو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ کیوں! — تم کیوں پوچھ رہے ہو" — اینجلو عمران ...

بات سن کر چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار ابھر آئے تھے۔
"تم بتاؤ تو سہی ۔۔۔ پھر بتاتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔
"یہ بالکل نامعلوم سی جگہ ہے ۔۔۔ کسی کے علم میں نہیں ہے ویسے میرے چار مسلح آدمی چھت پر موجود ایک کمرے میں موجود ہیں کسی قسم کے خطرے سے نمٹنے کے لئے ۔۔۔ لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو ۔۔۔ کیا یہاں آ کر تم نے کچھ محسوس کیا ہے" ۔۔۔ اینجلو کے لہجے میں گہری پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔
"سامنے والی عمارت کی دوسری منزل کے کمرے میں مجھے اندھیرے میں دو انسانی جیولے نظر آ رہے ہیں ۔۔۔ ان کا انداز ایسا ہے جیسے وہ اس عمارت کی نگرانی کر رہے ہوں" ۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"اوہ ۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔۔۔ ایسا ہونا ناممکن ہے" ۔۔۔ اینجلو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے درمیان میں رکھی ہوئی میز پر موجود انٹر کام کا رسیور اٹھایا۔ کیونکہ اسٹلم عمران اور اس کے ساتھیوں کو یہاں چھوڑ کر واپس چلا گیا تھا۔
"یس سر" ۔۔۔ انٹر کام اٹھاتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔
"کارگل پوائنٹ کی حفاظت کا کیا انتظام ہے ۔۔۔ عمارت کی نگرانی تو نہیں ہو رہی" ۔۔۔ اینجلو نے سخت لہجے میں کہا۔
"سر ۔۔۔ ہمارے چار مسلح ساتھی اوپر چھت پر موجود ہیں ۔۔۔ اور نگرانی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا" ۔۔۔ کارگل نے جواب دیا۔

"اس پوائنٹ کے سامنے والی عمارت کی دوسری منزل پر کچھ افراد دیکھے گئے ہیں ۔۔۔ انہیں چیک کراؤ" ۔۔۔ اینجلو نے کہا۔
"بہتر جناب" ۔۔۔ دوسری طرف سے کارگل نے جواب دیا اور اینجلو نے رسیور رکھ دیا۔
"تم فکر نہ کرو ۔۔۔ کارگل بے حد ہوشیار آدمی ہے" ۔۔۔ اینجلو نے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی۔
"یہ کون آ گیا ہے ۔۔۔ اوہ اچھا ۔۔۔ اسٹلم ڈیگن چھوڑ کر واپس آیا ہوگا" ۔۔۔ اینجلو نے اپنے سوال کا خود ہی جواب دیا۔
"لیکن پہلے تو اسٹلم نے تین بار مخصوص انداز میں کال بیل بجائی تھی ۔۔۔ مگر اب صرف ایک بار بیل بجی ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔
"ارے ہاں ! ۔۔۔ اس بات پر تو میں نے غور ہی نہیں کیا" ۔۔۔ اینجلو نے چونکتے ہوئے کہا۔ اور عمران کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے جیسے اسے اینجلو سے شدید مایوسی ہو رہی ہو۔
"بس کیا یہ تمہارا ہیڈ کوارٹر ہے ۔۔۔ کیا ہم یہاں اطمینان سے آئندہ پروگرام کا لائحہ عمل تیار کر سکتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے اینجلو سے مخاطب ہو کر کہا۔
لیکن اس سے پہلے کہ اینجلو اس کی بات کا جواب دیتا، اچانک انہیں اپنے کانوں کے پاس ہی خوفناک دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں۔ انہیں ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے انتہائی خوفناک زلزلہ آ گیا ہو۔ اور پھر مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ سے فضا گونج اٹھی۔ سامنے کے رخ کے ساتھ ساتھ پچھلی طرف سے بھی گولیوں کی آوازیں

سنائی دے رہی تھیں۔

"اوہ۔۔۔ یہ کیا ہوگیا"۔۔۔۔ اینجلو تیزی سے راہداری کے دروازے کی طرف بھاگا۔ لیکن عمران نے اسے بازو سے پکڑتے ہوئے روک لیا۔

"ادھر جانا موت کے منہ میں جانا ہے۔۔۔ کوئی اور راستہ نکالو"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔۔۔ آؤ میرے ساتھ"۔۔۔ اینجلو نے پریشان لہجے میں کہا اور وہ ایک دوسرے دروازے سے ہو کر ایک اور کمرے میں آ گیا جس میں سامنے کے رخ پر کھڑکیاں تھیں۔ اب فائرنگ کی آوازیں نزدیک آ رہی تھیں۔

اینجلو نے جلدی سے ایک الماری کھولی تو اس قد آدم الماری میں ایک مشین گن رکھی ہوئی عمران کو نظر آ گئی۔ جس کے ساتھ گولیوں کا بیلٹ بھی موجود تھا۔ اینجلو تو الماری میں جھک کر کوئی چیز تلاش کر رہا تھا لیکن عمران نے جھپٹ کر وہ مشین گن اٹھائی اور پھر تیزی سے وہ ایک کھڑکی کی طرف لپکا۔ اس نے کھڑکی کا پٹ ذرا سا کھولا تو اس نے دو افراد کو جنہوں نے سرخ رنگ کے اوور کوٹ پہنے ہوئے تھے اپنی کرولٹے چھوٹے برآمدے میں آتے ہوئے دیکھا۔ جب کہ چھت پر سے بھی ان پر گولیاں برس رہی تھیں۔

عمران نے مشین گن کی نال سیدھی کی اور دوسرے لمحے ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی برآمدے میں پہنچنے والے دونوں افراد لٹوؤں کی طرح گھومتے ہوئے وہیں برآمدے میں ہی ڈھیر ہو گئے۔

"آؤ آؤ۔۔۔ بھاگ کر آؤ"۔۔۔ اسی لمحے اینجلو نے چیختے ہوئے کہا اور عمران نے تیزی سے مڑ کر دیکھا تو جہاں چند لمحے پہلے الماری تھی وہاں اب ایک خلا نظر آ رہا تھا۔

"یہاں سے سیڑھیاں ایک خفیہ سرنگ میں جاتی ہیں جہاں سے ہم آسانی سے نکل سکتے ہیں"۔۔۔ اینجلو نے چیخ کر کہا۔ اور عمران نے اپنے ساتھیوں کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا اور دوسرے لمحے اینجلو کے ساتھ دوڑتے ہوئے اس خلا کو پار کر گئے۔ آخر میں عمران نے اسے پار کیا۔

سیڑھیاں نیچے اتر کر واقعی ایک سرنگ میں جا کر ختم ہو رہی تھیں وہ سب اینجلو کی رہنمائی میں دوڑتے ہوئے سرنگ کے اختتام پر پہنچے تو وہاں بھی سیڑھیاں اوپر کو جا رہی تھیں۔ وہ سب سیڑھیاں چڑھ کر ایک اور کمرے میں پہنچ گئے۔ یہ بالکل اسی قسم کا کمرہ تھا جیسے کمرے میں وہ پہلے موجود تھے۔ لیکن یہاں فضا خاموش تھی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ یہ پہلے جیسا دوسرا مکان تھا۔

"آؤ۔ آؤ"۔۔۔ اینجلو نے اشارہ کرتے ہوئے کہا اور وہ اس کمرے سے نکل کر برآمدے میں پہنچے اور پھر چھوٹا سا لان پار کر کے وہ اس مکان کے پھاٹک تک پہنچ گئے۔ انہیں تھوڑی دور ہی خوفناک دھماکوں اور گولیوں کی تڑتڑاہٹ کی مسلسل آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

"یہ علاقہ تو یقیناً ان لوگوں نے گھیر رکھا ہوگا"۔۔۔ عمران نے پھاٹک کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

"نہیں باس — یہ مکان دوسری طرف ہے — بالکل مخالف سمت میں" — اینجلو نے پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھولتے ہوئے کہا اور پھر سب سے پہلے وہ باہر نکلا اور اس کے بعد ایک ایک کر کے سارے باہر آ گئے۔

یہ واقعی کوئی اور سڑک تھی۔ لیکن اس وقت یہاں ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھی۔ اکا دکا آدمی جو آدمی نظر آ رہا تھا وہ بھی اپنے مکانوں میں غائب ہوتا جا رہا تھا۔

اینجلو سائیڈ میں چلتا ہوا تیزی سے آگے بڑھا۔ وہ سب اس کے پیچھے تھے۔ لیکن عمران کی تیز نظریں ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھیں۔ کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد اینجلو ایک اور سڑک پر مڑا اور پھر سامنے موجود ایک چھوٹے سے ہوٹل کے برآمدے میں داخل ہو گیا۔ وہ اس کے مین گیٹ کی طرف جانے کی بجائے سائیڈ میں سے ہوتا ہوا اس کی پشت پر آیا۔ یہاں ایک چھوٹا سا دروازہ موجود تھا۔ اینجلو نے دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی تو دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔ دوسری طرف ایک بھاری مونچھوں والا مشین گن بردار کھڑا تھا۔

"اوہ باس آپ" — مونچھوں والے نے اینجلو کو دیکھتے ہی بری طرح چونک کر کہا۔

"ٹونی موجود ہے — ؟" اینجلو نے پوچھا۔

"یس باس — آیئے" — مونچھوں والے نے کہا اور تیزی سے مڑ گیا۔

یہ ایک طویل راہداری تھی جس کا اختتام ایک بڑے سے ہال نما

کمرے میں ہوا۔ جس میں لمبی لمبی میزیں موجود تھیں۔ فرنیچر کا انداز بتا رہا تھا کہ یہ گیم ہال ہے۔ یہاں جوا کھیلا جاتا ہے۔ لیکن اس وقت یہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ البتہ ایک کونے میں ایک کمرہ شیشوں کا بنا ہوا تھا جس کے شیشوں سے پردے لہراتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ مونچھوں والا ہال میں داخل ہوتے ہی تیزی سے دوڑتا ہوا اس کمرے میں گھس گیا۔ اور دوسرے لمحے اس کمرے سے ایک ادھیڑ عمر آدمی باہر آ گیا۔ اس کا سر گنجا تھا اور ناک طوطے کی چونچ کی طرح مڑی ہوئی تھی۔

"اوہ باس آپ — اور یہاں" — گنجے نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

"ٹونی — ٹرانسپورٹ کا بندوبست کرو — پوائنٹ نمبر بارہ پر حملہ ہو گیا ہے — ہم بڑی مشکل سے وہاں سے نکل سکے ہیں" — اینجلو نے تحکمانہ لہجے میں گنجے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ — آیئے باس" — ٹونی نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا اور تیزی سے سائیڈ کی دیوار میں موجود ایک دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہ دروازہ ایک برآمدے میں کھلتا تھا۔ برآمدے سے باہر ایک بڑی سی ویگن موجود تھی جس پر آسٹر ہوٹل کا نام لکھا ہوا تھا۔

"آؤ عمران — جلدی کرو — اب ہم محفوظ طریقے سے نکل سکتے ہیں" — اینجلو نے جلدی سے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا اور پھر عمران کے اشارے پر سب اس ویگن میں سوار ہو گئے۔ عمران اینجلو کی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا اور اینجلو نے ویگن کو موڑ کر

اس کا رُخ سامنے نظر آنے والے پھاٹک کی طرف کر دیا۔ مونچھوں والا اس دوران پھاٹک تک پہنچ چکا تھا۔ چنانچہ جیسے ہی ویگن اس کے قریب پہنچی، مونچھوں والے نے پھاٹک کھول دیا۔ اور ایجلو ویگن اندر لے گیا۔ اب وہ ایک چوڑی سڑک پر تھے۔ ایجلو نے سٹیرنگ کاٹا اور ویگن خاصی تیز رفتاری سے دائیں طرف بھاگتی چلی گئی۔

"یہ سُرخ اوور کوٹ والے کیا ریڈ آرمی کے آدمی تھے" ____ عمران نے ایجلو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سُرخ کوٹ والے ____ اوہ! یہ تو ریڈ آرمی کے ایکشن شعبے کا لباس ہے ____ اور اس کا مطلب ہے کہ بڑے منظم طریقے سے حملہ ہوا ہے" ____ ایجلو نے پریشان لہجے میں جواب دیا۔

"لیکن تم تو کہہ رہے تھے کہ یہ جگہ نامعلوم اور محفوظ ہے ____ پھر یہ حملہ کیسے ہوا ____؟ اس حملے سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ انہیں صرف ہماری آمد کا انتظار تھا" ____ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میری سمجھ میں خود یہ بات نہیں آ رہی کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا ____ آج سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا ____ یہ تو باقاعدہ مخبری معلوم ہوتی ہے لیکن میرا کوئی آدمی کبھی بھی مخبری نہیں کر سکتا۔ یہ بات تو طے شدہ ہے ورنہ ہماری پارٹی نہ جانے کب کی ختم ہو چکی ہوتی" ____ ایجلو نے بڑے ٹھوس لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا مطلب ہے کہ تم میں سے کسی نے مخبری کی ہے" عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ایسا سوچنا ہی حماقت ہے عمران ____ لیکن پھر یہ سب

کیسے ہوا" ____ ایجلو نے فوراً ہی جواب دیا۔

"مجھے یہاں کے حالات تمہارے بتائے ہوئے حالات سے یکسر مختلف نظر آتے ہیں۔ اس لئے مجھے نئے سرے سے اپنی منصوبہ بندی کرنا ہو گی ____ بہرحال اب تم ہمیں کہاں لئے جا رہے ہو" ____؟ عمران نے پوچھا۔ اس کا لہجہ توقع سے کچھ زیادہ ہی خشک تھا۔

"ایک ایسی جگہ جس کا پتہ سوائے میرے اور کسی کو نہیں ____ وہاں یقیناً تم لوگ ہر لحاظ سے محفوظ ہو گے" ____ ایجلو نے جواب دیا۔ "وہاں میک اپ کا سامان اور اسلحہ وغیرہ مل جائے گا۔ کیونکہ ہمارا سامان تو ایئر پورٹ پر ہی رہ گیا ہے" ____ عمران نے کہا۔

"سب کچھ مل جائے گا ____ اور اپنے سامان کی بھی فکر نہ کرو ____ انسلم بے حد ہوشیار آدمی ہے۔ اس نے ضرور کوئی اچھا سا بندوبست کیا ہو گا" ____ ایجلو نے جواب دیا اور عمران خاموش ہو گیا۔ ویگن تیزی سے سڑک پر آگے بڑھی جا رہی تھی۔

[illegible]

مشن ساگر

کمرے میں گہری خاموشی طاری تھی۔ بڑی سی میز کے پیچھے ریڈ چیف خاموش بیٹھا دانتوں سے اپنے ہونٹ چبا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر سرخی چھائی ہوئی تھی۔ میز کے سامنے ایک لمبا تڑنگا لیکن ٹھوس جسم کا مالک ہیرو ٹائپ نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ مہرہ اور انداز ایسا تھا جیسے جیمز بانڈ ٹائپ فلموں کا ہیرو ہو۔ فراخ پیشانی پر سنہرے رنگ کے گھنگھریالے بالوں کی ایک لٹ جھول رہی تھی۔ چوڑے کاندھے قدرے اوپر کو اٹھے ہوئے تھے۔ اور وہ اپنے سامنے ایک فائل رکھے اسے خاص فلمی انداز میں پڑھ رہا تھا۔ چہرے پر سخت گیری اور سفاکی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"تو باس! ۔۔ آپ کو اطلاع مل گئی کہ یہ لوگ یہاں ڈی۔پی کی مدد کرنے آرہے ہیں ۔۔ تاکہ یہاں کا نظامِ حکومت بدل سکیں" ۔۔ ہیرو ٹائپ نوجوان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل سے نظریں

ہٹا کر سامنے بیٹھے ہوئے ریڈ چیف سے مخاطب ہو کر کہا۔ ریڈ چیف اس وقت بغیر نقاب کے تھا۔

"ہاں مارشل! ۔۔ مجھے مخبری ہو گئی تھی ۔۔ لیکن چونکہ مخبر کو خود اس ایئرپورٹ کا پتہ نہ تھا جہاں اس چارٹرڈ طیارے نے اترنا تھا اور نہ اتنا وقت تھا کہ میں تمام چارٹرڈ طیارے والی کمپنیاں چیک کر سکتا۔ اس لئے میں نے اینجلو کے نام سے فائدہ اٹھایا ۔۔ میرے پاس یہ اطلاعات پہلے سے موجود تھیں کہ اینجلو کے خاص آدمی ایشلم نے کانشائن کے رہائشی علاقے گرین پارک میں ایک رہائش گاہ لے رکھی ہے۔ اور میں ایشلم کی نگرانی کرا رہا تھا ۔۔ چنانچہ میں نے ایشلم کا فون ٹیپ کرایا تو مجھے یہ اطلاع مل گئی کہ کچھ افراد اس رہائش گاہ پر پہنچنے والے ہیں ۔۔ چنانچہ میں نے خصوصی نگرانی کا حکم دے دیا اور جب وہ لوگ توقع کے مطابق وہاں پہنچ گئے تو میں نے ایکشن شعبے کے افراد کو ان کے خاتمے کے لئے وہاں بھیج دیا ۔۔ لیکن ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے جو رپورٹ ملی ہے اس نے مجھے بوکھلا دیا ہے ۔۔ اسی لئے میں نے تمہیں بلایا ہے کہ یہ لوگ عام ایجنٹوں کے بس کا روگ نہیں معلوم ہوتے ۔۔ انہیں مارشل ہی کور کر سکتا ہے" ۔۔ ریڈ چیف نے کہا۔

"اوہ! ۔۔ آپ کی مہربانی ہے چیف! ۔۔ کہ آپ مارشل پر اس قدر اعتماد کرتے ہیں ۔۔ آپ بے فکر رہیں یہ لوگ مارشل سے بچ کر نہیں جا سکتے" ۔۔ نوجوان نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بہرحال ابھی مجھے جو اطلاع ملی ہے اس کے مطابق ایکشن شعبے

کے آٹھ افراد گولیوں کا نشانہ بن گئے ہیں ـــــ نگرانی کرنے والے
شعبے نے جب انہیں ہلاک ہوتے دیکھا تو انہوں نے حملہ کر دیا۔
حملے میں انیجلو کے چھ افراد ہلاک ہو گئے ـــــ لیکن رہائش
خالی ملی ـــ وہاں ایک خفیہ راستے کا علم ہوا جو دُور مخالف سمت
ایک خالی رہائش میں جا نکلتا تھا ـــ مطلب یہ کہ وہ لوگ فرار ہو گئے
اور اب معلوم نہیں کہاں ہوں گے" ـــــ ریڈ چیف نے سر ہلاتے
ہوئے کہا۔

"لیکن وہ آپ کا مخبر کہاں ہے ـــــ ؟ اس نے کوئی اطلاع
دی" ـــــ ؟ مارشل نے پوچھا۔

"اس کی اطلاع کا میں ابھی تک انتظار کر رہا ہوں ـــــ لیکن اس
کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں ملی ـــــ ویسے یہ بھی بتا دوں کہ یہ
پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہی رکن ہے" ریڈ چیف نے کہا اور مارشل
جیسے کرسی سے اچھل پڑا۔

"کیا مطلب ـــ ؟ کیا ان کا اپنا آدمی غداری کر رہا ہے" ـــــ
مارشل کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار نمایاں تھے۔

"ہاں ! ـــ اور یہ ایک اتفاق ہے کہ ہمیں اس آدمی کی خدمات حاصل
ہو گئیں ـــ قصہ یہ ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم کا انچارج ایک
غیر متعلق شخص علی عمران کو بنا دیا گیا ہے ـــــ سیکرٹ سروس کے ممبران
نے شاید اسے اپنی توہین سمجھا کہ ایک غیر متعلق آدمی جس کا نام علی عمران
ہے جو بظاہر ایک احمق سا آدمی نظر آتا ہے ان کا لیڈر ہے ـــــ لیکن
وہ کھل کر سامنے اس کی لیڈر شپ سے انکار نہ کر سکتے تھے۔ چنانچہ

انہوں نے علیحدہ رہ کر کام کرنے کا پروگرام بنایا ـــ اور اس سلسلے میں
انہوں نے یہاں کے ایک ایسے آدمی سے رابطہ قائم کیا جو جرائم کی دنیا
کا شہنشاہ ہے ـــــ لیکن درپردہ وہ ریڈ آرمی کا خاص آدمی ہے
چنانچہ اس کے ذریعے سے مجھے اطلاع مل گئی" ـــ ریڈ چیف نے
تمام تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ ! ـــ یہ تو بہت اچھا ہوا ـــ اس طرح تو ان کے پکڑے جانے
کے سو فیصد چانس ہیں" ـــــ مارشل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں ! ـــ چانس تو ہیں ـــ لیکن اب صورت حال قدرے پیچیدہ
ہو گئی ہے ـــــ دونوں صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ مخبر
اس حملے کے بعد چوکنا ہو جائے اور آئندہ کے لئے مخبری بند کر دے
یا پھر وہ کچھ دیر بعد اطلاع دے ـــــ کیونکہ جب تک وہ خود سیٹ نہ
ہو۔ وہ ہمارے آدمی سے رابطہ قائم نہیں کر سکتا" ـــــ ریڈ چیف
نے جواب دیا۔

"اس آدمی کا نام کیا ہے جس سے انہوں نے رابطہ قائم کیا ہے ـــ ؟"
مارشل نے پوچھا۔

"الفانن کلب کا مالک الفانن" ـــــ ریڈ چیف نے جواب دیا۔

"اوہ ! ـــ الفانن کو تو میں اچھی طرح جانتا ہوں ـــــ وہ تو بیحد اکھڑا
[illegible]ت ہے" ـــــ مارشل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ تو اور بھی اچھا ہوا ـــــ اب میری ہدایات کو غور سے سن لو۔
[illegible]یں میں تمہارے حوالے کر رہا ہوں ـــ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کارکردگی
[illegible] پوری دنیا میں ہیں ـــ یہ لوگ انتہائی ہوشیار، چالاک اور

ذہین ہیں ——— بڑی بڑی تنظیمیں ان کے مقابلے میں ناکام ہو چکی ہیں اس لئے تم نے انتہائی احتیاط سے سب کام کرنا ہے ——— مجھے ان سب کی لاشیں چاہئیں ——— اور تم نے انہیں لاشوں میں کیسے بدلنا ہے، یہ سوچنا تمہارا کام ہے۔ تم ہر وہ حربہ استعمال کرنے کے لئے آزاد ہو جو تمہاری سمجھ میں آتا ہے ——— پوری ریڈ آرمی کو میں ریڈ سگنل دے دونگا ——— سب تمہارے ساتھ مکمل تعاون کریں گے ——— الفاتح کو بھی میں ہدایات دے دونگا۔ وہ بھی تمہارے ساتھ پورا تعاون کرے گا ——— لیکن یہ کام جس قدر جلد ممکن ہو سکے ہو جانا چاہئے" ——— ریڈ چیف نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس! ——— مارشل کا اپنا گروپ ہی ان لوگوں کے لئے کافی ہے ——— البتہ الفاتح کو آپ ضرور ہدایات بھیج دیں۔ میں اس سے خود ہی رابطہ قائم کر لونگا" ——— مارشل نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"اوکے! ——— اب تم جا سکتے ہو ——— مجھے روزانہ کارکردگی کی رپورٹ ملتی رہنا چاہئیے" ——— ریڈ چیف نے کہا اور مارشل ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے فوجی انداز میں ایک قدم پیچھے ہٹ کر ریڈ چیف کو سلیوٹ کیا اور پھر قالین اٹھاتے وہ تیزی سے مڑا۔ اور انتہائی مستعدی سے قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے قریب پہنچتے ہی بند دروازہ خود بخود کھل گیا۔ اور پھر وہ دروازہ کراس کر کے ایک طویل راہداری سے ہوتا ہوا ایک چھوٹے کمرے میں پہنچا۔ اس کمرے میں اس کے پہنچتے ہی کمرہ خود بخود کسی لفٹ کی طرح اوپر کو اٹھتا چلا

یہ سارا کام خود بخود ہو رہا تھا۔ مارشل کو علم تھا کہ ریڈ چیف خود اسے کنٹرول کر رہا ہے۔ کیونکہ پورے کاسٹریا میں مارشل واحد آدمی تھا جس کے سامنے ریڈ چیف بغیر نقاب کے آتا تھا۔ اور صرف وہی واحد آدمی تھا جو ریڈ چیف کے ذاتی دفتر میں داخل ہو سکتا تھا۔

مارشل ریڈ آرمی کا سپر ایجنٹ تھا۔ اس کا گروپ آج تک کسی بھی مشن میں ناکام نہیں ہوا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مارشل بذات خود بہترین لیول کا ایجنٹ ہونے کے ساتھ ساتھ اس نے اپنے ساتھ دس افراد کا گروپ رکھا ہوا تھا وہ سب اپنی اپنی جگہ ہر فن مولا قسم کے افراد تھے۔ انتہائی بے جگر ——— لڑاکے ——— سچے نشانہ باز ——— انتہائی پھرتیلے ——— ذہین اور کسی نہ کسی فن کے خصوصی ماہر تھے۔ اور مارشل اکثر فخر سے کہا کرتا تھا کہ اس کے گروپ کا ایک آدمی دوسرے ملک کی پوری سیکرٹ سروس پر بھاری ہے۔

آج بھی جب ریڈ چیف نے مارشل کو اپنے ذاتی دفتر میں طلب کیا تو وہ سمجھ گیا تھا کہ کوئی خصوصی نوعیت کا مشن اسے سونپا جانے والا ہے۔ لیکن اب واپس جاتے ہوئے وہ اور زیادہ مطمئن تھا کیونکہ جو مشن اسے سونپا گیا تھا وہ اس کی نگاہ میں اب تک کے تمام مشنوں سے انتہائی آسان اور سادہ تھا۔ آٹھ دس اجنبی افراد کو کاسٹریا میں ڈھونڈ نکالنا اور پھر ان کو قتل کر دینا۔ کوئی ایسا مسئلہ نہ تھا جو اس کو پریشان کر سکتا۔ اور پھر جب ان میں سے ایک آدمی اپنے ہی گروپ کے خلاف غداری بھی کر رہا ہو۔ چاہے یہ غداری لاعلمی کی بنا پر ہو رہی ہو یا کسی اور وجہ سے ——— بہرحال اس سے مارشل کا کام اور بھی

زیادہ آسان ہو گیا تھا۔ چنانچہ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ یہاں سے نکل کر سیدھا الفاتن کلب جائے گا اور الفاتن سے ملے گا۔ اگر اس کے پاس کوئی مزید اطلاع ہوئی تو اس کے مطابق اپنا آئندہ لائحہ عمل ترتیب دے گا۔ ورنہ وہ خود انہیں ڈھونڈنے کی کوشش شروع کر دے گا۔
لفٹ کے رکتے ہی دروازہ کھلا اور مارشل ایک تنگ سی راہداری سے ہوتا ہوا برآمدے میں پہنچا جس کے سامنے ایک کھلے پورچ میں اس کی سپورٹس کار موجود تھی۔

سپورٹس کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے کار کو موڑا اور اسے سامنے لان کے آخری کونے میں موجود پھاٹک کی طرف دوڑا دیا۔

جیسے ہی اس کی کار پھاٹک کے قریب پہنچی، پھاٹک خود بخود کھل گیا۔ اور کار باہر سڑک پر آ گئی۔ مارشل نے کار کا رخ دائیں طرف موڑا اور پھر اسے پوری رفتار سے بھگاتا چلا گیا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ جلد ہی الفاتن کلب کی شاندار عمارت کے سامنے پہنچ کر رک گیا۔ یہ عمارت دو منزلہ تھی اور کلب ہر قسم کی گیمز کے لئے مشہور تھا۔ اس کا مالک الفاتن کاسٹریا کی زیر زمین دنیا کا شہنشاہ کہلاتا تھا کیونکہ اس کا وسیع و عریض گینگ پورے کاسٹریا کے جرائم پر چھایا ہوا تھا۔ الفاتن کا ذاتی اثر و رسوخ بے پناہ تھا اور کاسٹریا کے اعلیٰ ترین حلقوں میں اس کا مکمل عمل دخل تھا۔

مارشل نے کار ایک طرف پارک کی۔ اور پھر نیچے اتر کر چابی اپنی انگلی میں گھماتا ہوا کلب میں داخل ہو گیا۔ اس نے کاؤنٹر پر کسی

بات کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی بلکہ وہ سیدھا ہال کراس کر کے دائیں سائیڈ پر بنی ہوئی ایک تنگ سی گلی سے ہوتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس گلی کے اختتام پر سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں جو الفاتن کے دفتر تک جاتی تھیں سیڑھیوں کے پاس دو مسلح افراد موجود تھے جنہوں نے مارشل کو دیکھتے ہی مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔ وہ مارشل اور الفاتن کے گہرے تعلقات سے اچھی طرح واقف تھے۔

"تمہارا باس موجود ہے" ـــــ مارشل نے ایک آدمی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یس سر! ـــ باس موجود ہیں۔ لیکن ـــــ" ان میں سے ایک نے جواب دیا۔ اس کے لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ تیرنے لگی تھی۔

"لیکن اس کے پاس کوئی لڑکی بھی موجود ہو گی" ـــــ مارشل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ جانتے تو ہیں سر" ـــــ اس آدمی نے ہنستے ہوئے کہا اور مارشل کندھے اچکاتا ہوا سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔

سیڑھیوں کے اختتام پر ایک دروازہ تھا جو اندر سے بند تھا مارشل نے ہاتھ اٹھا کر زور زور سے دستک دی۔

"کون ہے" ـــــ؟ اندر سے ایک دھاڑ سی سنائی دی۔

"تمہارا باپ مارشل" ـــــ مارشل نے اونچی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس باپ کو یہی وقت ملا ہے آنے کے لئے" ـــــ اندر سے غرانے کی آواز سنائی دی۔ اس کے کچھ لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔ دروازہ

کھولنے والی ایک نوجوان لڑکی تھی۔ جس کے بال پریشان تھے وہ دروازہ کھولتے ہی اس کی سائیڈ سے ہوتی ہوئی سیڑھیاں اترتی چلی گئی اور مارشل مسکراتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔

سامنے ایک بڑی سی میز کے پیچھے اونچی نشست والی ریوالونگ کرسی پر دیو قامت الفائن بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر بیزاری کے آثار نمایاں تھے۔ اُسے شاید مارشل کا اس وقت آنا سخت ناگوار گذرا

"تمہاری عیاشی کا کوئی وقت بھی مقرر ہے —— جب بھی آؤ، اسی قسم کے تماشے میں مصروف نظر آتے ہو" —— مارشل نے میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اب اس میں میرا کیا قصور ہے —— تم آتے ہی اس وقت ہو" الفائن نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور مارشل ہنس پڑا۔

"اچھا اب سرزمین کی گولیاں منہ سے نکال پھینکو —— ورنہ میں یہاں پہرہ بٹھا دوں گا کہ آج کے بعد کوئی لڑکی سیڑھیاں ہی نہ چڑھنے پائے" مارشل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کاش! —— تم میرے دوست نہ ہوتے —— پھر پوچھتا کہ تم کیسے پابندی لگاتے ہو —— بہرحال بتاؤ، کیسے آنا ہوا" —— ؟ الفائن نے موڈ ٹھیک کرتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر چھائی ہوئی بیزاری کی تہہ یکلخت غائب ہو گئی تھی۔ اور لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی

"بس زندگی میں تم نے یہی واحد غلطی کی ہے کہ مجھے دوست بنا لیا ہے —— ورنہ یقین رکھو تمہاری زندگی بہت ہی سُکھی گزرتی" مارشل نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بات تمہاری درست ہے —— مگر میں نے جو پوچھا تھا اس کا جواب نہیں دیا تم نے" —— الفائن نے ہنستے ہوئے کہا۔

"دیکھو! —— اب تمہیں کوئی جلدی نہیں ہونی چاہیئے —— اب جانے والی تو جا چکی ہے —— اب اطمینان سے بیٹھو۔ میرے لئے کچھ پینے کے لیے منگواؤ" —— مارشل نے کہا اور الفائن نے سر ہلاتے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور پرانی وہسکی کی بوتل دفتر میں لے آنے کا حکم دے کر رسیور رکھ دیا۔

"سنو الفائن! —— میرا یہاں آنے کا ایک خاص مقصد ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کسی رکن نے تم سے اپنی مدد کے لئے رابطہ قائم کیا ہے" —— مارشل نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس! —— کیا مطلب —— میں سمجھا نہیں" —— الفائن نے چونک کر سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"تم نے ریڈ چیف سے کوئی بات کی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس ملک میں آ رہی ہے" —— مارشل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے —— ہرگز نہیں —— میرا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کیا تعلق —— ؟ میں —— اس ملک کا نام ہی پہلی بار تمہارے منہ سے سُن رہا ہوں" —— الفائن نے جواب دیا اور مارشل حیرت سے آنکھیں پھاڑے اُسے دیکھتا رہ گیا۔

"کیا تم سنجیدہ ہو —— یا یہ کوئی مذاق ہے" —— ؟ مارشل کے لہجے میں حیرت تھی۔

"مذاق! ۔ کیسا مذاق ۔۔۔؟ میں ریڈ چیف کے معاملے میں مذاق کیسے کر سکتا ہوں" ۔۔۔ الفانسن نے جواب دیا۔

اسی لمحے بغلی دروازہ کھلا اور ایک نوجوان شراب کی دو بوتلیں ٹرے میں رکھے اندر داخل ہوا اور اس نے دونوں بوتلیں الفانسن کے سامنے رکھ دیں اور پھر تیزی سے واپس مڑ گیا۔ جب وہ دروازے میں غائب ہو گیا تو الفانسن نے مارشل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم کہنا کیا چاہتے ہو ۔۔۔ کھل کر بات کرو" ۔۔۔ الفانسن کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"دیکھو الفانسن! ۔۔۔ تمہاری ان باتوں نے مجھے حیران کر دیا ہے ۔۔۔ آج ریڈ چیف نے مجھے بلا کر میرے ذمے ایک خصوصی کیس لگایا ہے چونکہ تم سے میری کوئی بات چھپی ہوئی نہیں ہے ۔۔۔ اس لیے میں یہ بتا دوں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ۔۔۔" مارشل نے کہنا شروع کیا۔

"یہ پاکیشیا ہے کہاں ۔۔۔ پہلے مجھے یہ بتاؤ" ۔۔۔؟ الفانسن نے اس کی بات کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"یہ ایشیا کا ایک پسماندہ ملک ہے ۔۔۔ ایکریمیا کا خاص حلیف ہے ۔۔۔ اس کا لیڈر ایک مسخرہ سا نوجوان علی عمران ہے جس کا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے براہِ راست کوئی تعلق نہیں ۔۔۔ اس پر پاکیشیا سیکرٹ سروس والوں نے علیحدہ رہ کر کام کرنے کا پروگرام بنایا اور اس کا کوئی آدمی تمہارا دوست ہے ۔۔۔ اس نے تم سے امداد کی درخواست کی ۔۔۔ تم نے یہ ساری باتیں ریڈ چیف کو بتا دیں ۔۔۔ ریڈ چیف نے ان معلومات کی بنا پر چھاپہ مارا۔ لیکن اس کا چھاپہ ناکام ہو گیا۔ اس کے

آدمی مارے گئے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس والے نکل گئے ۔۔۔ اس پر ریڈ چیف نے مجھے بلا کر یہ کیس مجھے سونپ دیا اور ساتھ ہی تمہارے متعلق بتایا۔ چنانچہ میں تمہارے پاس آ گیا ۔۔۔ اور اب تم کہہ رہے ہو کہ تم کچھ جانتے ہی نہیں ۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے" ۔۔۔ مارشل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے ۔۔۔ میں درست کہہ رہا ہوں ۔۔۔ مجھے تو ان باتوں میں سے ایک بات کا بھی علم نہیں" ۔۔۔ الفانسن نے کہا۔

"تو پھر تمہاری جگہ کس نے ریڈ چیف کو اطلاع دی ہے ۔۔۔؟ کیا کوئی اور الفانسن پیدا ہو گیا ہے" ۔۔۔؟ مارشل نے کہا۔

"آج تک کسی ماں نے دوسرا الفانسن جننے کی جرأت نہیں کی۔ اس سارے معاملے میں ضرور کوئی غلط فہمی موجود ہے" ۔۔۔ الفانسن نے کہا۔

مارشل چند لمحے خاموش بیٹھا ہونٹ کاٹتا رہا۔ پھر اس نے ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچا۔

"ہیلو ۔ ہیلو ۔۔۔ مارشل کالنگ نمبر ون ۔ اوور" ۔۔۔ مارشل نے ونڈ بٹن کھینچ کر آہستہ سے کہا۔

"یس ۔ نمبر ون سپیکنگ ۔ اوور" ۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"نمبر ون! ۔۔۔ ریڈ چیف کو کال کر کے میرا پیغام دے دو کہ وہ مجھ سے الفانسن کلب کے دفتر میں رابطہ قائم کرے ۔۔۔ ایک ضروری بات کرنی ہے۔ اوور" ۔۔۔ مارشل نے کہا۔

"بہتر سر۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور مارشل نے

اوور اینڈ آل کہہ کر ونڈ بٹن دبا دیا۔

الفانسن خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ میز پر شراب کی بوتلیں ویسے ہی پڑی ہوئی تھیں۔ ذہنی الجھنوں کی وجہ سے کسی نے اُسے ہاتھ تک نہ لگایا تھا۔

تھوڑی دیر بعد میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور مارشل نے جھپٹ کر ریسیور اٹھا لیا۔

"یس۔۔ مارشل سپیکنگ"۔۔ مارشل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"الفانسن سے بات کرنی ہے"۔۔ دوسری طرف سے ایک اجنبی سی آواز سنائی دی۔

"کون صاحب بول رہے ہیں"۔۔؟ مارشل نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"یہ بھی میں الفانسن کو بتا سکتا ہوں"۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور مارشل نے ریسیور الفانسن کی طرف بڑھا دیا۔

"تمہارا فون ہے"۔۔ مارشل نے کہا۔

"ہیلو۔۔ الفانسن بول رہا ہوں"۔۔ الفانسن نے اپنی روایت کے مطابق پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"زیادہ اونچی آواز میں بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ میں مرا نہیں ہوں سمجھے۔۔ میں نے تمہارا نام لے کر ایک اطلاع ریڈ آرمی کے چیف کو دے دی تھی جس سے وہ کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکے۔۔ اس لئے میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ وہ دوبارہ تم سے رابطہ قائم کرے تو اُسے بتا دینا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا گروپ انجلو کی ایک اور رہائش گاہ

البرٹ روڈ کوٹھی نمبر ایک سو بارہ میں موجود ہے۔ گڈ بائی"۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ الفانسن نے حیرت بھرے انداز میں ریسیور رکھ دیا۔

"عجیب چکر ہے۔۔ کوئی سر پیر ہی سمجھ میں نہیں آتا"۔۔ الفانسن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کون تھا۔۔؟ اور کیا کہہ رہا تھا"۔۔؟ مارشل نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

"کوئی اجنبی آواز تھی۔۔ کہنے لگا کہ میں نے تمہارا نام لے کر ایک اطلاع ریڈ چیف کو دی تھی جس سے وہ کوئی فائدہ نہ اٹھا سکا۔ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس کا گروپ انجلو کی ایک رہائش گاہ البرٹ روڈ کوٹھی نمبر ایک سو بارہ میں موجود ہے"۔۔ الفانسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور مارشل یہ سنتے ہی بُری طرح اچھل پڑا۔

"اوہ!۔۔ بڑی اہم اطلاع ہے"۔۔ اس نے کہا اور پھر تیزی سے ریسٹ واچ کا ونڈ بٹن کھینچ لیا۔

"ہیلو۔۔ ہیلو۔۔ مارشل کالنگ نمبر ون۔ اوور"۔۔ مارشل نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس۔۔ نمبر ون اٹنڈنگ۔ اوور"۔۔ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"نمبر ون!۔۔ پیر گروپ کو فوری طور پر مسلح کر کے البرٹ روڈ کی کوٹھی نمبر ایک سو بارہ پر بھیج دو۔۔ اُسے گھیرے میں لے لیا جائے۔۔ میں وہاں پہنچ رہا ہوں۔ اوور"۔۔ مارشل نے چیختے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر! — لیکن ایکشن کیا ہوگا۔ اوور" — دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"فل سپر ایکشن۔ اوور" — مارشل نے کہا۔

"بہتر سر! — ریڈ چیف کو میں نے کنکٹ کرنے کی کوشش کی تھی مگر کمپیوٹر جواب ملا کہ وہ موجود نہیں ہیں — میں نے پیغام ٹیپ کرا دیا ہے۔ اوور" — ہمبروان نے پہلی کال کی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے — میں دیکھ لونگا — تم فوراً گروپ بھیجو اور گروپ لیڈر کو کہنا کہ وہ پی سکس پر مجھے کنکٹ کرے۔ اوور اینڈ آل" — مارشل نے کہا اور فونڈ بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

"اچھا اب میں چلتا ہوں — الرٹ روڈ خاصی دور ہے وہاں تک پہنچتے پہنچتے آدھا گھنٹہ لگ جائے گا — اگر ریڈ چیف کی کال آئے تو اسے بتا دینا کہ میں جلد ہی انہیں کامیابی کی رپورٹ کرنے والا ہوں اوکے — گڈ بائی" — مارشل نے تیز تیز لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

الفانسن خاموش بیٹھا اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ اس کے چہرے پر گومگو کی سی کیفیت ابھی تک طاری تھی۔

خوبصورت رہائشی کالونی کی ایک کوٹھی کے سامنے ویگن رک گئی۔ اینجلو نے مخصوص انداز میں پہلے تین بار اور پھر ایک ایک کر کے تین بار ہارن بجایا تو کوٹھی کے پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھلی اور ایک نوجوان نے باہر جھانکا۔ اینجلو نے گاڑی سے ہاتھ باہر نکال کر فضا میں لہرایا تو نوجوان تیزی سے کھڑکی میں غائب ہو گیا اور چند لمحوں بعد پھاٹک کھل گیا۔ اینجلو ویگن اندر لیتا چلا گیا۔

یہ ایک بہت بڑی اور وسیع کوٹھی تھی۔ لان کے درمیان سرخ بجری کی سڑک پر سے ویگن گذر کر وسیع پورچ میں جا کر رک گئی۔ برآمدے میں پانچ افراد بڑے مستعد انداز میں کھڑے تھے۔ اینجلو تیزی سے نیچے اترا تو ان پانچوں افراد نے اس کو فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

"کیتھرا! — یہ ویگن سیکرٹ سائیڈ پر پہنچا دو" — اینجلو نے ان میں سے ایک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس" ۔۔۔ ان میں سے ایک نے بڑی مستعدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اس وقت تک سیکرٹ سروس کے تمام ممبران ویگن سے باہر آ چکے تھے۔ وہ سب اس وقت برآمدے میں موجود تھے۔ تقریباً تمام ہی ممبر غور سے اردگرد اور کوٹھی کی سچویشن دیکھ رہے تھے۔

"یہ کون سی جگہ ہے" ۔۔۔ صفدر نے اینجلو سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یہ کوٹھی ہے" ۔۔۔ اینجلو نے چونک کر مڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں! یہ کوٹھی ۔۔۔ ہم اس کی سچویشن سے واقف رہنا چاہتے ہیں" صفدر نے جواب دیا۔

"یہ البرٹ روڈ کی کوٹھی ہے اس کا نمبر ایک سو بارہ ہے" ۔۔۔ اینجلو نے غور سے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔

"ڈونی! تم نے نگرانی کرنی ہے ۔۔۔ ویو ماسٹرز ریڈی رہنے چاہئیں" اینجلو نے دوسرے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر" ۔۔۔ ایک اور آدمی نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔ کیتھ پہلے ہی ویگن کو لے کر جا چکا تھا۔

"آیئے جناب" ۔۔۔ اینجلو نے اب مڑ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا جو خاموش کھڑا یہ سب کارروائی دیکھ رہا تھا۔

برآمدے سے ہو کر وہ ایک ہال کمرے میں پہنچ گئے جہاں دیواروں کے ساتھ آرام دہ صوفوں کی قطاریں موجود تھیں۔ درمیان میں میزیں پڑی ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک میز پر ٹیلیفون، جب کہ دوسری پر

میں لائنوں والا انٹرکام موجود تھا۔

"تشریف رکھیئے ۔۔۔ اور اگر آرام کرنا چاہیں تو میں آپ کو کمرے دکھا دوں" ۔۔۔ اینجلو نے کہا۔

"میں تو تھک گیا ہوں ۔۔۔ میرا خیال ہے کہ کچھ دیر آرام نہ کر لیا جائے" صفدر نے کیپٹن شکیل اور جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ان دونوں نے سر ہلا دیا۔

"او کے" ۔۔۔ اینجلو نے کہا اور اس نے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک بٹن دبا دیا۔

"کارسن! ۔۔۔ میں اینجلو بول رہا ہوں ۔۔۔ مہمانوں کو ان کے کمروں میں پہنچانے کا بندوبست کرو" ۔۔۔ اینجلو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

چند ہی لمحوں بعد دو نوجوان ہال میں داخل ہوئے۔

"آیئے جناب! ۔۔۔ ہم آپ کو کمرے دکھا دیں" ۔۔۔ ان میں سے ایک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"آپ سب آرام کریں ۔۔۔ میں ذرا اینجلو صاحب سے چونچیں لڑاؤں" عمران نے مسکراتے ہوئے صفدر اور جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے" ۔۔۔ صفدر نے جواب دیا اور پھر وہ دروازے کی طرف مڑ گیا۔ سیکرٹ سروس کے سب ممبران نے اس کی پیروی کی۔ البتہ جوزف اور جوانا کھڑے رہے۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ تم بھی آرام کرو" ۔۔۔ عمران نے جوزف اور جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس! ____ میرا کوٹہ ختم ہوگیا ہے" ____ جوزف نے ڈھیلا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

"کوٹہ ____ کیسا کوٹہ" ____ ؟ اینجلو نے چونک کر پوچھا۔

"اس کا پٹرول ختم ہوگیا ہے ____ مطلب ہے شراب" ____ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ____ ہر کمرے کی الماری میں شراب موجود ہے ____ آپ خوشی سے پی سکتے ہیں" ____ اینجلو نے خوشدلی سے کہا اور جوزف کے لٹکے ہوئے چہرے کے عضلات شراب سے بھری ہوئی الماری کا سنتے ہی تن گئے۔ آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

"کتنی بوتلیں ہیں" ____ ؟ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دس تو لازماً ہوں گی" ____ اینجلو نے کہا

"چلو چند گھنٹے تو گذر ہی جائیں گے" ____ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا

"کیا مطلب ____ ؟ چند گھنٹوں میں دس بوتلیں" ____ اینجلو نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"یہ دس سالہ منسٹر ڈو گاڑی ہے اینجلو! ____ پٹرول بہت پیتی ہے" عمران نے کہا۔

"اوہ! ____ کوئی کمی نہیں ہے ____ کم پڑ جائے تو گھنٹی بجا کر ملازم کو کہہ دینا ____ وہ دوبارہ الماری بھر دے گا" ____ اینجلو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور جوزف کی آنکھوں کی چمک اور زیادہ بڑھ گئی۔ اور وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ تمہارا آدمی جس نے پتہ پوچھا ہے ____ میرے خیال میں صفدر نام

بتایا تھا ____ یہ کیسا آدمی ہے" ____ اینجلو نے سب کے جاتے ہی عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"شریف آدمی ہے ____ غیر شادی شدہ ہے اور فی الحال شادی کرنے کا کوئی ارادہ نہیں" ____ عمران نے مسکرا کر صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"دیکھو عمران! ____ میں تمہارے آدمیوں کے متعلق کچھ نہیں کہنا چاہتا لیکن یہ صفدر صاحب مجھے مشکوک لگے ہیں" ____ اینجلو نے بھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تم نے اسے غلط نمبر اور جگہ بتائی ہے" ____ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا مطلب ____ ؟ تمہیں کیسے معلوم ہوا ____ ؟ تم تو شاید پہلی بار یہاں آئے ہو" ____ اینجلو نے حیران ہو کر پوچھا۔

"لیکن میں آنکھوں سمیت آیا ہوں ____ ایک کیفے کے بورڈ پر میں نے لی پارک پڑھ لیا تھا ____ اور اس کوٹھی پر نمبر پلیٹ بھی موجود تھی ____ بات ایک سات ہے" ____ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہاری آنکھیں واقعی کھلی ہوئی ہیں ____ بہرحال ابھی پتہ چل جائے گا ____ میں نے جان بوجھ کر یہ غلط پتہ بتلایا ہے" ____ اینجلو نے کہا، عمران نے سر ہلا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ ڈیو ماسٹرز والی ہدایات کا مطلب یہ تھا کہ البرٹ روڈ والی جگہ کو چیک کیا جاتے۔

"میرے خیال میں کچھ کھانے کا دور چل جائے ____ وہاں سے تو شاید بھاگنا پڑا۔ ورنہ میں نے وہاں انتظام کر رکھا تھا" ____ اینجلو نے عمران کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ابھی رہنے دو ۔۔۔ پہلے کچھ پروگرام بنا لیا جائے ۔۔۔ اب تم بتا
کہ عوام کو تمہاری پارٹی کے لئے کھل کر کام کرنے کے لئے کیا طریقہ
اختیار کیا جائے" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"دیکھو عمران! ۔۔۔ اصل صورت حال یہ ہے کہ یہاں کے ع
اس نظام حکومت سے بے حد تنگ ہیں ۔۔۔ لیکن وہ یہاں کے جبر
سے خوفزدہ ہیں ۔۔۔ اگر انہیں یہ احساس ہو جائے کہ ڈی۔ پی
قدر طاقت ور ہو گئی ہے کہ حکومت سے ٹکر لے سکتی ہے۔ تو لا
عوام کھلے عام اس کی حمایت میں اُٹھ کھڑے ہوں گے اور اس کے
باقی حالات ڈی۔ پی کے کارکن خود سنبھال لیں گے ۔۔۔ ہمیں صرف
بھرپور آغاز چاہیئے ۔۔۔ انجام ہم خود کر لیں گے" ۔۔۔ انجلو نے
ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ لیکن آغاز کے لئے تمہارے ذہن میں کو
منصوبہ بندی ہے" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ ایک منصوبہ ہے اگر تم کر سکو ۔۔۔ میری پارٹی تمہا
ہر ممکن امداد کرے گی" ۔۔۔ انجلو نے جواب دیا۔

"مثلاً کیا" ۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ اگر ملک کے وزیراعظم کو کابینہ سمیت ختم کر
جائے ۔۔۔ اور اس بات کا پیشگی اعلان کر دیا جائے کہ یہ کارنامہ
کا ہے تو عوام پر خاصا اثر پڑے گا" ۔۔۔ انجلو نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ جب کابینہ کی میٹنگ ہو رہی ہو تو اس
کو ہی اڑا دیا جائے" ۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ میرا بھی خیال ہے" ۔۔۔ انجلو نے جواب دیا۔

"لیکن مجھے اس سے اختلاف ہے ۔۔۔ یہ تو وحشت انگیز قسم
کی کارروائی ہے جو عوام پر مثبت کی بجائے منفی اثرات ڈالے گی" ۔
عمران نے کہا۔

"تو پھر کیا کیا جائے" ۔۔۔ انجلو نے پوچھا۔

"میرے ذہن میں ایک اور تجویز ہے ۔۔۔ ڈی۔ پی کے کارکنوں کا
ایک اجلاس بلایا جائے ۔۔۔ اس کی پوری تشہیر کی جائے اور پھر ملکی
پولیس کی طرف سے اس اجلاس پر گولی چلائی جائے ۔۔۔ اس طرح
عوام کے جذبات ڈی۔ پی کی ہمدردی میں ابھریں گے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"لیکن ایسا ناممکن ہے ۔۔۔ اجلاس تو ہو ہی نہیں سکتا۔ حکومت
برداشت نہیں کر سکتی" ۔۔۔ انجلو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو تم نے کیا سمجھا ہے کہ اجلاس ہو گا ۔۔۔ بھئی تمہیں سیاست نہیں
آتی ۔۔۔ ویسے تمہیں سیاست سیکھنے کے لئے ہمارے ملک میں ریفریشر
کورس کرنا چاہیئے" ۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا

"کیا مطلب ۔۔۔ اجلاس نہیں ہو گا تو پھر گولی کس پر چلے گی" ۔۔۔
انجلو کی آنکھوں میں شدید حیرت تھی۔

"بھئی اجلاس فرضی ہو گا ۔۔۔ اور گولی ہم چلائیں گے ۔۔۔ البتہ
ایک عمارت تباہ کرنی پڑے گی" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تم چلاؤ گے گولی! ۔۔۔ لیکن تم تو پولیس کی بات کر رہے تھے" ۔۔۔
انجلو واقعی سیدھا آدمی تھا۔

"پولیس کا میک اپ نہیں کیا جا سکتا" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے

ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا — کمال ہے — بڑی شاندار ترکیب ہے۔ لیکن اس ڈرامے کی قلعی کھل جائے گی — کیونکہ کوئی آدمی مرے گا تو نہیں۔ یہاں کے پولیس رپورٹر بڑے تیز ہیں" — اینجلو نے کہا۔

"ہمیں تو صرف آغاز کرنا ہے — انجام یہاں کی پولیس خود ہی کرے گی۔ — تم دیکھنا کیا ہوتا ہے۔ بس تم ہمارے لئے میک اپ کا سامان — یہاں کی پولیس کی وردیوں — اور کسی ایسی عمارت کا بندوبست کرو۔ جسے تباہ کیا جا سکے" — عمران نے کہا۔

"وہ تو ہو جائے گا — لیکن اس کی تشہیر بھی تو کرنی پڑے گی" — اینجلو نے اُلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں ہاں — پوسٹر چھپوا لو — اور راتوں رات پورے شہر میں لگوا دو۔ یہ کام تو کر لو گے" — عمران نے کہا۔

"ہاں! — یہ ہو سکتا ہے — ٹھیک ہے میں آج شام کو تمام پروگرام سیٹ کر کے بتا دوں گا" — اینجلو نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اُسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اینجلو نے اٹھ کر ٹیلیفون کا رسیور اٹھا لیا۔

"کارسن بول رہا ہوں جناب! — ویو ماسٹرز پر انتہائی خوفناک حملہ کیا گیا ہے — چند لمحے پہلے پوری عمارت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی ہے۔ حملہ کرنے والے اجنبی تھے ان کی تعداد بیس تھی۔ — انہوں نے پہلے عمارت کو گھیرے میں لیا اور پھر بموں کی خوفناک بارش کر دی" — دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ بے حد تیز تھا۔ یوں

لگتا تھا جیسے وہ پُرجوش ہونے کی بجائے خوفزدہ ہو۔

"ٹھیک ہے — مجھے پہلے سے خدشہ تھا" — اینجلو نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور رسیور ایک جھٹکے سے رکھ دیا۔ اس کا چہرہ بُری طرح چمک رہا تھا۔

"اب تم کہو گے کہ تمہارا آدمی غداری نہیں کر رہا" — اینجلو نے مڑتے ہوئے انتہائی تلخ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ صفدر غدار ہے" — عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"بالکل — اب تو کسی شک کی گنجائش باقی نہیں رہی" — اینجلو نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"تمہاری صلاحیتوں سے میں بہت مایوس ہوا ہوں اینجلو — تم میرے ساتھی پر غداری کا الزام لگا رہے ہو — حالانکہ صورت حال بالکل اس کے برعکس ہے" — عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر چٹانوں کی سی سنجیدگی تھی۔

"کیا مطلب — ؟ تم کہنا کیا چاہتے ہو" — ؟ اینجلو نے چونک کر پوچھا۔

"تمہارا اپنا کوئی ساتھی غداری کر رہا ہے — اس کا پتہ کرو کہ وہ کون ہے" — عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا بات کر رہے ہو — میرا کوئی ساتھی اس وقت کے بعد یہاں سے گیا ہی نہیں — جبکہ میں نے صفدر کو البرٹ روڈ کا پتہ بتایا تھا" — اینجلو نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ذرا اپنے کوٹ کی اوپر والی چھوٹی جیب میں ہاتھ ڈالو" ——
نے یوں کہا جیسے مداری تماشہ دکھاتے وقت کسی تماشائی کی جیب
چیزیں برآمد کراتے ہیں۔
"کیا ہے جیب میں" —— ؟ اینجلو نے چونک کر کہا اور سا[…]
اس نے جیب میں دو انگلیاں ڈالیں اور دوسرے لمحے وہ بُری […]
چونک پڑا۔ اس کا چہرہ سُرخ ہو گیا۔ اس نے تیزی سے کوئی چیز
کی مدد سے نکالی تو ایک چھوٹا سا بٹن نما ایک آلہ اس کے ہاتھ میں
جس کے ایک کونے میں باریک سی لائٹ جل بجھ رہی تھی۔
اینجلو نے یوں اس بٹن نما آلے کو ایک طرف پھینکا جیسے اس
ہاتھ پر بچھو چڑھ آیا ہو۔
عمران مسکرا کر آگے بڑھا اور اس نے اپنا بوٹ اس آلے پر رکھ
ٹانگ کو حرکت دی۔ کڑک کی آواز نکلی اور عمران نے جب بوٹ ہٹایا
وہ آلہ ٹوٹ پھوٹ چکا تھا۔ اس میں سے دھاگے سے بھی باریک
اور چھوٹے چھوٹے ٹرانسمیٹر باہر نکلے پڑے تھے۔
"کٹک —— کٹک —— کیا مطلب —— آخر یہ کیا ہے —— یہ ا[…]
یہ میری جیب میں کیسے پہنچا" —— اینجلو نے بوکھلائے ہوئے اند[…]
میں کہا۔
"اسے سائنسی زبان میں ٹیکنو لائمز کہتے ہیں اینجلو صاحب! ——
یہ گفتگو کو ایک سو کلو میٹر کے اندر موجود رسیور تک پہنچا دیتے ہیں" ——
عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"لیکن تم نے کیسے اندازہ لگایا کہ یہ میری جیب میں ہے" —— ا[…]

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"ابھی ابھی مجھے پتہ چلا ہے جب تم میرے قریب والے صوفے پر بیٹھے ہو تو تمہارے جھکنے کی وجہ سے تمہاری جیب میں سے جلتی ہوئی لائٹ مجھے نظر آ گئی تھی —— اور یہ ساری شرارت تمہارے ساتھی ایشلم کی معلوم ہوتی ہے" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"لیکن ایشلم سے اس کا کیا تعلق —— ؟ ایشلم تو میرا نمبر ٹو ہے۔ وہ میرا سب سے بااعتماد ساتھی ہے" —— اینجلو نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔
"مجھے اندازہ ہے۔ اسی لئے تو میں نے ایشلم کا نام لیا ہے —— وہ شخص تم سے زیادہ ذہین نظر آتا ہے —— وہ یقیناً ڈبل چال کھیل رہا ہے۔ اس کا مقصد تمہیں راستے سے ہٹا کر ڈی۔ پی کی سربراہی حاصل کرنا ہے —— اور ہو سکتا ہے کہ وہ حملہ آوروں کو بھی کسی خفیہ نام سے اطلاعات مہیا کر رہا ہو —— بہرحال ایشلم کا خیال مجھے اس لئے آیا ہے کہ تم نے بتایا تھا کہ اس کوٹھی کا علم سوائے تمہارے اور کسی کو نہیں ہے —— اس لئے ایشلم اس کوٹھی کا محل وقوع نہ جانتا تھا۔ چنانچہ جب تم نے البرٹ روڈ والی کوٹھی کا پتہ صفدر کو بتایا جو یقیناً تمہارا کوئی دوسرا الوائنٹ ہو گا تو اس نے وہی پتہ آگے پہنچا دیا اور ایشلم کے علاوہ اور کوئی شخص تمہارے اس قدر نزدیک نہیں آ سکتا کہ وہ تمہاری جیب میں ٹیکنو لائمز پہنچا سکے —— کیا اتنے دلائل کافی ہیں یا کچھ اور بھی بتاؤں" —— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
"لیکن ایشلم تو تمہیں ایئرپورٹ سے لینے گیا تھا —— وہ چاہتا تو

وہیں ایئرپورٹ پر ہی تمہیں گرفتار کرا سکتا تھا" ــــــ اینجلو نے ڈھیلے لہجے میں کہا۔

"میں نے پہلے کہا ہے کہ وہ مجھے تم سے زیادہ ذہین نظر آتا ہے۔ ایئرپورٹ پر پکڑنے کی صورت میں وہ خود بھی ریڈ آرمی کے سامنے آجاتا اور ظاہر ہے ریڈ آرمی، ڈی۔پی کے کسی آدمی کا وجود برداشت نہیں کرسکتی ــــ چاہے وہ ان کا مخبر ہی کیوں نہ ہو ــــ اور دوسری بات یہ کہ اس کا مقصد صرف ہمیں مروانا یا گرفتار کرانا نہیں ــــ بلکہ وہ تمہیں بھی ساتھ ہی راستے سے ہٹانا چاہتا ہے۔ اسی لئے اس نے پہلے والے پوائنٹ پر ہمیں چھوڑ کر جانے کے بعد اطلاع دی ہوگی اور پھر ہمارے وہاں سے نکل آنے کے بعد جو پتہ تم نے صفدر کو بتایا وہی اس نے بتا دیا ہوگا" ــــــ عمران نے کہا۔

"تمہاری باتیں دل کو لگتی ہیں ــــ میں اسلحہ کا بندوبست کرلونگا میں معذرت خواہ ہوں کہ میں نے تمہارے ساتھی پر شک کیا ــــ لیکن اب ہمارا پروگرام تو آؤٹ ہوچکا ہے کیونکہ اس وقت تو کسی کو اس ٹیکنو لانسز کا علم ہی نہ تھا ــــ کیا اب نئے سرے سے منصوبہ بندی کی جائے" ــــــ اینجلو نے بڑے ڈھیلے انداز میں کہا۔

"بس تم اتنا کرو کہ جو فہرست میں تمہیں دوں اس کے مطابق سامان مہیا کردو اور پھر تماشہ دیکھتے رہو ــــ باقی کام ہم خود کرلیں گے ــــ جب کھیر پک جائے گی تو ہم ہنڈیا تمہارے حوالے کر کے واپس چلے جائیں گے ــــ تم اطمینان سے بیٹھے کھیر چاٹتے رہنا" ــــــ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ اب مجھے یقین ہوگیا ہے کہ تم لوگ ہم سے کہیں آگے ہو ــــ تم وہ کچھ کرسکتے ہو جس کے بارے میں ہم سوچ بھی نہیں سکتے ــــ تم جو کچھ بھی کہو، میں کرنے کو تیار ہوں" ــــــ اینجلو نے کہا۔

"فی الحال تو میں آرام کرنا چاہتا ہوں ــــ شام کو ملاقات ہوگی تو میں تمہیں فہرست دونگا۔ اس کے بعد باقی پروگرام بنالیں گے ــــ میں اب جلد از جلد کارروائی کا آغاز کرنا چاہتا ہوں" ــــــ عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ــــ آؤ میں تمہیں تمہارے کمرے تک پہنچا دوں۔ اس کے بعد میں نے اسلحہ کا بھی پتہ کرنا ہے" ــــــ اینجلو نے کہا۔

"یہاں سے کہیں دور جا کر پتہ کرنا ــــ اور سنو ــــ اب تم مستقل یک اپ میں رہو گے ــــ یا چھپے رہو گے ــــ ورنہ ریڈ آرمی اب براہِ راست تم پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرے گی" ــــــ عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا اور اینجلو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی کرسی پر بیٹھے ہوئے مارشل نے چونک کر رسیور اٹھالیا۔ اس کے سامنے موجود میز پر تین رنگوں کے ٹیلیفون سیٹ پڑے ہوتے تھے اور یہ گھنٹی سرخ رنگ کے ٹیلیفون سیٹ کی تھی۔ چونکہ اس ٹیلیفون سیٹ کا تعلق براہ راست ریڈ آرمی کے سربراہ ریڈ چیف سے تھا اس لئے مارشل نے رسیور اٹھانے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہ لگائی تھی۔

"ہیلو مارشل سپیکنگ" ۔۔۔ مارشل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مارشل! ۔۔۔ کیا پراگریس ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے ریڈ چیف کی کرخت آواز سنائی دی۔

"سر! ۔۔۔ البرٹ روڈ کی کوٹھی والا چھاپہ تو ناکام رہا ۔۔۔ وہ کوٹھی تو بالکل خالی پڑی ہوئی تھی ۔۔۔ میں نے آپ کو فوری طور پر رپورٹ دی تھی" ۔۔۔ مارشل نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ میں نے تمہارا پیغام سن لیا تھا ۔۔۔ میں نے الفاتن سے بھی بات کی ہے ۔۔۔ صورت حال انتہائی پیچیدہ ہو گئی ہے ۔۔۔ آخر وہ کون ہے جو الفاتن کے نام کو اس طرح استعمال کر رہا ہے۔ اس کی پہلی اطلاع تو درست تھی ۔۔۔ ہمارا چھاپہ ہی ناکام رہا۔ لیکن دوسری اطلاع بوگس ثابت ہوئی۔ اس کے بعد اس کی طرف سے مکمل خاموشی طاری ہے اور ایخلو اور پاکیشیا سیکرٹ سروس گدھے کے سر سے سینگ کی طرح غائب ہو چکے ہیں" ۔۔۔ ریڈ چیف نے کرخت لہجے میں کہا۔

"میرے آدمی پورے ایریئے میں پھیلے ہوئے ہیں جناب! ۔۔۔ ہم ہر ایسے مشکوک افراد کو بڑی باقاعدگی سے چیک کر رہے ہیں۔ جلد ہی ہمیں کوئی نہ کوئی کلیو مل جائے گا" ۔۔۔ مارشل نے کہا۔

"تم کلیو ڈھونڈتے رہو ۔۔۔ یہاں ایک اور مسئلہ کھڑا ہو گیا ہے۔ آج شہر میں ہر جگہ بڑے بڑے پوسٹر لگے ہوئے نظر آتے ہیں جن میں یہ اطلاع دی گئی ہے کہ ڈیموکریٹک پارٹی کا ایک اجلاس کریب [illegible] میں ہونے والا ہے جس میں ملک کے جابرانہ نظام کو بدلنے کے لئے پالیسی طے کی جائے گی تاکہ کاسٹریا کے عوام کو اس جابرانہ اور [illegible] نظام سے نجات دلائی جا سکے" ۔۔۔ ریڈ چیف نے کہا۔

"کیا مطلب ۔۔۔؟ ڈی۔ پی اتنی جرأت کیسے کر سکتی ہے کہ وہ کھلے عام اجلاس کرے ۔۔۔ یہ کوئی نیا چکر معلوم ہوتا ہے" ۔۔۔ مارشل نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"یہی بات تو سوچنے کی ہے کہ انہوں نے نہ صرف پوسٹر لگا دیئے

ہیں ـــــ بلکہ اجلاس کے لئے عمارت کا بھی اعلان کر دیا ہے ـــ کے اس اعلان نے عوام کے باغی عناصر کو بات کرنے کا موقع مہیا ہے ـــ اور میری رپورٹ کے مطابق آج پورے ملک میں اس پر تبصرے ہو رہے ہیں ـــ اگر یہ اجلاس ہو گیا تو حکومت کے انتہائی پریشانیاں کھڑی ہو سکتی ہیں ـــ صدر مملکت اور بار عہدیدار سخت تشویش میں مبتلا ہیں" ـــ ریڈ چیف نے کہا۔

"لیکن سر! ـــ یہ کیسے ممکن ہے کہ وہ اس طرح اعلان باقاعدہ اجلاس کریں ـــ میرے خیال میں یہ حکومت کے خلاف نفسیاتی حربہ استعمال کیا گیا ہے ـــ بہرحال اگر آپ کہیں تو اس عمارت کی نگرانی شروع کرا دیتا ہوں" ـــ مارشل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــ اسی لئے میں نے تمہیں فون کیا ہے ـــ تم اس عمارت کی مکمل نگرانی کرو ـــ پالیسی یہ طے ہوئی ہے کہ ہم فی الحال پولیس کو استعمال نہیں کریں گے ـــ جب تک یہ بات طے نہ ہو کہ واقعی وہاں اجلاس ہو رہا ہے یا ہونے والا ہے" ـــ ریڈ چیف نے کہا۔

"بہتر سر! ـــ میں ایسا ہی کرتا ہوں ـــ بلکہ میں خود ہی کریپ کو چیک کروں گا۔ اور اگر ایسے کسی اجلاس کے آثار مجھے نظر آئے میں آپ کو فوری رپورٹ کر دوں گا" ـــ مارشل نے جواب دیا۔

"او کے" ـــ دوسری طرف سے ریڈ چیف نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ مارشل نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور

کریڈل پر رکھا۔ وہ چند لمحے بیٹھا کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے سامنے پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر دبا دیا۔

"یس سر" ـــ دوسری طرف سے ایک زنانہ آواز سنائی دی۔

"مارگریٹ! ـــ بوچر کو فوراً میرے پاس بھیجو" ـــ مارشل نے سخت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک دبلا پتلا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کی آنکھیں اس کے چہرے کی مطابقت سے بڑی اور خاصی سرخ نظر آ رہی تھیں۔ ٹھوڑی پتلی اور لمبی تھی جس سے اس کی عیارانہ طبیعت بخوبی آشکار ہو رہی تھی۔

"یس سر" ـــ آنے والے نے میز کے قریب پہنچ کر بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"بیٹھو بوچر" ـــ مارشل نے قدرے سخت لہجے میں سامنے پڑی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور بوچر خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کا چہرہ ہر قسم کے تاثرات سے عاری اور بالکل سپاٹ نظر آ رہا تھا۔

"کریپ ہاؤس دیکھا ہوا ہے" ـــ مارشل نے پوچھا۔

"یس سر! ـــ وائٹ روڈ پر واقع ایک وسیع و عریض عمارت ہے ـــ جس میں بلائنڈ ایسوسی ایشن کا دفتر اور ورکشاپ ہے" ـــ بوچر نے سر ہلاتے ہوئے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"تم اپنے سیکشن کے دس افراد کو ہمراہ لے کر وہاں پہنچو۔ اور اس عمارت کی چاروں طرف سے نگرانی کرو ـــ ڈی۔ پی نے وہاں

اپنے اجلاس کا اعلان کیا ہے" ـــــ مارشل نے کہا۔

"یس سر! ـــ میں نے پوسٹر پڑھا ہے ـــ پورے شہر میں اس خبر سے متعلق چرچے ہو رہے ہیں" ـــ بوچر نے جواب دیا۔

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے۔ یہ کوئی گہری چال معلوم ہوتی ہے ـــ تم نے وہاں اس انداز میں نگرانی کرنی ہے کہ کسی کو وہاں تمہارے یا تمہارے ساتھی کے وجود کا احساس نہ ہو سکے ـــ میں خود بھی وہاں راؤنڈ لگاؤں گا اگر تمہیں اس عمارت میں کوئی مشکوک آدمی نظر آتے تو تم اُسے اغوا کر کے ہیڈ کوارٹر بھیج سکتے ہو ـــ یا غیر معمولی حالات کی صورت میں ڈائریکٹ ایکشن بھی لے سکتے ہو" ـــ مارشل نے اُسے ھدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر! ـــ میں سمجھ گیا ـــ حکم کی تعمیل ہوگی" ـــ بوچر نے اثبات میں سر ھلاتے ہوئے جواب دیا۔

"بس تم اب جا سکتے ہو" ـــ مارشل نے کہا اور بوچر اٹھ کر واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

مارشل چند لمحے بیٹھا سوچتا رہا۔ پھر اس نے نیلے رنگ کے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"یس الفائن کلب" ـــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"الفائن سے بات کراؤ ـــ میں مارشل بول رہا ہوں" ـــ مارشل نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر! ـــ ہولڈ کیجئے" ـــ کلب کے آپریٹر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہیلو! ـــ الفائن بول رہا ہوں" ـــ چند لمحوں بعد ہی الفائن کی بھاری آواز سنائی دی۔

"الفائن! ـــ میں مارشل بول رہا ہوں ـــ تمہیں اس اجنبی کی طرف سے دوبارہ کوئی اطلاع تو نہیں ملی" ـــ؟ مارشل نے پوچھا۔

"نہیں! ـــ ایسی کوئی اطلاع نہیں ہے ـــ تمہارا وہ چھاپہ کیسا رہا" ـــ؟ الفائن نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ ناکام رہا ہے ـــ ہمیں ڈاج دیا گیا تھا۔ وہ کوٹھی خالی پڑی ہوئی تھی ـــ اچھا یہ بتاؤ کہ ریپ ہاؤس کس کی ملکیت ہے" ـــ؟ مارشل نے پوچھا۔

"کریپ ہاؤس! ـــ کیوں ـــ کیا مطلب ـــ کیا بات ہے" ـــ؟ الفائن نے چونک کر پوچھا۔

"آج مجرم وہاں ڈیموکریٹک پارٹی کا اجلاس کرنا چاہتے ہیں ـــ انہوں نے اس کا اعلان باقاعدہ پوسٹروں کے ذریعے کیا ہے" ـــ مارشل نے کہا۔

"اوہ اچھا! ـــ مجھے بھی اطلاع ملی تھی ـــ لیکن میں نے سمجھا کہ شاید اس پارٹی کو حکومت نے بحال کر دیا ہے۔ لیکن اس طرح مجرم کیا مقصد حاصل کر سکتے ہیں" ـــ؟ الفائن نے پوچھا۔

"جہاں تک میں سمجھا ہوں پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں ڈیموکریٹک پارٹی کی مدد کرنے آئی ہے تاکہ اُسے با اثر بنا کر کاسٹریا کی حکومت کا تختہ اُلٹ دیا جائے ـــ بلکہ یہاں کا نظام بھی بدل دیا جائے" ـــ مارشل نے جواب دیا۔

"لیکن وہ اس طرح کھلا اجلاس کیسے کر سکتے ہیں ـــــ؟ یہاں تو کم از کم ایسا کرنا کھلی حماقت کے سوا اور کچھ نہیں" ـــــ الفانسو نے کہا۔

"میں نے بھی یہی سوچا تھا کہ یہ حماقت ہے ـــــ لیکن اب میں سوچ رہا ہوں کہ شاید وہ بات نہ ہو، جو ہم سوچ رہے ہیں۔ کوئی گہری چال چلی جا رہی ہے ـــــ اس لئے میں نے کریپ ہاؤس کے مالک کا پوچھا ہے ـــــ کیونکہ یہ سوچنے والا سوال ہے کہ آخر کریپ ہاؤس کو ہی کیوں منتخب کیا گیا ہے" ـــــ مارشل نے کہا۔

"اب تم سے کیا چھپانا ـــــ کریپ ہاؤس میری ہی ملکیت ہے لیکن فرضی نام سے" ـــــ الفانسو نے جواب دیا۔

"کیا مطلب ـــــ؟ تمہارا اس سے کیا تعلق ہو سکتا ہے ـــــ وہاں تو اندھوں کی سوسائٹی کا دفتر اور ورکشاپ ہے" ـــــ مارشل نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"یہ سب کچھ ڈھونگ ہے مارشل! ـــــ اس عمارت کے نیچے وسیع تہہ خانے ہیں جہاں میرا منشیات کا سٹور ہے" ـــــ الفانسو نے جواب دیا۔

"اوہ! ـــــ تو پھر کریپ ہاؤس کو اجلاس کے لئے منتخب کرنے کا کیا مقصد ـــــ؟ کیا انہوں نے تم سے اجازت لے کر اجلاس کا اعلان کیا ہے" ـــــ؟ مارشل نے پوچھا۔

"مجھ سے بھلا کیسے اجازت لیتے ـــــ میرا تو ظاہر میں کہیں نام ہی نہیں ہے ـــــ میرے وکیلوں کے علاوہ تم اس دنیا میں دوسرے فرد ہو جسے میں نے یہ بات بتائی ہے" ـــــ الفانسو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر جب تمہیں کریپ ہاؤس کے بارے میں اطلاع ملی تو پھر تمہارا کیا ردعمل ہوا" ـــــ؟ مارشل نے پوچھا۔

"میں نے اپنے آدمیوں کو حکم دے دیا ہے کہ کریپ ہاؤس میں کسی قسم کا کوئی اجلاس منعقد نہ ہونے دیا جائے ـــــ اس کے سوا میں اور کیا کر سکتا تھا" ـــــ الفانسو نے جواب دیا۔

"اچھا ٹھیک ہے ـــــ میں دیکھ لوں گا ـــــ گڈ بائی" ـــــ مارشل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔ اور خود اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر ایک نئے فیصلے کی سرخی چھائی ہوئی تھی۔

کریمپ ہاؤس سے کافی فاصلے پر ایک نوتعمیر شدہ عمارت میں اس وقت عمران اور ساتھی موجود تھے۔ ان سب نے میک اپ کر کے مقامی روپ اختیار کر لیا تھا۔ ان کے جسموں پر مقامی پولیس کی وردیاں تھیں۔ پولیس کی ہی دو بند جیپیں عمارت کے کمپاؤنڈ میں کھڑی تھیں جوزف اور جوانا وہاں موجود نہ تھے انہیں عمران نے وہیں رہائش گاہ پر ہی چھوڑ دیا تھا۔

"آخر اس اندھے اقدام کا مقصد کیا ہے ـــــ؟" جولیا نے منہ سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت لیڈی انسپکٹر کے میک اپ اور لباس میں تھی۔

"ہم صرف حکومت کو ایک شاکنگ ٹارچر دینا چاہتے ہیں اور بس" ـ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میری سمجھ میں تو یہ سارا کیس ہی نہیں آیا ـــ ہم کوئی ٹھوس اقدا

کرنے کی بجائے اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتے پھر رہے ہیں" تنویر نے خشک لہجے میں کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے ـــ کیا کیا جائے ـــــ؟" عمران نے پوچھا۔

"اس ملک میں ہنگامے برپا کر دیئے جائیں ـــــ زوردار قسم کی تباہی مچائی جائے۔ اس طرح تو شاکنگ ٹارچر حکومت کو مل سکتا ہے ـــــ اجلاس کا ڈھونگ رچانے اور پھر پولیس کی وردیوں میں ہوائی فائرنگ کر کے فرار ہو جانے سے کیا ہوگا" ـــــ تنویر نے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران یا کوئی دوسرا بولتا، اچانک عمران کی جیب سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں اور عمران نے جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا ٹرانسیٹر باہر نکال لیا۔ ٹوں ٹوں کی آوازیں اسی میں سے نکل رہی تھیں۔ عمران نے اس کے کونے میں موجود ایک بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ـــ ہیلو ـــ ایس۔ ٹی کالنگ۔ اوور" ـــــ ٹرانسیٹر کا بٹن دبتے ہی اس میں سے ایک آواز نکلی۔

"یس ا ـــ ڈبل ایس۔ ٹی اٹنڈنگ۔ اوور" ـــــ عمران نے جواب دیا۔ یہ کوڈ عمران نے اینجلو اور اس کے آدمیوں کے ساتھ رہائش گاہ سے چلتے ہوئے طے کیا تھا۔

"کریمپ ہاؤس کے گرد مشکوک افراد نگرانی کر رہے ہیں ـــ ان کی نگرانی کرنے کا انداز بڑا ماہرانہ ہے اس لئے یقین کیا جا سکتا ہے کہ ان کا تعلق ریڈ آرمی سے ہوگا۔ اوور" ـــــ بولنے والے کی مدھم سی آواز سنائی دی۔ یہ اینجلو کا اسسٹنٹ آرتھر تھا جسے عمران نے اپنی

روانگی سے پہلے کچھ ہدایات دے کر بھیجا تھا۔

"گڈ لک ۔۔۔ اب تم ایسا کرو کہ ترکیب نمبر ایک پر عمل شروع کر دو ۔۔۔ ہم پانچ منٹ بعد یہاں سے چل پڑیں گے۔ اوور" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر! ۔۔۔ میں نے اس کا انتظام پہلے ہی کر لیا ہے جی۔ اوور" ۔۔۔ آرتھر نے جواب دیا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے اسے جیب میں ڈال لیا۔

"چلو بھئی اب شاٹنگ مارچ کا آغاز کیا جائے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور کمپاؤنڈ میں کھڑی جیپوں کی طرف بڑھنے لگے۔

"ہم نے یہی کرنا ہے کہ کریپ ہاؤس تک پہنچنے والے ہجوم پر ہوائی فائرنگ کرنی ہے ۔۔۔ اور جب سب لوگ ادھر اُدھر دوڑ کر غائب ہو جائیں تو ہم نے بھی وردیاں اتار کر ادھر اُدھر بکھر جانا ہے" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ بالکل ٹھیک سمجھے ہو" ۔۔۔ عمران نے جیپ میں سوار ہوتے ہوئے کہا۔

صفدر دوسری جیپ میں بیٹھ گیا۔ عمران کے ساتھ جولیا، تنویر اور کیپٹن شکیل تھے۔

چند لمحوں بعد دونوں جیپیں عمارت سے باہر آئیں اور پھر خاصی تیز رفتاری سے اس طرف کو بڑھنے لگیں جدھر کریپ ہاؤس واقع تھا۔ سڑک پر معمول کے مطابق آمد و رفت جاری تھی۔ چند لمحوں بعد انہیں دور سے ہی گہرے نیلے رنگ کی وسیع عمارت جسے کریپ ہاؤس کہا جاتا تھا

نظر آنے لگی۔ ایکسٹو نے پہلے ہی اس کے متعلق پوری تفصیل انہیں سمجھا دی تھی۔ اس لئے اس کے پہچاننے میں انہیں کوئی دقت نہ ہوئی۔

ابھی ان کی جیپیں عمارت کے قریب نہ پہنچی تھیں کہ اچانک عمارت سے کچھ فاصلے سے "حکومتی نظام مردہ باد ۔۔۔ ڈیموکریٹک پارٹی زندہ باد" کے زوردار نعروں سے فضا گونج اٹھی اور پھر ساٹھ ستر افراد ارد گرد کی گلیوں سے نعرے لگاتے ہوئے نکلتے دکھائی دیئے۔ ان سب کا رُخ کریپ ہاؤس کی طرف ہی تھا۔

ان آدمیوں کے نظر آتے ہی عمران نے تیزی سے ایک طرف جیپ روکی اور اچھل کر نیچے اتر آیا۔ اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی۔ اور چند لمحوں بعد فضا سٹین گنوں کی مسلسل فائرنگ سے گونج اٹھی۔ یہ تمام فائرنگ عمران کے ساتھیوں کی طرف سے کی گئی تھی۔ گو ان کی سٹین گنوں کا رُخ آسمان کی طرف تھا اور وہ فائرنگ کرتے ہوئے تیزی سے ادھر اُدھر چھپتے چلے گئے۔

دوسرے لمحے فضا انسانی چیخوں سے گونج اٹھی۔ یوں لگتا تھا جیسے گولیاں مظاہرہ کرنے والے افراد کے جسموں پر پڑ رہی ہوں۔ لیکن چند ہی لمحوں میں وہ ساٹھ ستر افراد یوں دوبارہ گلیوں میں غائب ہو گئے جیسے ان کا کبھی وجود ہی نہ رہا ہو۔

عمران اور اس کے ساتھی بھی تیزی سے ارد گرد کی عمارتوں کی اوٹ میں ہو گئے۔ عمران اکیلا ایک گلی میں دوڑتا گیا۔ یہ ایک تنگ سی گلی تھی۔ اس نے سٹین گن گلی کے کونے میں موجود کوڑا کرکٹ کے ڈرم میں اچھال دی۔ اور پھر بھاگتے بھاگتے اس نے اپنے جسم پر پہنی ہوئی پولیس

یونیفارم کی قمیض اتاری اور اس کا گولہ بنا کر ایک مکان کی چار دیواری کے اندر اچھال دیا۔ اس کے بعد وہ تیزی سے ایک برآمدے کے ستون کی آڑ میں رکا۔ اس نے بڑی پھرتی سے یونیفارم پتلون اتار دی اور اسے لپیٹ کر ایک دکان کے چھجے کے اوپر اچھال دیا۔ اب اس نے نیچے عام سے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور وہ دوڑتا ہوا واپس سڑک پر آیا تو پوری سڑک سنسان پڑی ہوئی تھی۔ البتہ ارد گرد رہنے والے لوگ گلیوں کے کناروں پر موجود تھے اور اپنی اپنی عمارتوں کے دروازوں پر اکٹھے تھے۔

ابھی لمحے دور سے پولیس گاڑیوں کے مخصوص سائرن سنائی دینے لگے تو وہاں موجود افراد انتہائی تیزی سے بکھرنے لگے۔ عمران نے بھاگ کر سڑک کراس کی اور سامنے موجود ایک چھوٹی سی عمارت کی پشت کی طرف آ گیا۔ ادھر ایک پتلی سی گلی سڑک کے متوازی موجود تھی عمران بڑی پھرتی سے آگے بڑھا اور پھر اس گلی میں کھلنے والے دروازے کے ساتھ چمٹ کر کھڑا ہو گیا۔ یہاں چونکہ خاصا اندھیرا تھا اس لئے اس کا خیال تھا کہ وہ یہاں رک کر صورت حال کا جائزہ لے گا۔ لیکن جیسے ہی اس کا جسم دروازے سے ٹکرایا، عمران گرتے گرتے بچا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا۔ وہ تین چار افراد کے سخت ہاتھوں میں جھول رہا تھا اسے اٹھا کر زمین پر پٹخا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے دونوں ہاتھ پشت کے بل کر کے اس کی کلائیوں میں کلپ ہتھکڑی جکڑ دی گئی اور دوسرے لمحے اسے اٹھا کر کھڑا کر دیا گیا۔

"اسے یہیں روکو۔ مجھے یہ مشکوک نظر آتا ہے۔ میں باہر کی

صورت حال دیکھ لوں"۔۔۔ ایک کرخت آواز سنائی دی اور پھر عمران نے ایک سڈول جسم کے مالک نوجوان کو بھاگ کر اس دروازے سے باہر جاتے ہوئے دیکھا۔

"ادھر چلو۔۔۔ خبردار اگر غلط حرکت کی تو گولی مار دیں گے"۔۔۔ تین چار ہٹے کٹے باکسر نما آدمیوں نے اسے ایک طرف گھسیٹتے ہوئے کہا۔

"ارے مجھے کیوں پکڑ لیا ہے۔۔۔ میں تو بیکری کا مالک ہوں۔۔۔ پولیس فائرنگ سے ڈر کر بھاگا ہوں"۔۔۔ عمران نے بڑے خوفزدہ اور عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"خاموش رہو۔۔۔ اب اگر آواز نکالی تو آنتیں باہر نکال دوں گا"۔ ایک نے غرا کر کہا اور عمران خاموش ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اسے ریڈ آرمی کے آدمیوں نے پکڑ لیا ہے۔ کیونکہ اسے پکڑنے والوں نے جس مہارت اور پھرتی کا مظاہرہ کیا تھا وہ عام پولیس کے سپاہیوں کے بس کی بات نہ تھی۔

عمران نے دیکھا کہ یہ ایک چھوٹا سا مکان تھا جس میں چار افراد موجود تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہی سڈول جسم والا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ سرخ تھا۔ البتہ آنکھوں سے حیرت اور تعجب کے آثار نمایاں تھے

"کیا ہوا باس"۔۔۔ ایک نے اس نوجوان سے پوچھا۔

"انتہائی حیرت انگیز۔۔۔ وہ نقلی پولیس اور مظاہرین سب غائب ہو گئے ہیں۔۔۔ ارے ہاں!۔۔۔ یہ آدمی کون ہے۔ اس کی تلاشی لی"۔۔۔ باس نے عمران کے قریب پہنچ کر اسے غور سے دیکھتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

"تلاشی نہیں لی باس" ——— ان سب نے چونک کر کہا اور پھر انہوں نے عمران کی جیبوں کی تلاشی لینی شروع کر دی لیکن ظاہر ہے ان جیبوں میں کچھ ہوتا تو ملتا۔ وہ ٹرانسمیٹر بھی پولیس وردی سمیت مکان کے اندر پہنچ گیا تھا۔

"جیبیں خالی ہیں جناب" ——— تلاشی لینے والے نے اعلان کیا۔

"کون ہو تم ——— اور یہاں کیوں چھپ رہے تھے" ——— نوجوان نے کرخت لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میرا نام آرتھر ہے جناب! ——— میری یہاں بکری ہے ——— میں فائرنگ سے خوفزدہ ہو کر بھاگا اور یہاں آ گیا ——— مگر یہاں آپ نے پکڑ لیا" ——— عمران نے سہمے سے لہجے میں کہا۔

"نمبرون! ——— اسے چھوڑ دو ——— یہ کوئی بے ضرر سا شہری معلوم ہوتا ہے" ——— نوجوان باس نے عمران کے قریب کھڑے ہوئے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بہتر باس ——— جیسے حکم" ——— نمبرون نے جواب دیا اور پھر اس نے عمران کے پشت پر بندھے ہوئے ہاتھوں میں سے کپ ہتھکڑی کھول دی۔

"چلو بھاگ جاؤ" ——— نمبرون نے عمران کو دھکا دیتے ہوئے کہا۔

"جی ——— بہت بہت مہربانی جناب" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف چل پڑا۔ اس نے دروازہ کھولا اور باہر گلی میں آ گیا۔

گلی سنسان پڑی ہوئی تھی۔ باہر آتے ہی عمران تیزی سے مڑا اور

پھر ذرا سا آگے جا کر وہ دائیں طرف مڑ گیا۔ یہ بھی ایک سائیڈ سٹریٹ تھی لیکن یہ گلی آگے جا کر بند ہو گئی تھی۔ لیکن عمران چونکہ دیر تک اس عمارت میں رہا تھا اس نے اس دوران اس کا محل وقوع اچھی طرح جانچ لیا تھا۔ چنانچہ اس گلی کے اختتام پر پہنچ کر وہ اپنی جگہ سے اچھلا اور پھر سائیڈ کی اونچی دیوار کے کناروں پر اس کے ہاتھ جم گئے۔ دوسرے لمحے وہ تیزی سے بازوؤں کے بل اوپر اٹھتا چلا گیا۔ دیوار پر چڑھ کر وہ آہستہ سے اندر کود گیا۔ کیونکہ دیوار پر لیٹا ہوا وہ سامنے والی گلی سے صاف نظر آ سکتا تھا۔ یہ اس عمارت کا عقبی حصہ تھا اور جس جگہ عمران اترا تھا وہ جگہ ٹوائلٹ کی بیک تھی جہاں کوڑا کرکٹ جمع کیا گیا تھا۔

عمران نیچے اترتے ہی تیزی سے ٹوائلٹ کی دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا اصل عمارت کی سائیڈ پر پہنچ گیا۔ وہ لوگ جنہوں نے اسے رہا کیا تھا عمارت کے سامنے کے رخ پر موجود تھے۔ ان کی ہلکی ہلکی آوازیں آنا شروع ہو گئی تھی۔

عمران سائیڈ سے ہوتا ہوا سامنے والے برآمدے کی سائیڈ پر پہنچ گیا۔ اب وہ نہ صرف ان لوگوں کو آسانی سے دیکھ سکتا تھا بلکہ واضح طور پر ان کی گفتگو بھی سن سکتا تھا۔

"حیرت انگیز بات ہے کہ نعرے لگانے والے اور ان پر فائرنگ کرنے والے سب کے سب یوں غائب ہو گئے ہیں ——— جیسے ان کا کبھی وجود ہی نہ رہا ہو" ——— اسی نوجوان باس کی آواز سنائی دی۔

"باس! ——— دراصل ہم سے اندازے کی غلطی ہوئی ——— اگر ہمیں ذرا بھی اس ڈرامے کا احساس ہوتا تو ہم عمارت کی شمالی گلیوں میں بھی

آدمی بیٹھا دیتے ـــــ لیکن ہمارا خیال تھا کہ یہ اجلاس چوری چھپے ہوگا اس لیے پشت کی طرف سے لوگ اندر آئیں گے" ـــــ نمبر ون کی آواز سنائی دی۔

"دیکھو! ـــ اب صرف نمبر فائیو کی رپورٹ کا انتظار ہے ـــ وہ شاید کسی کا تعاقب کر رہا ہو" ـــــ باس نے جواب دیا۔ اس کے بعد کچھ دیر تک خاموشی طاری رہی۔

تھوڑی دیر بعد ٹوں ٹوں کی آواز ابھری تو باس نے جلدی سے جیب سے ایک ٹرانسمیٹر نکال کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"یس ـــ مارشل سپیکنگ۔ اوور" ـــــ نوجوان باس نے قدرے اونچی آواز میں کہا اور عمران اس کا نام سن کر بری طرح چونک پڑا کیونکہ اس کے پاس کاسٹریا کی سپیشل سروس کی جو فائل تھی اس میں مارشل کے بارے میں بھی معلومات مہیا کی گئی تھیں اور اسے کاسٹریا کا سپیشل ایجنٹ قرار دیا گیا تھا جسے کاسٹریا کی ریڈ آرمی خصوصی مشن پر ہی آگے لایا کرتی تھی۔ اور اس کی شہرت اس معاملے میں خاصی تھی اور اب وہ نوجوان اپنے آپ کو مارشل کہہ رہا تھا۔

"ٹھیک ہے ـــ اچھا کیا ـــ اس لڑکی کو زیرو پوائنٹ پر پہنچا دو ـــ میں وہیں آرہا ہوں ـــ سب کام انتہائی احتیاط سے ہونا چاہیے۔ اوور اینڈ آل" ـــــ مارشل نے دوسری طرف سے کوئی رپورٹ سننے کے بعد ہدایت دیتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف کر کے واپس جیب میں ڈال لیا۔

"نمبر فائیو کامیاب رہا ہے ـــ اس نے ایک ایسی لڑکی پکڑی ہے

جو پولیس کی وردی میں تھی اور جس نے ایک گلی کے اندھیرے میں پولیس یونیفارم اتارنے کی کوشش کی اور اس کوشش میں یونیفارم کے بازو پھنس گئے اور وہ نمبر فائیو کے ہاتھوں میں جکڑی گئی ـــــ یہ لڑکی یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس کی رکن ہوگی ـــ کیونکہ پہلی رپورٹ میں یہ بتایا گیا تھا کہ اس گروپ میں ایک یورپین لڑکی بھی شامل ہے" ـــ مارشل نے نمبر ون سے مخاطب ہو کر کہا۔

"گڈ! ـــ ہم اب اس لڑکی کی مدد سے آسانی سے سب کو گرفتار کر سکتے ہیں" ـــــ نمبر ون نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں واقعی! ـــ اب مسئلہ جلد حل ہو جائے گا ـــ میں اب چلتا ہوں۔ تم یہاں خیال رکھنا۔ ـــ جب سب ایجنٹ یہاں واپس پہنچ جائیں تو تم انہیں لے کر ہیڈ کوارٹر پہنچ جانا ـــــ میں مزید ہدایات وہیں آ کر دوں گا" ـــــ مارشل نے کہا۔

"اب آپ زیرو پوائنٹ پر جائیں گے" ـــــ نمبر ون نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ـــ میں جلد از جلد اس لڑکی سے پوچھ گچھ کرنا چاہتا ہوں" ـــ مارشل نے کہا۔

"لیکن باس! ـــ زیرو پوائنٹ اس کے لیے درست جگہ نہ رہے گی ـــ کیونکہ الفانسو کے بارے میں آپ جانتے ہیں کہ وہ خوبصورت لڑکیوں کا شکاری ہے ـــــ ایسا نہ ہو کہ اس کے آدمی اسے آپ کے پہنچنے سے پہلے ہی مطالع کر دیں اور وہ کوئی گڑبڑ کر دے" ـــــ نمبر ون نے دبے لہجے میں کہا۔

"الفانسو کی یہ جرأت نہیں ہو سکتی کہ وہ مارشل کے شکار پر ہاتھ ڈالے۔ تم بے فکر رہو" ——— مارشل نے سخت لہجے میں کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

جب مارشل دروازے سے باہر نکل گیا تو عمران ذرا سا اور آگے کو کھسک آیا۔ عمارت میں اس وقت تین افراد موجود تھے۔ لیکن ان میں سے دو ایک طرف دیوار کے ساتھ خاموش کھڑے تھے۔ شاید وہ غیر اہم ممبر تھے۔

"نمبر الیون اور تھرٹین! ——— تم دونوں باہر جاؤ اور چیک کرو کہ پولیس کیا کر رہی ہے ——— ایسا نہ ہو کہ پولیس نے کوئی کلیو ڈھونڈ لیا ہو اور وہ ہم سے بازی لے جائیں" ——— نمبر ون نے مارشل کے جاتے ہی ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا جو دیوار کے ساتھ خاموش کھڑے ہوتے تھے اور نمبر ون کے حکم دیتے ہی وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ اور عمران کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیر گئی۔ اس کے لئے میدان صاف ہو گیا تھا ورنہ اس سے پہلے اس نے ان تینوں سے بیک وقت نمٹنے کا پروگرام بنایا تھا لیکن قدرت نے خود ہی اس کا کام آسان کر دیا تھا۔ نمبر نائن کی رپورٹ سنتے ہی اُسے معلوم ہو گیا تھا کہ جولیا نمبر نائن کے ہتھے چڑھ گئی ہے لیکن وہ اس لئے مطمئن تھا کہ یہ سب کچھ سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہوا ہے۔ جولیا کو باقاعدہ اس بات کی ہدایت کی گئی تھی۔ کیونکہ ایکسٹو کے آدمی آرتھر کو اس نے خاص طور پر جولیا کی نگرانی کا حکم دیا تھا۔ تاکہ اگر جولیا پر کوئی ہاتھ ڈالے تو آرتھر اس آدمی کو پکڑ کر وہیں رہائش گاہ

پر لے آئے۔ اور اسی لئے عمران نے جولیا کو خاص طور پر سائیڈ گلی میں گھسنے کا حکم دیا تھا۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ عمارت کی سائیڈ میں موجود اس اکلوتی گلی کی یقیناً نگرانی کی جا رہی ہو گی۔

جولیا کو دراصل اس نے چارے کے طور پر استعمال کیا تھا تاکہ نگرانی کرنے والوں میں سے کسی پر ہاتھ ڈالا جا سکے۔ اور اس طرح ریڈ آرمی کی اندرونی صورت حال کا پتہ چلایا جا سکے۔ لیکن یہاں پہنچ کر صورت حال اسے مختلف نظر آئی تھی۔ ریڈ آرمی کی بجائے کاسٹریا کی سپیشل سروس ان کے خلاف کام کر رہی تھی اور عمران جانتا تھا کہ ایسی سروسز میں عام ممبرز کو بنیادی معلومات حاصل نہیں ہوتیں اور یہ معلومات صرف باس یا اس کے نمبر ون اسسٹنٹ تک ہی محدود رہتی ہیں۔ مارشل باس تھا اور وہ اس کے سامنے گیا تھا۔ وہ چاہتا تو اس کا تعاقب کر سکتا تھا لیکن عمران کو معلوم تھا کہ جب تک وہ چکر کاٹ کر سامنے کے رُخ پر پہنچتا، مارشل کہیں سے کہیں پہنچ چکا ہوتا۔ اس لئے اس کے پیچھے بھاگنا حماقت تھی۔ اس کا اسسٹنٹ نمبر ون سامنے تھا اور اس سے بنیادی معلومات حاصل کی جا سکتی تھیں۔ کیونکہ عمران نے دیکھ لیا تھا کہ زیرو پوائنٹ کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے یہ ظاہر ہو گیا تھا کہ وہ ہر چیز سے واقف ہے۔

ان دونوں ممبروں کے باہر جاتے ہی عمران نے آگے بڑھنے کی بجائے دیوار پر زور سے ہاتھ مارا اور دبے قدموں پیچھے ہٹ کر دیوار کے ساتھ جلتے ہوئے موٹے موٹے پائپوں کی اوٹ میں چھپ گیا۔ اس کی توقع کے عین مطابق کھٹاک کی آواز نے نمبر ون کو اپنی طرف

کھینچ لیا تھا۔

نمبر ون بڑے محتاط انداز میں ہاتھ میں سٹین گن پکڑے برآمدے کی سائیڈ میں آیا اور اس نے بڑی احتیاط سے سر نکال کر سائیڈ وے میں دیکھا لیکن عمران تو پائپوں کی اوٹ میں تھا۔ وہ اُسے سرسری طور پر کیسے نظر آسکتا تھا۔ چنانچہ نمبر ون اطمینان سے آگے بڑھا اور پھر جیسے ہی وہ پائپوں کے قریب آیا، عمران اچانک اوٹ سے نکلا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ نمبر ون سنبھلتا، عمران بھوکے عقاب کی اس پر جھپٹ پڑا۔ اس نے وہی داؤ استعمال کیا جو اس سے پہلے نمبر ون اور اس کے ساتھیوں نے عمران پر استعمال کیا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نمبر ون اس کے سر کے اوپر سے گھومتا ہوا نیچے زمین پر جا گرا۔ اور عمران نے انتہائی پھرتی سے بوٹ کی ٹو اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے نمبر ون کی کنپٹی پر مار دی اور نمبر ون کراہتا ہوا دوبارہ ڈھیر ہو گیا۔ لیکن پھر اس کا جسم ایک جھٹکا لے کر سیدھا ہونے لگا۔ مگر اسی لمحے عمران کی لات دوبارہ حرکت میں آئی اور بوٹ کی دوسری ضرب اس کی کنپٹی پر پوری قوت سے پڑی اور نمبر ون اس بار مکمل طور پر چت ہو گیا۔ سٹین گن اس کے ہاتھ سے نکل کر پہلے ہی ایک طرف گر گئی تھی۔

عمران نے جھپٹ کر وہ سٹین گن اٹھائی۔ اُسے بغل سے لٹکایا اور پھر جھک کر اس نے پشت کے بل زمین پر پڑے ہوئے نمبر ون کو اٹھانا چاہا۔ مگر دوسرے لمحے اس کے سینے پر خوفناک ضرب لگی اور عمران اچھل کر پشت کے بل زمین پر گر گیا۔ نمبر ون، عمران کی توقع سے کہیں زیادہ چالاک اور پھرتیلا ثابت ہوا تھا۔ عمران نے نیچے گرتے ہی کسی گیند کی

طرح اچھل کر کھڑے ہونے کی کوشش کی لیکن نمبر ون نے اچھل کر اس پر چھلانگ لگائی اور اس نے دونوں ہاتھ عمران کے جسم کے دونوں اطراف میں جما کر نہ صرف عمران کو اٹھنے سے جبراً روک دیا، بلکہ پوری قوت سے عمران کی ناک پر ٹکر مارنے کی کوشش کی۔ لیکن عمران نے اپنے جسم کو نیچے کی طرف انتہائی تیزی سے حرکت دی اور وہ کسی چکنی مچھلی کی طرح اس کے جسم کے نیچے سے کھسک گیا۔ اور نمبر ون کی ٹکر پوری قوت سے زمین پر پڑی اور اسی لمحے عمران نے اُسے سائیڈ میں الٹ دیا۔ ٹکر خاصی زوردار تھی اس لئے نمبر ون کا جسم چند لمحوں تک ڈھیلا رہا۔ اور عمران نے اُسے سائیڈ میں رکھتے ہی تیزی سے اپنے جسم کو موڑا اور اس بار عمران اس کے اوپر تھا۔ لیکن اس نے نمبر ون کی طرح ٹکر مارنے کی حماقت نہ کی تھی بلکہ اس نے اوپر آتے ہی بجلی کی سی تیزی سے دونوں گھٹنے جوڑ کر پوری قوت سے نمبر ون کی ناف پر مارے اور نمبر ون کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ پانی سے نکلنے والی مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔ اچانک پیدا ہونے والی خوفناک تکلیف نے اُسے فوری جوابی کارروائی کرنے کے قابل نہ چھوڑا۔ اور عمران اچھل کر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ اور ساتھ ہی وہ نمبر ون کا ایک بازو بھی پکڑ کر ساتھ ہی اٹھانے میں کامیاب ہو گیا اور اوپر اٹھتے ہی عمران نے بجلی کی سی تیزی سے نمبر ون کے سر کی دوسری طرف چھلانگ لگا دی۔ نمبر ون کا بازو اس کی گرفت میں تھا جو اس کے ساتھ ہی آگے بڑھا اور دوسرے لمحے کڑاک کی آواز ابھری اور نمبر ون کے حلق سے ایک اور چیخ نکل گئی۔ اس کے کندھے کا جوڑ نکل چکا تھا۔ اور عمران یہی چاہتا تھا کہ وہ فوری طور پر

بے بس ہو جاتے ۔

نمبروَن نے کروٹ بدل کر ایک بازو کے بل پر اٹھنا چاہا لیکن اب عمران بھلا اُسے اتنا موقع کہاں دینے والا تھا۔ وہ تیزی سے جھکا اور اس نے کمان کے انداز میں اوپر کو اٹھنے والے جسم کے نیچے ایک ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے نمبروَن کا نچلا جسم فضا میں اٹھتا چلا گیا۔ اب اس کا سر نیچے اور ٹانگیں اوپر تھیں اور عمران نے اس کی دونوں ٹانگوں کو دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر پوری قوت سے مخالف سمتوں میں دھکیل دیا اور ایک بار پھر کھٹاک کی ہلکی سی آواز کے ساتھ نمبروَن کے حلق سے دبی ہوئی چیخ نکلی اس کی ریڑھ کی ہڈی کا آخری مہرہ کھسک چکا تھا اب وہ مکمل طور پر بے کار ہو چکا تھا۔ اس کا پورا جسم ڈھیلا پڑ گیا اور عمران اس کی دبی ہوئی چیخ سے ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ بیہوش ہونے کے قریب ہے۔ اس لئے جیسے ہی اس کا جسم ڈھیلا پڑا، عمران نے ایک جھٹکا دے کر اس کے جسم کو اپنے کاندھے پر لادا اور پھر تیزی سے سائیڈ وے میں دوڑتا ہوا اسی ٹوائلٹ کی طرف بڑھ گیا جس کے عقب میں وہ دیوار پار کر کے اترا تھا۔ یہ جگہ اصل عمارت سے کافی فاصلے پر تھی۔

ٹوائلٹ کے قریب پہنچ کر اُسے پچھلے حصے میں ایک دروازہ نظر آ گیا جس کی کنڈی اندر سے بند تھی اور عمران ٹوائلٹ کی طرف مڑنے کی بجائے اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ نمبروَن اس کے کاندھے پر کسی لاش کی طرح لٹکا ہوا تھا۔

عمران نے دروازے کی کنڈی کھولی اور جب دوسری طرف جھانکا تو

اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آتے۔

یہ ایک چھوٹی سی عمارت تھی جس میں کوارٹر بنا ہوا تھا۔ شاید یہ سرونٹ سائیڈ تھی اس لئے اُسے اصل عمارت کے احاطے سے بھی علیحدہ بنایا گیا تھا۔ وہاں موجود ویرانی بتا رہی تھی کہ یہ جگہ خالی ہے۔

عمران نے تیزی سے دروازہ پار کیا اور نمبروَن کو ایک طرف لٹا کر وہ واپس اسی عمارت میں آیا۔ اس نے دروازے کی کنڈی دوبارہ اندر سے بند کی اور پھر دوبارہ اُسی جمپ کے سے انداز میں اچھلا اور دیوار پر چڑھ کر دوسری طرف کود گیا۔ اب ادھر سے دروازہ کھلا نہ ہونے کی وجہ سے کسی کو شک نہ پڑ سکتا تھا کہ یہاں سے دوسری طرف کوئی گیا ہے۔ اندر سے بند کنڈی ہر دیکھنے والے پر یہی ظاہر کر سکتی تھی کہ اس طرف کوئی نہیں گیا۔ اور عمران یہی چاہتا تھا کہ اُسے کچھ وقت ایسا مل جائے جس میں وہ اطمینان سے نمبروَن سے پوچھ گچھ کر سکے کیونکہ وہ اسے اٹھا کر باہر نہ جا سکتا تھا۔ ورنہ پولیس یا نمبروَن کے کسی ساتھی کی نگاہ میں بھی آ سکتا تھا۔ اور ویسے بھی اس کے پاس کوئی سواری موجود نہ تھی جس میں وہ اُسے ڈال کر کہیں اور لے جا سکتا۔ کیونکہ جیپیں تو انجلو کے ساتھی ان کے نیچے اترتے ہی بھگا کر لے گئے تھے ان کے لئے نزدیک ترین جگہ پہلے ہی منتخب تھی جہاں پہنچتے ہی ان پر عارضی طور پر کیا گیا پولیس جیپوں والا رنگ صاف کر دیا جاتا تھا اور پھر عام جیپوں کی طرح وہ آسانی سے واپس جا سکتی تھیں۔

دیوار سے کود کر عمران تیزی سے ایک طرف بیہوش پڑے ہوئے نمبروَن کی طرف بڑھا۔ اس نے اس کا بازو پکڑا اور اُسے گھسیٹتا ہوا کمرے

کے اندر لے گیا۔

کمرہ کاٹھ کباڑ سے بھرا ہوا تھا۔ عمران نے اِدھر اُدھر دیکھا اُسے کسی ایسی چیز کی تلاش تھی جس سے وہ نمبروان کے ہاتھ پاؤں باندھ سکتا۔ لیکن بظاہر کوئی ایسی چیز نظر نہ آ رہی تھی۔ عمران نے اپنے دونوں بوٹوں کے تسمے کھولے اور انہیں ایک دوسرے کے ساتھ باندھ کر اس نے ان تسموں کی مدد سے نمبروان کے دونوں پاؤں باندھ دیئے اور پھر اس نے نمبروان کو دونوں ہاتھوں سے دبا اوپر کو اٹھا کر اس کا کوٹ پیچھے کی طرف کھسکایا جیسے اُسے اتار رہا ہو۔ لیکن آدھے بازو اتار کر اس نے کوٹ چھوڑ دیا۔ اب نمبروان کے دونوں بازو اس کے اپنے ہی کوٹ میں جکڑے گئے تھے۔ پھر عمران نے اس کے چہرے پر تھپڑوں کی بارش کر دی۔ تقریباً آٹھویں، دسویں تھپڑ پر نمبروان کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور اس نے جھرجھری لے کر آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھیں سُرخ تھیں۔ عمران چونکہ اچھی طرح جانتا تھا کہ نمبروان سپیشل ایجنٹ ہے اور ان لوگوں کو ایسی ٹریننگ دی جاتی ہے کہ وہ انتہا درجے کا تشدد بھی برداشت کرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ اُسے معلوم تھا کہ تشدد سے وہ نمبروان سے کچھ حاصل نہ کر سکتا۔

نمبروان آنکھیں کھول کر غور سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اُسے پہچاننے کی کوشش کر رہا ہو۔

"تم وہی ہنٹری والے ہو" ۔۔۔ نمبروان نے کچھ لمحوں کے بعد حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔۔۔ تم نے صحیح پہچانا ہے نمبروان! ۔۔۔ لیکن کاش تم اور

تمہارا مارشل مجھے اس وقت پہچان لیتا ۔۔۔ جب میرے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھیں" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن تم دراصل کون ہو ۔۔۔؟ اور تم مجھے کہاں لے آئے ہو" ۔۔۔؟ نمبروان نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔ اپنی ٹریننگ کی بنیاد پر اس نے ذرا ہی اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا۔

"تم نے میرے ساتھ زیادتی کی تھی ۔۔۔ مجھے نیچے گرا کر میرے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنا دی تھیں ۔۔۔ اس لئے میں نے تم سے انتقام لینے کا فیصلہ کیا ہے ۔۔۔ میں جب دوبارہ اندر گھسا تو وہ مارشل دروازے کی طرف جا رہا تھا ورنہ میں نے اس سے بھی انتقام لینا تھا۔ بہرحال اب پہلے تمہارا نمبر ہے اس کے بعد مارشل کا نمبر بھی آجائے گا" ۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"انتقام ۔۔۔ کیسا انتقام" ۔۔۔؟ نمبروان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن بازو کوٹ میں بندھے ہوئے اور ٹانگیں بندھی ہونے کی وجہ سے وہ اُٹھ نہ سکا تھا اور ویسے بھی اس کا ایک بازو اور نچلا دھڑ بیکار تھا اس لئے اس کے اُٹھنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔

"میں نے یہاں باہر ایک گڑھا کھود رکھا ہے ۔۔۔ بڑی محنت سے کھودا ہے میں نے ۔۔۔ اب اس میں تمہارے گوشت کا قیمہ اور ہڈیوں کا چورا ڈالوں گا ۔۔۔ اور پھر کل یہاں آ کر اس گڑھے پر مانٹاسا کا پودا لگاؤں گا جانتے ہوئے مانٹاسا کا پودا کب پھول دیتا ہے" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مانٹاسا ۔۔۔ یہ کونسا پودا ہے ۔۔۔ میں تو یہ نام ہی پہلی بار سن رہا ہوں" ۔۔۔ نمبروَن نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اب اس کی آنکھوں میں ایسے تاثرات ابھرنے لگے تھے جیسے وہ عمران کو پاگل اور ذہنی مریض سمجھنے لگا ہو۔ اور یہی عمران چاہتا تھا۔

"ارے تم مانٹاسا کو نہیں جانتے ۔۔۔ بڑا خوبصورت پودا ہوتا ہے اس پر سرخ رنگ کے بگل نما پھول لگتے ہیں ۔۔۔ لیکن یہ پودا پھول اس وقت دیتا ہے جب اسے انسانی گوشت اور خون کی کھاد ڈالی جائے ۔۔۔ اور اس کا ایک پھول اگر کوئی شخص کھا لے تو اس کی عمر دس سال بڑھ جاتی ہے اور دس بیماریاں اس کے بدن سے نکل جاتی ہیں ۔۔۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس گڑھے پر مانٹاسا کا پودا لگاؤں گا" ۔۔۔ عمران نے یوں کہا جیسے اسے مانٹاسا کا پھول کھانے کا بڑا شوق ہو۔

"سنو! ۔۔۔ کیا تم پاگل ہو ۔۔۔ ہم نے تو تمہیں چھوڑ دیا تھا ۔۔۔ اگر ہم چاہتے تو تمہیں اسی وقت ہی سزا دے دیتے ۔۔۔ گولی مار دیتے ۔۔۔ پھر تم کس بات کا انتقام لے رہے ہو" ۔۔۔ نمبروَن نے اب الجھنا شروع کر دیا۔

"چھوڑا تو مجھے اس شخص نے تھا جسے تم مارشل کہہ رہے تھے ۔۔۔ تم نے تو نہیں چھوڑا تھا ۔۔۔ اس کے ساتھ میں رعایت کر سکتا ہوں کہ اس کے گڑھے میں مانٹاسا کی بجائے مولسری کا پودا لگا دونگا۔ اس کے پھول بھی بہت خوبصورت ہوتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے دانت نکوستے ہوئے جواب دیا۔

"سنو! ۔۔۔ اس طرح قتل و غارت کا کوئی فائدہ نہیں ۔۔۔ میرے ساتھی تمہیں ڈھونڈ نکالیں گے اور پھر وہ تمہاری بوٹیاں اڑا دیں گے ۔۔۔ تم مجھے چھوڑ دو میں سب کچھ بھول جاؤں گا" ۔۔۔ نمبروَن نے کہا۔

"تمہیں چھوڑ دوں! ۔۔۔ تمہیں ۔۔۔ جس نے مجھے نیچے گرا کر ہتھکڑی لگا دی تھی ۔۔۔ تمہیں تو نہیں چھوڑ سکتا ۔۔۔ البتہ ایک صورت ہو سکتی ہے کہ تم اپنی جگہ گڑھے کے لئے کوئی دوسرا آدمی دے دو ۔۔۔ اپنی حیثیت اور رتبے کا آدمی ۔۔۔ پھر میں تمہیں چھوڑ دوں گا اور اسے گڑھے میں ڈال کر اس پر مانٹاسا کا پودا لگاؤں گا" ۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ مجھے یہ شرط منظور ہے ۔۔۔ تم میرے ساتھ چلو۔ میں تمہیں اپنی حیثیت اور رتبے کا آدمی دیتا ہوں" ۔۔۔ نمبروَن نے بندش نکلتے ہی فوراً آفر کر دی۔

"اب مجھے کیا معلوم کہ تمہارا رتبہ اور حیثیت کیا ہے ۔۔۔ پہلے تم اپنا رتبہ اور حیثیت بتاؤ" ۔۔۔ عمران نے یوں شکل بنائی جیسے بچے [illegible]ے منہ کرتے ہیں۔ اب اس کی باچھوں سے رال بھی بہنا شروع ہو گئی تھی اور وہ اب سکہ بند ذہنی مریض نظر آنے لگا تھا۔

"تم میرا رتبہ نہیں جان سکتے ۔۔۔ میں حکومت کا بہت بڑا افسر ہوں"۔ نمبروَن نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں پڑھا لکھا ہوں ۔۔۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارا تعلق ریڈ آرمی سے ہے لیکن تمہارا وہاں کیا عہدہ ہے تاکہ جب تم مجھے اپنے بدلے میں آدمی دو تو مجھے معلوم ہو سکے کہ وہ تمہارے عہدے کا ہی ہے" ۔۔۔ عمران نے

آنکھیں مٹکاتے ہوئے جواب دیا۔

"میرا ریڈ آرمی سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔۔۔ میں سپیشل ایجنسی نمبر ون ہوں"۔۔۔ نمبر ون نے ایک پاگل پر رعب ڈالنے کے لئے کہا۔

"بکواس! ۔۔۔ تم نمبر ون کیسے ہو سکتے ہو ۔۔۔ پاگل سمجھ رکھا ہے نے مجھے ۔۔۔ وہ مارشل تمہیں حکم دے رہا تھا۔ بھلا نمبر ون کو کون حکم دے سکتا ہے"۔۔۔ عمران نے غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ تم سمجھتے کیوں نہیں ۔۔۔ مارشل تو ہمارا لیڈر ہے ۔۔۔ باہر سے ہمارا ۔۔۔ نمبر ون میں ہوں ۔۔۔ اس کے بعد نمبر ٹو ۔۔۔ نمبر تھری ۔۔۔ اس طرح باقی عہدے ہیں"۔۔۔ نمبر ون نے الجھ کر جواب دیا۔ ظاہر ہے ایک پڑھے لکھے پاگل کو سمجھانا بہت مشکل کام تھا۔

"اچھا تو یوں کہو۔ لیکن پھر تم اپنے بدلے میں نمبر ون کیسے دے سکتے ہو ۔۔۔ تم تو نمبر ٹو دے دو گے"۔۔۔ عمران نے ایک نئی حجت نکالتے ہوئے کہا۔

نمبر ون چند لمحے الجھے ہوئے انداز میں عمران کو دیکھتا رہا۔ جیسے اس کی سمجھ میں یہ بات نہ آ رہی ہو کہ آخر کس طرح بات بنائے۔

"سنو! ۔۔۔ ہمارے ہیڈ کوارٹر میں دو نمبر ون ہوتے ہیں ۔۔۔ میں تمہیں اپنے بدلے دوسرا نمبر ون دے دوں گا"۔۔۔ آخر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نمبر ون نے جواب دیا۔

"دوسرا نمبر ون! ۔۔۔ چلو پھر تو ٹھیک ہے ۔۔۔ لیکن اس کے لئے تو تمہارے ہیڈ کوارٹر جانا پڑے گا ۔۔۔ ہو سکتا ہے تم ہیڈ کوارٹر جانے سے پہلے ہی مجھے ڈاج دے جاؤ۔ اس لئے میں اس وقت یقین

کروں گا ۔۔۔ جب تم مجھے اپنے ہیڈ کوارٹر کا پتہ بتا دو گے تاکہ اگر تم ڈاج دے جاؤ تو میں خود وہاں پہنچ جاؤں"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اور اگر میں غلط پتہ بتا دوں تو پھر تم کیا کرو گے"۔۔۔ نمبر ون نے کہا شاید وہ عمران کی ذہنی حالت کو مزید چیک کرنا چاہتا تھا۔

"تو میں تمہیں چھوڑوں گا ہی نہیں"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے اس جواب پر نمبر ون بے اختیار ہنس پڑا۔

"اچھا سنو! ۔۔۔ ہمارا ہیڈ کوارٹر تھرٹی ڈیوس روڈ پر ہے ۔۔۔ اب تم مجھے چھوڑ دو اور میرے ساتھ چلو ۔۔۔ تاکہ میں تمہیں دوسرا نمبر ون دے سکوں"۔۔۔ نمبر ون نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"ایسے نہیں۔ پہلے میں جا کر تمہارے بتائے ہوئے پتہ کی تصدیق کروں گا ۔۔۔ اگر واقعی وہاں تمہارے ہیڈ کوارٹر کا بورڈ لگا ہوا موجود ہوا ۔۔۔ اور وہاں دوسرا نمبر ون بھی ہوا، تو پھر آ کر میں تمہیں ساتھ لے جاؤں گا ۔۔۔ ورنہ پھر گڑھا ہو گا اور مانٹا سا کا پودا"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"بورڈ! ۔۔۔ بورڈ کہاں سے آ گیا ۔۔۔ کیا ہماری کوئی دکان ہے ۔۔۔ یہ تو انتہائی خفیہ تنظیم ہوتی ہے ۔۔۔ تم مجھے ساتھ لے چلو۔ میں تمہیں یقین دلا دوں گا"۔۔۔ نمبر ون نے عمران کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"کیا مارشل وہاں مل جائے گا ۔۔۔ وہ تو کہیں زیرو پوائنٹ پر گیا ہے ۔۔۔ تم خود ہی اس سے بات کر رہے تھے کہ الفانسو کے آدمی الفانسو کو بتا دیں ۔۔۔ کیا یہ الفانسو تمہارے مارشل سے بھی بڑا عہدیدار ہے ۔۔۔؟" عمران نے آنکھیں جھپکاتے ہوئے پوچھا۔

"الفانسن عہدیدار نہیں ہے۔ یہاں کا سب سے بڑا غنڈہ ہے وہ مارشل کا دوست ہے ــــ اس کا ایک خفیہ اڈہ ہے۔ جہاں وہ عیاشی کرتا ہے ــــ مارشل بھی جب کوئی لڑکی پھنساتا ہے تو اُسے وہیں لے جاتا ہے۔ اس جگہ کو ہم زیرو پوائنٹ کہتے ہیں" ــــ نمبروان نے اُسے تفصیل سے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اچھا ــــ یہ بات ہے۔ پھر تو مارشل وہاں اکیلا مزے کر رہا ہو گا ــــ کیوں نہ ہم دونوں پہلے وہاں جائیں ــــ اور مارشل کی بجائے خود مزے کر لیں ــــ بعد میں تمہارے بدلے دوسرے نمبروان اور مارشل کو لے کر یہاں آ جاؤں گا" ــــ عمران نے کہا۔

"یہ بھی ٹھیک ہے ــــ ایسا کر لیتے ہیں ــــ مجھے کھول دو ــــ بندھے بندھے میرا جسم سن ہو گیا ہے" ــــ نمبروان تو ایک بار آزاد ہونا چاہتا تھا۔

"پہلے اس زیرو پوائنٹ کا پتہ بتاؤ ــــ تاکہ اگر تم مجھے ڈاج دے جاؤ تو کم از کم میں اکیلا وہاں عیش کرنے تو پہنچ جاؤں" ــــ عمران نے کہا۔

"اوہ! ــــ تم بڑے وہمی آدمی ہو ــــ اچھا ٹھیک ہے ــــ ٹرزر روڈ پر پیلے رنگ کی عمارت ہے ــــ اس کا نمبر چھبیس تیرہ ہے۔ ہم اسے زیرو پوائنٹ کہتے ہیں ــــ بس اب کھول دو مجھے" ــــ نمبروان نے اُلجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نمبروان صاحب! ــــ تم واقعی احمق نمبروان ہو ــــ تمہیں کس نے سپر ایجنٹ بنا دیا ہے ــــ تم تو ہمارے سپرنٹنڈنٹ فیاض سے بھی گئے گذرے ثابت ہوئے ہو" ــــ اچانک عمران نے اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا اور نمبروان یوں بری طرح چونک پڑا جیسے اس کے قدموں میں ایٹم بم پھٹ پڑا ہو۔

"کک ــــ کیا مطلب ــــ کیا تم ایشیائی ہو" ــــ؟ نمبروان کا چہرہ حیرت اور خوف سے بگڑ گیا۔ اس کے لہجے میں شدید تعجب تھا۔

"ایشیائی ہونا جرم تو نہیں ہے ــــ لیکن تم لوگوں نے واقعی اسے جرم بنا رکھا ہے ــــ بہرحال اب تم مجھے صرف اتنا بتا دو کہ تم کس طرح مرنا چاہتے ہو۔ کیونکہ جو کچھ میں نے معلوم کرنا تھا وہ میں نے کر لیا ہے" ــــ عمران نے سفاک لہجے میں کہا۔

"اوہ! ــــ میں تو تمہیں پاگل سمجھ رہا تھا ــــ لیکن تم نے تو مجھے ہی پاگل بنا دیا ــــ تم آخر چاہتے کیا ہو ــــ میرے قتل کرنے سے تمہارا کونسا مسئلہ حل ہو جائے گا" ــــ نمبروان نے ایک بار پھر اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"مسئلہ ایسے حل ہو گا کہ میں تمہارے میک اپ میں تمہارے ہیڈ کوارٹر میں پہنچوں گا ــــ اور پھر مارشل بھی میری مٹھی میں ــــ اور مارشل کے ذریعے باقی مسائل بھی حل ہو جائیں گے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سنو! ــــ تمہارا جو بھی کوئی نام ہے ــــ میں تمہیں خلوص دل سے ایک آفر دیتا ہوں ــــ مانو یا نہ مانو تمہاری مرضی ــــ جہاں تک میری معلومات ہیں۔ تم چاہتے ہو کہ اس ملک کا نظام تبدیل کر دیا جائے تاکہ اس ملک کی حکومت تمہارے ملک میں کوئی منصوبہ پورا نہ کر سکے۔ اسی لئے تم یہاں کی اینٹی گورنمنٹ پارٹی ڈیموکریٹک پارٹی کی حمایت کر

رہتے ہوئے ۔۔۔۔ نمبر ون نے بااعتماد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔
"تمہاری معلومات درست ہیں" ۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ ویسے وہ دل ہی دل میں نمبر ون کی باخبری پر حیران تھا۔
"تو سنو! ۔۔۔ ڈیموکریٹک پارٹی میں کئی غدار ایسے ہیں، جو لمحہ لمحہ کی رپورٹ ریڈ آرمی کے چیف کو پہنچاتے رہتے ہیں ۔۔۔ ایسے غداروں کی موجودگی میں تم زندگی بھر اپنے مشن میں کامیاب نہیں ہو سکتے اور جہاں تک تمہارے ملک میں کسی منصوبے کا تعلق ہے۔ تو کاسٹ کا تمہارے ملک سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے ۔۔۔ یہ سب کچھ روسیاہ کے اشارے پر ہو رہا ہے ۔۔۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ کاسٹر کا صدر اور مرکزی پارٹی لیڈر اس منصوبے پر کوئی دلچسپی نہیں رکھتے لیکن وہ ریڈ آرمی کے چیف۔ جسے ریڈ چیف کہا جاتا ہے سے خوفزدہ ہیں ۔۔۔ وہ روسیاہ کا خاص آدمی ہے اور انتہائی بااثر ہے۔ اس لئے اگر تم کسی طرح ریڈ آرمی کے چیف کا خاتمہ کر دو تو پھر تمہیں کچھ اور کرنے کی ضرورت باقی نہ رہے گی ۔۔۔ اور میری آفر یہ ہے کہ اس مشن کے لئے میں تمہیں ہر ممکن امداد مہیا کرنے کے لئے تیار ہوں ہر قسم کی معلومات مہیا کر سکتا ہوں بشرطیکہ میرا نام سامنے نہ آئے" ۔۔۔ نمبر ون نے کہا اور عمران کو اس کے لہجے سے ہی اس کی سچائی کا اندازہ ہو گیا۔
"کیا ریڈ آرمی کے چیف کے بدلنے سے اس ملک کی پالیسیاں بدل جائیں گی" ۔۔۔؟ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"شاید تم یقین نہ کرو ۔۔۔ لیکن میں سچ کہہ رہا ہوں کہ میں ریڈ آرمی

کا نمبر ٹو ہوں ۔۔۔ اور مجھے خاص طور پر سپر ایجنٹ نمبر ون بنایا گیا ہے۔ تاکہ میں اس ایجنسی کو ریڈ آرمی کے لئے کنٹرول کر سکوں ۔۔۔ یہ سارا چکر ریڈ چیف نے چلایا ہے ۔۔۔ ورنہ قانونی طور پر سپر ایجنٹ، مارشل اور ریڈ چیف برابر ہیں ۔۔۔ اور مارشل براہ راست صدر مملکت کو جوابدہ ہے ۔۔۔ لیکن میری وجہ سے ریڈ چیف سپر ایجنسی کی تمام سرگرمیوں سے نہ صرف واقف رہتا ہے بلکہ اس طرح وہ مارشل کو بھی کنٹرول کرتا ہے ۔۔۔ اور مارشل صرف ایک ایجنٹ بن کر رہ گیا ہے۔ اگر تم کسی طرح ریڈ چیف کا خاتمہ کر دو تو اس کے بعد ریڈ آرمی کا سربراہ لامحالہ میں بن جاؤں گا ۔۔۔ اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ریڈ آرمی یا کاسٹریا کبھی تمہارے ملک کے خلاف کوئی منصوبہ نہ بنائے گی۔ اور اگر روسیاہ کے دباؤ کی وجہ سے مجبوراً ایسا کرنا پڑا تو میں خفیہ طور پر تمہارے چیف ایکسٹو کو اطلاع کر دوں گا ۔۔۔ یہ میرا وعدہ ہے راک مین کا وعدہ ہے" ۔۔۔ نمبر ون نے کہا۔
"راک مین! ۔۔۔ تو تمہارا نام راک مین ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔
"ہاں! ۔۔۔ میرا نام راک مین ہے" ۔۔۔ نمبر ون نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔
"تم ایکسٹو سے کیسے واقف ہو" ۔۔۔؟ عمران نے چونکتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔ کیونکہ راک مین کی معلومات نے اسے واقعی چونکا دیا تھا۔
"میں نے تمہیں بتایا ہے کہ میں ریڈ آرمی کا نمبر ٹو ہوں ۔۔۔ اور ریڈ آرمی کی خفیہ لائبریری میں دنیا کے ہر ملک کی سیکرٹ سروسز کا ریکارڈ موجود

ہے ـــ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں بھی فائل ہمارے پاس موجود ہے ـــ لیکن اس فائل میں بنیادی اطلاع صرف اتنی ہی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو کہلاتا ہے باقی کوئی اطلاع موجود نہیں ـــ البتہ ایک مسخرے قسم کے آدمی علی عمران کے متعلق تفصیلات ضرور درج ہیں" ـــ راک مین نے جواب دیا اور عمران مسکرا دیا۔

"کیا اس مسخرے کا فوٹو موجود ہے تمہاری فائل میں" ـــ؟ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"فوٹو تو موجود ہے ـــ لیکن وہ دور سے کھینچا گیا ہے۔ پوری طرح واضح نہیں ہے" ـــ نمبر ون نے جواب دیا۔

"اس فوٹو کے بارے میں مزید تفصیل کیا ہے" ـــ؟ عمران نے پوچھا۔ وہ دراصل چیک کرنا چاہتا تھا کہ راک مین جو کچھ کہہ رہا ہے واقعی سچ ہے یا نہیں۔

"مزید تفصیل کیا ہو سکتی ہے ـــ ہاں مجھے یاد آیا ـــ یہ کسی ہوٹل سے نکلتے ہوئے کھینچا گیا ہے۔ کیونکہ اس ہوٹل کے کا نیون سائن اس فوٹو میں موجود ہے ـــ ہوٹل کا نام ـــ مجھے سوچنے دو ـــ میں نے دس بارہ دن پہلے یہ فائل دیکھی تھی ـــ ہاں! یاد آیا ہوٹل شوبرا لکھا ہوا تھا ـــ بس اس سے زیادہ تفصیل نہیں بتا سکتا" ـــ نمبر ون نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ واقعی راک مین سچ کہہ رہا تھا۔ ہوٹل شوبرا دارالحکومت میں موجود تھا۔

"لیکن تم مجھے ریڈ چیف کو ختم کرنے کے لئے کیوں کہہ رہے ہو۔

یہ کام تم زیادہ آسانی سے کر سکتے ہو" ـــ؟ عمران نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

"تمہیں ریڈ چیف کے حفاظتی نظام کے بارے میں علم نہیں ہے اول تو وہ ہر وقت سرخ رنگ کا نقاب منہ پر چڑھائے رہتا ہے۔ اور اگر کسی کے سامنے بغیر نقاب کے آ بھی جائے تو وہ میک اپ میں ہوتا ہے ـــ پھر اس کے دفتر تک پہنچنا کسی کے بس کا روگ نہیں ہے میرا بھی اس سے تعلق صرف فون تک محدود ہے ـــ البتہ دو تین بار نقاب میں اس سے ملاقات ہوئی ہے اس لئے میں اس کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا" ـــ راک مین نے جواب دیا۔

"لیکن ہمارا ساتھ دینے سے تمہیں براہ راست کیا فائدہ ہوگا" ـــ؟ عمران نے پوچھا۔

"سراسر فائدہ ہے ـــ فوری فائدہ تو یہ ہے کہ میری جان بچ جائے گی ـــ کیونکہ جب تم نے اپنی اصلیت بتا دی ہے۔ اس کے بعد بطور سپر ایجنٹ مجھے یقین ہے کہ تم مجھے کسی صورت میں بھی زندہ نہیں چھوڑ سکتے ـــ اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ میں ریڈ آرمی کا چیف بن جاؤں گا۔ یہ سب سے بڑا فائدہ ہے" ـــ راک مین نے بڑے کھلے الفاظ میں جواب دیا۔

"اوکے مسٹر راک مین! ـــ تمہارے لہجے کی سچائی نے مجھے یقین دلا دیا ہے اس لئے میری طرف سے تم آزاد ہو ـــ اور آزاد ہونے سے پہلے یہ سن لو کہ میرا نام علی عمران ہے" ـــ عمران نے کہا اور پھر اس کے جسم کو پلٹ کر اس نے اس کی ریڑھ کی ہڈی پر پاؤں رکھا اور

اور اس کی دونوں ٹانگیں مخصوص انداز میں اوپر کو اٹھا دیں تو کٹک کی آواز سے مہرہ واپس اپنی صحیح جگہ پر آ لگا۔ پھر اس نے کوٹ اوپر کر کے راک مین کے بازو کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو اس کا بازو حرکت میں آ گیا۔ اور راک مین سیدھا ہو کر اٹھ بیٹھا۔

"تم علی عمران ہو ۔۔۔ اب میں باقاعدہ طور پر تم سے دوستی کا اعلان کرتا ہوں ۔۔۔ میں نے ناول میں جتنی تعریفیں تمہاری پڑھی ہیں، اس کے بعد تم سے دوستی میرے لئے باعث فخر ہوگی" ۔۔۔ راک مین نے تسمے کھول کر کھڑے ہونے کے بعد عمران کی طرف مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ایک شرط پر ہاتھ ملا سکتا ہوں کہ تم میرا ہاتھ زور سے نہیں دباؤ گے میں ذرا نازک قسم کا آدمی ہوں ۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ میرا ہاتھ ہی بے کار ہو جائے" ۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اپنا ہاتھ بڑھا دیا راک مین نے بے اختیار قہقہہ لگایا اور پھر عمران کی توقع کے عین مطابق اس نے عمران سے مصافحہ کرتے ہوئے جان بوجھ کر اس کا ہاتھ دبا کر اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنا چاہا۔ مگر دوسرے لمحے اس کے چہرے پر حیرت کے آثار ابھر آئے اور وہ اپنا ہاتھ علیحدہ کر کے دوسرے ہاتھ سے اُسے دبانے لگا۔

"حیرت انگیز ۔۔۔ تمہارا جسم تو چٹان سے بھی زیادہ سخت ہے۔ اور تم کہہ رہے ہو کہ میں نازک ہوں" ۔۔۔ راک مین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اچھا ۔۔۔ تو تم مجھ سے بھی زیادہ نازک ہو ۔۔۔ چلو کوئی بات نہیں۔

میں تمہیں حکیم جالینوس کا ایسا نسخہ بتاؤں گا کہ جس سے تم بھی میری طرح نازک بن جاؤ گے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ! ۔۔۔ وہ لڑکی کہیں تمہارے گروپ کی تو نہیں ۔۔۔ اگر ایسا ہے تو وہ بے چاری اب تک بے حد تکلیف اٹھا چکی ہوگی" ۔۔۔ راک مین نے چونکتے ہوئے کہا۔ اُسے شاید جولیا کا اب خیال آیا تھا۔

"تم اس کی فکر نہ کرو ۔۔۔ البتہ تمہارا نمبر فائیو میرا انتظار کر رہا ہوگا۔ اور مارشل شاید ان دونوں کو ڈھونڈتا پھر رہا ہوگا" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ تب ٹھیک ہے ۔۔۔ اب میرا خیال ہے کہ ہمیں علیحدہ ہو جانا چاہیئے ۔۔۔ میری غیر حاضری خاصا مسئلہ بن چکی ہوگی۔ بہرحال میں سنبھال لونگا" ۔۔۔ راک مین نے کہا۔

"لیکن تم مجھے ریڈ چیف کے متعلق مزید معلومات کب مہیا کرو گے تاکہ میں اس کے خلاف باقاعدہ کام کا آغاز کر سکوں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"سنو عمران! ۔۔۔ ویسے تو میں تمہیں ریڈ آرمی کے ھیڈ کوارٹر کا پتہ بتا سکتا ہوں۔ لیکن وہاں تمہارا جانا بے کار ثابت ہوگا ۔۔۔ اس ذریعے سے تم کسی صورت میں بھی ریڈ چیف پر ہاتھ نہیں ڈال سکتے۔ البتہ ایک کلیو ایسا ہے جس پر اگر تم کام کرو تو شاید بات بن جائے"۔ راک مین نے عمران کے کاندھے پر دوستانہ انداز میں ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"ذرا یہ ہاتھ ہٹا لو پلیز ۔۔۔ میں نے پہلے ہی تمہیں بتایا ہے کہ میں

نازک سا آدمی ہوں ـــــ ایسا نہ ہو کہ میری کاندھے کی ہڈی ہی بیکار ہو جائے" ـــــ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور راک مین نے ہنستے ہوئے ہاتھ ہٹا لیا۔

"ہاں! ـــ اب وہ کلیو بتاؤ" ـــــ عمران نے کہا۔

"یہ بات ہے تو اندازے کی ـــ لیکن عام طور پر یہ مشہور ہے کہ ریڈ چیف دراصل سر آرنلڈ ہے۔ یہاں کا معروف اور بااثر سرمایہ دار اس کی محل نما رہائش گاہ آرنلڈ روڈ پر واقع ایک چھوٹی سی پہاڑی کے اوپر ہے ـــــ اور اس اندازے کو مزید تقویت اس بات سے پہنچی ہے کہ ابھی ایک قتل کے سلسلے میں جب پولیس انسپکٹر جان، سر آرنلڈ کی رہائش گاہ پر پوچھ گچھ کے لئے پہنچا تو اُسے فوری طور پر قتل کرا دیا گیا اور نہ صرف قتل کرا دیا گیا ـــــ بلکہ حکومتی سطح پر اس کا کیس بھی ختم کر دیا گیا" ـــــ راک مین نے کہا۔

"قتل ـــ کیسا قتل" ـــــ؟ عمران نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"چکر یہ ہوا کہ حکومت شوگران کے ایجنٹوں نے ریڈ آرمی کے شعبہ سپلائی کے سربراہ کو اپنا ایجنٹ بنا لیا تھا ـــــ اس کی خبر ریڈ چیف کو ہو گئی چنانچہ اس نے اس کے فوری قتل کے احکامات صادر کر دیئے۔ لیکن ریڈ آرمی نے براہ راست اس میں ملوث ہونے کی بجائے یہاں کی مشہور جرائم پیشہ تنظیم چینگم کلب کے پیشہ ور قاتلوں کی خدمات حاصل کر لیں اُدھر شعبہ سپلائی کے سربراہ کو شاید سر آرنلڈ اور ریڈ آرمی کے تعلق کا اندازہ تھا اس لئے اس نے فوری طور پر اپنی جان بچانے کے لئے اپنے ساتھی جسے بطور ڈرائیور رکھا، اُسے سر آرنلڈ کے ڈرائیور کی مخصوص وردی پہنا دی

لیکن پیشہ ور قاتلوں نے اس وردی کی پرواہ کئے بغیر اُسے قتل کر دیا۔ وہ قاتل بھی اس جھگڑے میں مارے گئے ـــــ اس پر پولیس آفیسر جان نے جو اس علاقے کا انچارج تھا، فوری تفتیش شروع کر دی۔ وہ انتہائی با اصول اور کسی صورت میں بھی نہ بکنے والا اور نہ کسی سے مرعوب ہونے والا پولیس آفیسر تھا ـــــ چنانچہ اس یونیفارم کی وجہ سے وہ فوری طور پر پوچھ گچھ کے لئے سر آرنلڈ کی رہائش گاہ پر پہنچ گیا۔ چنانچہ واپسی میں ایک حادثہ ظاہر کر کے اس پولیس آفیسر اور اس کے اسسٹنٹ کو قتل کرا دیا گیا اور کیس دبا لیا گیا ـــــ شاید اس لئے کہ کسی طرح سر آرنلڈ کے بارے میں مزید تفتیش نہ ہو ـــــ ورنہ ہو سکتا ہے کہ تفتیش کے نتیجے میں سر آرنلڈ اور ریڈ آرمی کا کوئی تعلق ثابت ہو جاتا۔" راک مین نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ کیونکہ اس بارے میں رپورٹ وہ پہلے ہی شوگران سیکرٹ سروس کے چیف کے بھیجے ہوئے پیغام میں پڑھ چکا تھا۔

"جتنی معلومات تمہیں حاصل ہیں ـــ کیا مارشل بھی ان تمام معلومات سے واقف ہے" ـــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"نہیں ـــ اس کے پاس تو اب کیس بھیجا گیا ہے ـــ میں تو ریڈ آرمی کے ممبر ہونے کی وجہ سے پوری تفصیل سے واقف ہوں اسے تو صرف اتنا کہا گیا ہے کہ ایجلو اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کرنا ہے اور بس" ـــــ راک مین نے کہا۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ ہمارے متعلق معلومات تمہیں کس نے سپلائی کی تھیں" ـــــ؟ عمران نے اچانک یاد آنے پر پوچھا۔

"ہاں! — یہ بات تو واقعی تعجب خیز ہے — اس بارے میں میری معلومات قدرے محدود ہیں — البتہ اتنا معلوم ہے کہ کسی نے الفانسن کا نام لے کر ریڈ چیف کو تمہاری آمد اور انجیلو کے گھر کی نشاندہی کی تھی — اس وقت ریڈ چیف کو یہ بتایا گیا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس علی عمران کی سربراہی میں کام کرنے کی بجائے علیحدہ کام کرنا چاہتی ہے اس لیے اس نے یہاں الفانسن کا سہارا لیا ہے — الفانسن نے یہ معلومات ریڈ چیف کو مہیا کی ہیں — لیکن چھاپہ ناکام ہونے کے بعد ریڈ چیف نے کیس مارشل کے سپرد کر دیا اور الفانسن کے بارے میں بتا دیا — مارشل اور الفانسن بے حد گہرے دوست ہیں — مارشل الفانسن سے ملا تو وہاں یہ انکشاف ہوا کہ الفانسن تو اس تمام معاملے سے بے خبر ہے — پھر اس کی موجودگی میں کسی اجنبی کا فون آیا کہ اس نے الفانسن کے نام پر پہلے معلومات مہیا کی ہیں — لیکن ریڈ آرمی ناکام رہی ہے۔ پھر اس نے البرٹ روڈ کا پتہ بتایا۔ مارشل نے فوری طور پر وہاں چھاپہ مارا۔ لیکن عمارت خالی ملی" — راک مین نے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ الفانسن کون ہے" — ؟ عمران نے پوچھا۔

"الفانسن کلب کا مالک الفانسن — جو زیر زمین دنیا کا شہنشاہ کہلاتا ہے — ریڈ چیف اور مارشل دونوں سے اس کے گہرے تعلقات ہیں۔ ویسے میری معلومات کے مطابق وہ چیونگم کلب کا بھی سربراہ ہے" راک مین نے جواب دیا۔

"او کے مسٹر راک مین! — ویری تھینک فل ٹو یو — تم واقعی ایک

اچھے دوست ثابت ہو گئے — اب میرا خیال ہے کہ ہمیں یہاں سے چل دینا چاہیے" — عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"سنو! — رابطے کے لیے میں تمہیں ایک طریقہ بتا دوں — تم کسی ٹرانسمیٹر پر زیرو فائیو، زیرو سکس، زیرو، ون ایٹ کراس ماؤتھ فریکوئنسی پر کال کر لینا — یہ میری ایجاد کردہ مخصوص فریکوئنسی ہے — اور اس پر ہونے والی کال کہیں کیچ نہیں ہو سکتی — اس کے باوجود تم کوئی کوڈ استعمال کر لینا تو زیادہ بہتر ہے — میں تمہیں ہر قسم کے حالات سے آگاہ کرتا رہوں گا" — راک مین نے کہا۔

"مارس کوڈ جانتے ہو" — ؟ عمران نے کچھ سوچ کر کہا۔

"مارس کوڈ — ہاں! اچھی طرح جانتا ہوں" — راک مین نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اسے ڈی فال کر کے میں گفتگو کروں گا — سمجھ جاؤ گے ناں" — عمران نے کہا۔

"اوہ ویری گڈ! — واقعی یہ درست رہے گا — واقعی تم بے حد ذہین ہو — ڈی مارس کوڈ کو ڈی فال کر کے حل کرنے کا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا — ٹھیک ہے" — راک مین نے چہکتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"او کے — گڈ بائی" — عمران نے کہا اور پھر اس نے آگے قدم بڑھایا۔

اسی لمحے عمران کو اپنے جوتوں کے تسموں کا خیال آ گیا۔ بغیر تسموں کے جوتے ویسے بھی مشکوک ہو سکتے تھے۔ اور پھر اس سے چلنے میں بھی

تکلیف ہوتی تھی ـــــ اس لئے اس نے جیب سے تسمے نکالے جو وہ پہلے ہی زمین سے اٹھا کر جیب میں رکھ چکا تھا۔ اور پھر نیچے بیٹھ کر تسمے باندھنے شروع کر دیئے۔

راک مین سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

چند لمحے بعد عمران کو ایک ہلکا سا دھماکا سنائی دیا اور اس نے دوسرے بوٹ کے تسمے کو گانٹھ دیتے ہوئے سر ہلا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ راک مین دیوار پار کر کے باہر جا چکا ہے۔ تسمے باندھنے کے بعد اس نے بھی دروازے کی طرف قدم بڑھا دیئے۔

عمران جیسے ہی اینجلو کی رہائش گاہ میں داخل ہوا۔ اس کے تمام ساتھیوں نے اُسے گھیر لیا۔ اس میں جولیا بھی شامل تھی۔

"تم کہاں غائب ہو گئے تھے ـــــ ہم سب تمہارے لئے پریشان تھے" ـــــ صفدر نے کہا۔

"اوہ اچھا! ـــــ جولیا بھی پریشان تھی ـــــ واقعی ـــــ اور تنویر تو یقیناً پریشان ہو گا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں کیوں پریشان ہوتا ـــــ میری بلا سے ـــــ تم جہنم میں جاؤ" ـــــ تنویر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم اب ٹالو نہیں ـــــ تم کہاں غائب ہو گئے تھے ـــــ؟ اینجلو نے بھی کئی بار فون کر کے تمہارا پوچھا تھا" ـــــ صفدر نے کہا۔

"جولیا! ـــــ تم نمبر فائیو سے کیسے بچ گئیں ـــــ تمہیں تو زیرو وارنٹ پر لے جایا جا رہا تھا ـــــ اور یہاں کا ٹاپ سپر ایجنٹ مارشل تم سے ملاقات

کے لئے چل پڑا تھا" ـــــ عمران نے صفدر کی بات کا جواب دینے کی بجائے براہ راست جولیا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"اچھا ــ تو مجھے پکڑنے والا نمبر ٹو تھا ـــ میں جیسے ہی گلی میں گھس کر پولیس یونیفارم اتارنے لگی ـــ ایک نوجوان اچانک اندھیرے سے نکلا اور جب تک میں سنبھلتی، اس نے کوئی چیز پوری قوت سے میرے سر پر ماری ـــ اس کے بعد مجھے ہوش نہ رہا۔ لیکن جب میری آنکھ کھلی تو میں یہاں موجود تھی ـــ صفدر وغیرہ نے بتایا کہ اینجلو کا آدمی آرتھر مجھے بیہوشی کے عالم میں یہاں پہنچا گیا ہے ـــ اینجلو کا فون آیا تھا تو میں نے اس سے بات کی تھی۔ اس نے صرف اتنا بتایا تھا کہ اس کے آدمی آرتھر نے مجھے لے جاتے ہوئے اس آدمی کو چیک کر لیا تھا اور پھر اس نے اُسے کور کر لیا ـــ اور اس طرح مجھے یہاں پہنچا دیا گیا" ـــ جولیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"چلو اچھا ہوا ـــ ورنہ مجھے تو فکر ہو گئی تھی کہ کہیں تنویر بیچارے کو ایک اور رقیب کا سامنا نہ کرنا پڑ جائے ـــ خاصا خوبصورت آدمی ہے وہ مارشل" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شٹ اَپ ـــ بکواس کی ضرورت نہیں ـــ اور سنو! اب ہم اس طرح احمقوں کی طرح کوئی قدم نہیں اٹھائیں گے ـــ اگر تمہارے پاس کوئی ٹھوس منصوبہ ہے تو ہمیں بتاؤ ـــ ورنہ ہم واپس چلے جاتے ہیں ـــ یہ بھی کوئی بات ہے کہ پولیس کی وردیاں پہن کر گلیوں میں بھاگتے پھرو ـــ اور پھر یونیفارم اتار کر واپس آجاؤ" ـــ جولیا نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے جولیا ـــ واقعی اس بار ہم نے احمقانہ منصوبہ بندی کی ہے ـــ لیکن بے فکر رہو۔ حماقت کی گہرائی میں ہی ہمیشہ ذہانت چھپی رہتی ہے ـــ جب تک حماقت نہ کی جائے، ذہانت سامنے نہیں آتی ـــ اب دیکھو ہمارے اس احمقانہ منصوبے کی تہہ میں ایک خوبصورت منصوبہ چھپا ہوا تھا جو اب سامنے آگیا ہے"۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر سب چلتے ہوئے اندر کمرے میں آگئے۔

ابھی وہ کمرے میں بیٹھے ہی تھے کہ ایک نوجوان ہاتھ میں ٹیلیفون اٹھائے اندر داخل ہوا۔

"باس کا فون ہے" ـــ نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور فون عمران کے سامنے والی تپائی پر رکھ کر رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"یس عمران سپیکنگ" ـــ عمران نے کہا۔

"اوہ عمران! ـــ تم واپس آ گئے ـــ کہاں رہ گئے تھے ـــ میں نے تو تمہاری تلاش میں ہر طرف آدمی بھیج دیئے ہیں" ـــ اینجلو نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"اس کی کیا ضرورت تھی ـــ اخبار میں اعلان گمشدگی چھپوا دیا تھا۔ ساتھ ہی ایک بڑا سا انعام ـــ نتیجہ یہ کہ میں دس بار گم ہوتا، دس بار ملتا، اور انعام چلتا ہی رہتا" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور دوسری طرف سے اینجلو نے قہقہہ لگایا۔

"تم فکر نہ کرو ـــ تمہاری کارکردگی پر تمہیں تمہاری توقع سے بھی بڑا انعام ملے گا ـــ تمہارا پہلا منصوبہ ہی بے حد کامیاب رہا۔ پورے

ملک کے اخبارات نے ڈیموکریٹک پارٹی کے اجلاس، جلوس اور نعروں کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ اس پر پولیس کی بے دریغ فائرنگ کے خصوصی ضمیمے شائع کئے ہیں ــــ اور اس طرح ڈی۔ پی نے وسیع پیمانے پر ہمدردیاں حاصل کر لی ہیں۔ اور لوگ کھل کر اس کی حمایت کر رہے ہیں اور حکومت اور پولیس کو سرِعام بُرا بھلا کہہ رہے ہیں ــــ یہ بہت بڑی کامیابی ہے" ــــ اینجلو نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن میرے ساتھی تو مجھے کہہ رہے ہیں کہ یہ کیا احمقانہ منصوبے شروع کر رکھے ہیں ــــ وہ تو مجھے واپس جانے کی دھمکی دے رہے ہیں" ــــ عمران نے کہا۔

"ارے نہیں عمران! ــــ تمہارا یہ منصوبہ تو انتہائی کامیاب رہا ہے اتنی کامیابی تو ڈی۔ پی نے آج سے پہلے کبھی حاصل نہ کی تھی ــــ اب تم فوراً کوئی اور منصوبہ سوچو۔ تاکہ اس کام کو مزید تیز کیا جا سکے" ــــ اینجلو نے کہا۔

"ٹھیک ہے ــ میں سوچتا ہوں ــــ تمہیں جلد ہی معلوم ہو جائے گا" ــــ عمران نے کہا اور پھر گڈ بائی کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

نوجوان جو ٹیلیفون سیٹ اٹھا کر لایا تھا ایک طرف مؤدبانہ انداز میں کھڑا تھا۔

"تمہارا کیا نام ہے مسٹر" ــــ؟ عمران نے رسیور رکھ کر اس سے مخاطب ہوتے ہوئے پوچھا۔

"میرا نام جیکسن ہے جناب" ــــ نوجوان نے جواب دیا۔

"تو مسٹر جیکسن! ــ ہمیں دارالحکومت کا تفصیلی نقشہ چاہیئے۔ طاقتور انجن والی چار کاریں ــــ سٹین گن ٹائپ اسلحہ ــــ کچھ ملبوسات، اور میک اَپ کا سامان بھی درکار ہے" ــــ عمران نے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب! ــ سب کچھ مہیا ہو جائے گا ــــ آپ ملبوسات کی تفصیل بتا دیں" ــــ جیکسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

عمران نے سامنے پڑے ہوئے پیڈ پر اس کے ساتھ منسلک پنسل سے تیزی سے ملبوسات کی تفصیل لکھنا شروع کر دی۔ تفصیل مکمل کر کے اس نے پیڈ کا کاغذ پھاڑا اور جیکسن کی طرف بڑھا دیا۔ جیکسن کاغذ لیے سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

"تو بھئی تیار ہو جاؤ ــــ اس بار میں نے تمہارے مطلب کا، اور خاص طور پر تنویر کے مطلب کا منصوبہ بنایا ہے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور وہ سب چونک کر عمران کو دیکھنے لگے۔ تنویر کے مطلب کے منصوبے کا مطلب تو یہی تھا کہ یہ منصوبہ مار دھاڑ سے بھرپور ہو گا۔

"تفصیل بتاؤ" ــــ جولیا نے کہا۔

"سنو! ــ تمہیں بھی گلہ رہتا ہے کہ میں تمہیں منصوبے کی تفصیلات نہیں بتاتا ــــ آج تفصیل سے سن لو ــ ہمیں یہاں کے ایک بہت بڑے صنعت کار سر آرنلڈ کو اغوا کر کے یہاں لے آنا ہے ــــ سر آرنلڈ آرنلڈ روڈ پر واقع ایک پہاڑی پر اپنے محل میں رہتا ہے۔ وہاں یقیناً مسلح محافظوں کی ایک فوج موجود رہتی ہو گی ــــ اس ساری فوج کو

شکست دے کر ہم نے اس سر آرنلڈ کو اغوا کرنا ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اغوا ۔۔۔ کیا مطلب ۔۔۔ ؟ کیا اب پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کام یہی رہ گیا ہے کہ لوگوں کو خواہ مخواہ اغوا کرتی پھرے" ۔۔۔ ؟ جولیا نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اگر تمہاری ہر بات پر بُرا منہ بنانے اور ہر کام کو اپنی توہین سمجھنے کی عادت نہ گئی تو آخر کار سیکرٹ سروس کو بچے اغوا کر کے فروخت کرنے پڑیں گے تاکہ روٹی تو کھا سکیں" ۔۔۔ عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"مس جولیا! ۔۔۔ اس صنعت کار کا اغوا کسی خاص مقصد کے لئے ہوگا ۔۔۔ عمران یہاں آکر شوقیہ کام تو نہیں کرتا پھرتا" ۔۔۔ صفدر نے جولیا کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"اس مقصد کا بھی تو پتہ چلے ۔۔۔ یہ کیا بات ہوئی کہ اُسے اغوا کرو اور بس" ۔۔۔ جولیا نے حجت بازی سے کام لیتے ہوئے کہا۔

"سنو! ۔۔۔ میں نے غائب رہ کر ایک کام کیا ہے ۔۔۔ بڑا اہم کام۔ ایک ویران مقام پر بیٹھ کر میں نے چلّہ کاٹا ہے ۔۔۔ اس چلّے کے نتیجے میں ایک جن وہاں آگیا اور اس نے مجھے معلومات مہیا کرتے ہوئے بتایا کہ ریڈ آرمی کا چیف جسے ریڈ چیف کہا جاتا ہے، دراصل روسیاہ کا خاص آدمی ہے ۔۔۔ اور اسی کی وجہ سے کاسٹریا کا صدر اور دوسرے حکام روسیاہ کے اتنے دباؤ میں ہیں کہ وہ روسیاہ کی خاطر پاکیشیا میں کام کرتے ہیں ۔۔۔ اگر ریڈ چیف کو سامنے سے ہٹا دیا جائے تو پھر روسیاہ کا اتنا دباؤ نہ باقی رہے گا کہ وہ روسیاہ کی شہ پر پاکیشیا میں کام کریں۔ چنانچہ جس مقصد کے لئے ہم ڈی۔پی کو سامنے لا کر نظامِ حکومت بدلنا

چاہتے تھے ۔۔۔ اور جو ظاہر ہے ایک انتہائی طویل اور صبر آزما کام ہوتا ۔۔۔ وہ مقصد ریڈ چیف کو ہٹا دینے سے پورا ہو سکتا ہے اور پھر اس جن نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ سر آرنلڈ ہی دراصل ریڈ چیف ہے۔ اس لئے میں نے یہ منصوبہ بنایا ہے کہ ریڈ چیف کو اغوا کر کے یہاں لایا جائے اور پھر اس سے مزید معلومات حاصل کر کے آئندہ کی منصوبہ بندی کی جائے" ۔۔۔ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ یہ تو انتہائی کام کی بات ہے ۔۔۔ اس طرح مسئلہ جلدی حل ہو جائے گا" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اب صورت حال یہ ہے کہ ہم میں سے کسی نے سر آرنلڈ کو نہیں دیکھا ۔۔۔ اس لئے ہم اگر اندھا دھند وہاں حملہ کر بھی دیں تو ہو سکتا ہے کہ ہم سر آرنلڈ کو چیک نہ کر سکیں اور وہ نکل جانے میں کامیاب ہو جائے" عمران نے کہا۔

"انجلو سے کہہ کر اس کا فوٹو منگوایا جا سکتا ہے ۔۔۔ آخر وہ مشہور آدمی ہے ۔۔۔ کسی نہ کسی اخبار یا رسالے میں اس کا فوٹو شائع ہوتا ہی رہتا ہوگا" ۔۔۔ چوہان نے کہا۔

"لیکن میں فی الحال انجلو سے اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا ۔۔۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ یہ سمجھے کہ ہم اس کی پارٹی کو سپورٹ کرنے کی بجائے کسی اور لائن پر چل پڑے ہیں" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"بات تو واقعی درست ہے ۔۔۔ لائن تو واقعی بدل گئی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ انجلو ہی ہمیں گرفتار کرا دے" ۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"وہ بعد کی بات ہے ۔۔۔۔ اس کا حل بھی میں نے سوچ لیا ہے
یہ دیکھو چابی" ۔۔۔۔ عمران نے جیب سے ایک چابی نکالتے ہوئے کہا۔

"چابی ۔۔۔ یہ کیسی چابی ہے" ۔۔۔۔ جولیا نے چونک کر کہا۔

"میں نے ایک پراپرٹی ڈیلر کی معرفت ایک کوٹھی کرائے پر حاصل کر لی ہے ۔۔۔ یہاں ایسی کوٹھیاں کرایہ پر مل جاتی ہیں جو ہر قسم کے سازو سامان سے آراستہ ہوتی ہیں ۔۔۔ میں نے انہیں کرائے کی دو کاریں بھی وہاں پہنچانے کے لئے کہہ دیا ہے" ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"لیکن آپ نے اینجلو کے آدمی کو بھی کاروں کے لئے کہا ہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اس کوٹھی میں پہنچنے کے بعد ہم یہ کاریں کسی بھی آف سائیڈ روڈ پر کھڑی کر کے اینجلو کو فون کر دیں گے کہ وہ انہیں وہاں سے واپس حاصل کر لے" ۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"تو مطلب یہ ہوا کہ آپ اب اینجلو اور اس کی پارٹی سے پیچھا چھڑانا چاہتے ہیں" ۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"ایسے ہی سمجھ لو ۔۔۔ دراصل ہم یہاں آ کر کچھ پھنس سے گئے ہیں۔ محدود سے ہو کر رہ گئے ہیں ۔۔۔ اس لئے میں ذرا ہٹ کر اور کھل کر کام کرنا چاہتا ہوں" ۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ ۔۔۔ تو پھر سر آرنلڈ کو پہچاننے کے لئے تمہارے ذہن میں کیا پروگرام ہے" ۔۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم بتاؤ ۔۔۔ کیا کیا جائے" ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہم پہلے فون کر کے معلوم کر لیں کہ سر آرنلڈ موجود ہیں یا نہیں ۔۔۔ ظاہر ہے اگر وہ موجود ہوگا تو وہاں کے کسی آدمی پر تشدد کر کے اسے پہچانا جا سکتا ہے" ۔۔۔۔ جولیا نے جواب دیا۔

"سر آرنلڈ جیسے آدمی فون پر کسی کو ملتے ہیں۔ اور نہ ان کے متعلق صحیح بات کسی کو بتائی جاتی ہے" ۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"ایسا کریں کہ اس کی رہائش گاہ سے کسی آدمی کو اغوا کر لیا جائے اور پھر سر آرنلڈ کا حلیہ بھی معلوم کر لیا جائے ۔۔۔ اور اس آدمی کے میک اپ میں وہاں جا کر دیکھا جائے۔ جب سر آرنلڈ موجود ہو تو دوسرے ممبروں کو اطلاع کر دی جائے" ۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"یہ کام اتنا آسان نہیں جتنا تم نے سمجھ لیا ہے ۔۔۔۔ تمہیں ابھی سر آرنلڈ کی حیثیت کا احساس نہیں ہوا ۔۔۔ وہ ریڈ آرمی کا چیف ہے اور آج تک ریڈ آرمی بھی اس کی اصلیت نہیں جان سکی ۔۔۔ یوں سمجھ لو کہ جیسے تمہارا باس ایکسٹو ہے۔ اب تم سیکرٹ سروس کے ممبر ہو۔ اس کے باوجود آج تک تم اس کی اصلیت نہیں جان سکے" ۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں اس کی اصلیت جانتا ہوں" ۔۔۔۔ تنویر نے فوراً ہی کہا۔

"میں بھی جانتا ہوں کہ وہ ذات کا میراثی ہے ۔۔۔ یہی کہو گے نا" ۔۔۔۔ عمران نے فوراً ہی جواب دیا اور تنویر خلاف توقع ہنس پڑا۔

"تمہیں کوئی حق نہیں ہے ہمارے باس کے متعلق ایسے توہین آمیز ریمارکس پاس کرنے کے" ۔۔۔۔ جولیا نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"توہین ___ میرے خیال میں میرے الفاظ سے میراثیوں کی توہین ہوئی ہوگی" ___ عمران نے جواب دیا۔

"یو شٹ اپ ___ نانسنس ___ تم نے اپنے آپ کو کیا سمجھ رکھا ہے ___ تمہیں لفٹ کرانے کا یہ مقصد نہیں کہ تم سر پر چڑھ جاؤ" ___ جولیا غصے سے تلملا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تنویر! ___ تمہارے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ لفٹ کرانے کے بعد؟" عمران نے بڑے ٹھنڈے لہجے میں کہا۔

"پلیز عمران صاحب! ___ یہ موقع ایسا نہیں کہ ہم آپس میں الجھ پڑیں ___ مس جولیا! ___ آپ عمران صاحب کی عادت جانتی ہیں ___ پھر کیوں ایسی باتیں کرتی ہیں" ___ صفدر نے عمران کی بات کاٹتے ہوئے دونوں کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ اور جولیا ہونٹ کاٹتی ہوئی واپس صوفے پر بیٹھ گئی۔

جولیا کے عمران پر اس طرح غصہ کھانے سے تنویر کے چہرے پر بڑی مطمئن سی مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔

"پلیز عمران صاحب! ___ خوامخواہ کی بحث سے کوئی فائدہ نہیں ___ آپ ہمارے لیڈر ہیں اور آپ نے یقیناً سارا پروگرام پہلے سے سوچ رکھا ہوگا ___ اس لئے آپ ہمیں حکم کریں کہ ہم نے اس سارے ڈرامے میں کیا کردار ادا کرنا ہے" ___ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہیروئن کا کردار جولیا ادا کرے گی ___ ہیرو میرے علاوہ بھلا اور کون ہو سکتا ہے ___ اور تنویر بیچارے کی تو قسمت میں ہی ولن بننا لکھا گیا ہے ___ باقی رہے آپ لوگ ___ تو آپ بڑی خوشی سے

باراتی بن سکتے ہیں ___ کھانے کو چاول اور پینے کو کوک تو بہرحال مل ہی جائے گا" ___ عمران کی زبان ظاہر ہے ایک بار جب پٹڑی سے اتر جائے تو پھر دوبارہ اس کا پٹڑی پر آنا اتنا آسان نہ ہوتا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں باس سے بات کر لینی چاہیئے۔ یہ شخص باز نہیں آئے گا" ___ جولیا جو خاموش بیٹھی تھی ایک بار پھر پھٹ پڑی۔

"جولیا! ___ میرا مخلصانہ مشورہ ہے کہ اب تم شادی کر ہی ڈالو ___ ورنہ جیسے جیسے تم بوڑھی ہوتی جاؤ گی ___ تمہارا چڑچڑا پن بڑھتا جائے گا" ___ عمران نے بڑے مخلصانہ انداز میں جولیا کو مشورہ دیتے ہوئے کہا اور جولیا نے بڑی پھرتی سے پیر کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"ارے ارے مس جولیا ___ پلیز" ___ صفدر نے فوراً ہی اس کا بازو پکڑ کر اسے روکتے ہوئے کہا۔

"دیکھو ___ اب تو صفدر بھی سفارش کر رہا ہے ___ اب تو کر ہی ڈالو شادی" ___ عمران نے اسے اور زیادہ چڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ بات اور زیادہ بڑھتی، اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور اینجلو اندر داخل ہوا۔

"ہیلو دوستو! ___ کیا میٹنگ ہو رہی ہے" ___ اینجلو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے تم انسانوں کی محفل میں کیسے آ گئے ___ بھلا ___ فرشتے کا دنیا داری سے کیا تعلق" ___ عمران نے مسکرا کر موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا ___ اچھا تو تم میرا نام استعمال کر رہے ہو" ___ اینجلو نے

ہنستے ہوئے کہا اور عمران کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گیا۔

"ظاہر ہے اس کے علاوہ کیا استعمال کیا جاسکتا ہے ۔۔۔ کسی کے پاس عقل ہوتی ہے تو اسے استعمال کیا جاتا ہے ۔۔۔ کسی کے پاس صرف نام ہوتا ہے" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور اینجلو کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم نے کچھ سامان منگوایا ہے۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ کوئی نیا پروگرام بنا ہوگا" ۔۔۔ اینجلو نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ اب میں نے سوچا ہے کہ ایک ڈرامہ سٹیج کیا جائے ۔۔۔ شہزادے، شہزادی کا ڈرامہ ۔۔۔ جس میں ایک خوفناک دیو سماج بن کر ٹپک پڑتا ہے اور شہزادی کو لے اڑتا ہے ۔۔۔ اور شہزادہ اپنی بہادری اور دلیری سے دیوؤں کی فوج کے کشتے کے پشتے لگاتا ہوا آخرکار شہزادی کو واپس حاصل کر لیتا ہے ۔۔۔ اور پھر ان دونوں کی بڑی دھوم دھام سے شادی ہوتی ہے اور پورے ملک میں جشن منایا جاتا ہے ۔۔۔ لیکن یار اینجلو! ۔۔۔ یہ بتاؤ کہ شادی کے بعد جشن کیوں منایا جاتا ہے ۔۔۔؟ حالانکہ اس کے بعد تو فاتحہ خوانی ہونی چاہئے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور اینجلو جو حیرت سے عمران کی بات سن رہا تھا اس کے آخری فقرے پر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"کیا واقعی کوئی ایسا پروگرام ہے" ۔۔۔؟ اینجلو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم بتاؤ کہ جو آدمی جولیا کو اغوا کرنے جا رہا تھا اس کا کیا کیا تم نے" ۔۔۔؟ عمران نے یکلخت بات بدلتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں! ۔۔۔ اس کے متعلق بھی تمہیں بتانا تھا ۔۔۔ اس سے

ہم نے پوچھ گچھ شروع کی تو اس نے دانت میں چھپے ہوئے زہریلے کیپسول کی مدد سے خودکشی کر لی ہے" ۔۔۔ اینجلو نے سنجیدہ ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"تم نے پوچھ گچھ کم کی ہوگی ۔۔۔ کچھ زیادہ کر دی ہوگی" ۔۔۔ عمران نے کہا اور اینجلو کے لبوں پر مسکراہٹ تیر آئی۔ عمران نے پوچھ گچھ علیحدہ علیحدہ کر کے نئی بات پیدا کر لی تھی۔

"وہ تو ہوتا ہی رہتا ہے ۔۔۔ اب تم مجھے اپنا نیا پروگرام بتاؤ" ۔۔۔ اینجلو نے کہا۔

"سر آرنلڈ کو جانتے ہو" ۔۔۔؟ عمران نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"سر آرنلڈ کو کون نہیں جانتا ۔۔۔ اچھی طرح جانتا ہوں ۔۔۔ کیوں؟ اس کا ذکر کیسے آگیا" ۔۔۔؟ اینجلو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"وہ میرا لنگوٹیا دوست ہے ۔۔۔ اسے پتہ چل گیا ہے کہ میں یہاں آیا ہوا ہوں ۔۔۔ اس نے مجھے اپنی رہائش گاہ پر ٹھہرنے کی دعوت بھیجی ہے" ۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ۔۔۔ اسے کیسے معلوم ہوا کہ تم یہاں ہو ۔۔۔؟ یہ تو مسئلہ غلط ہوگیا ۔۔۔ عام افواہ یہی ہے کہ ریڈ آرمی کا چیف وہی ہے"۔ اینجلو کا رنگ اڑ گیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں خوف سا اتر آیا تھا۔

"اگر تم کہو تو میں اسے تمہاری پارٹی میں شامل ہونے پر زور دوں ۔۔۔ اس سے تمہیں بڑی ڈھارس مل جائے گی" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہماری پارٹی میں ۔۔۔ اور سر آرنلڈ ۔۔۔ کیوں مذاق کرتے ہو ۔۔۔؟

بتایا تو ہے کہ عام افواہ ہے کہ وہ ریڈ آرمی کا چیف ہے۔ اور ریڈ آرمی کا چیف تو ہمارا دشمن نمبر ایک ہے" ___ اینجلو نے انتہائی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"اس میں تو تمہارا فائدہ ہے ___ تم خود سوچو کہ اگر ریڈ چیف تمہارے ساتھ ہو جائے تو پھر تمہاری پارٹی کو کتنا فائدہ ہو سکتا ہے ___ اور اگر سر آرتھلڈ ریڈ چیف نہ بھی ہوا تب بھی اس کی شمولیت تمہاری پارٹی کو کتنی تقویت دے سکتی ہے۔ اس پر غور کرو" ___ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا تم سنجیدہ ہو ___ ریڈ چیف اور ڈی۔ پی میں اتنا فرق ہے جیسے دن اور رات میں فرق ہوتا ہے ___ ایسی بات تو سوچنا ہی حماقت ہے" ___ اینجلو نے بڑا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

تو پھر سمجھ لو کہ دن اور رات کے ملنے کا وقت آ گیا ہے ___ میں نے پروگرام بنا لیا ہے کہ اس طرح ہم اگر صدیوں تک کوشش کرتے رہیں تو نہ ہی نظام حکومت بدلا جا سکتا ہے ___ اور نہ ہی تمہاری پارٹی اقتدار حاصل کر سکتی ہے ___ کیونکہ میں نے تمہاری پارٹی کی پوزیشن دیکھ لی ہے۔ اس میں ابھی وہ جان پیدا نہیں ہوئی کہ وہ حکومت سے کھل کر ٹکرا سکے۔ اس لئے میں نے یہ پروگرام بنایا ہے کہ کسی ایسے آدمی کو شامل کیا جائے جس سے پارٹی کو صحیح تقویت مل سکے" ___ عمران نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ تم مایوس ہو گئے ہو ___ اور اب ایسی باتیں کر کے اپنا پیچھا چھڑانا چاہتے ہو ___ تو عمران! میری طرف سے تم پر کوئی پابندی نہیں ہے ___ تم اگر واپس جانا چاہو تو بڑی خوشی سے جا سکتے

ہو۔ کیونکہ میں نے تو تمہیں نہیں بلایا تھا ___ تم نے خود ہی مجھ سے بات کر کے آفر کی تھی ___ بہرحال میری طرف سے تم آزاد ہو۔ ہمارا کیا ہے جیسے پہلے چل رہا تھا سلسلہ چلتا رہے گا" ___ اینجلو نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران قدم آگے بڑھا کر پیچھے کبھی نہیں ہٹتا ___ مسٹر اینجلو! اس بات کو نوٹ کر لو ___ اور جہاں تک واپس جانے یا آزادی کا تعلق ہے ___ تو تم اس بات کو ذہن سے نکال دو کہ عمران کسی کا پابند ہے۔ بہرحال جب وقت آئے گا تو تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ عمران مایوس ہو کر پیچھے ہٹ گیا ہے ___ یا اس نے تمہاری پارٹی ڈی۔ پی کے لئے واقعی کوئی ٹھوس کام کیا ہے" ___ عمران نے ایسے بااعتماد اور ٹھوس لہجے میں کہا کہ اینجلو حیرت سے اس کا چہرہ دیکھتا رہ گیا جس پر چٹانوں کی سی سنجیدگی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے عمران زندگی میں مسکرایا ہی نہ ہو۔

"اوہ سوری عمران! ___ واقعی مجھے ایسی بات نہ کرنی چاہیئے تھی۔ میں نے محسوس کر لیا ہے کہ تمہاری ذہنی صلاحیتیں ہم لوگوں سے کہیں بلند ہیں ___ تم نے ایک معمولی سا اقدام کر کے ڈی۔ پی پر چھایا ہوا جمود توڑ دیا ہے۔ اور ڈی۔ پی جو کام دس سالوں میں نہیں کر سکی تھی وہ تم نے ایک قطرہ خون بہائے بغیر چند منٹوں میں کر دکھایا ہے ___ اس لئے مجھے یقین ہے کہ تم جو کچھ کرو گے ہمارے لئے وہ آخر کار فائدہ مند ہی ثابت ہو گا" ___ اینجلو نے فوراً ہی معذرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہی بات تم میرے ساتھیوں کو سمجھا دو تو اس سے بہتوں کا بھلا ہوگا ــــ یہ تو مجھے کسی قطار شمار میں سمجھتے ہی نہیں ــــ بات بات پر دھمکیاں دیتے ہیں ــــ اب دیکھو! ــــ میں نے مس جولیا کو مشورہ دیا ہے کہ ــــ" عمران نے فوراً ہی مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن جولیا نے اس کی بات درمیان میں ہی کاٹ دی۔

"عمران! ــــ فضول باتیں میں پسند نہیں کرتی ــــ اور نہ ہی میں اتنی بے تکلفی کی اجازت دے سکتی ہوں" ــــ جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

"ویری گڈ! ــــ اب بات بنی ــــ چلو جتنی بے تکلفی کی تم اجازت دے سکتی ہو، اتنی ہی دے دو ــــ میرے لئے اتنی ہی کافی ہے" ــــ عمران نے خوش ہو کر کہا۔

اور جولیا ایک جھٹکے سے اٹھی اور پیر پٹختی ہوئی کمرے کے دروازے کی طرف بڑھی۔

"ارے آپ شاید میری موجودگی کی وجہ سے برا منا رہی ہیں مس جولیا! آپ تشریف رکھیں ــــ میں جا رہا ہوں ــــ عمران! تمہارا سامان تمہیں مل جائے گا ــــ اور میری طرف سے آزادی ہے۔ جیسا چاہو کرو۔ میں کوئی مداخلت نہیں کروں گا" ــــ انجلو نے تیزی سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا، اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

انجلو کے جانے کے بعد جولیا خاموشی سے مڑی اور واپس آ کر صوفے پر بیٹھ گئی۔ اس کا چہرہ ابھی تک بگڑا ہوا تھا۔

"عمران صاحب! ــــ پلیز پروگرام بتایئے تاکہ کوئی کام ہو سکے" ــــ

اس بار صفدر نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"اچھا ــــ کام کرنا چاہتے ہو ــــ ماشاءاللہ ــــ ہونہاری اسی کو کہتے ہیں ــــ میرا خیال ہے کہ میں کہیں سڑک بنانے کا ٹھیکہ لے لوں اور تم سب کو پتھر توڑنے پر لگا دوں ــــ کام بھی ہوتا رہے گا اور منافع بھی ملتا رہے گا ــــ کیا خیال ہے" ــــ؟ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جیسے آپ کی مرضی ــــ نہ بتائیں" ــــ صفدر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس نے عمران کی غیر سنجیدگی کا واقعی برا منایا تھا۔

"اب تم میں بھی جولیا جیسی خصوصیات پیدا ہوتی جا رہی ہیں ــــ سچ کہتے ہیں کہ مرغی کو دیکھ کر مرغے بھی کڑک ہو جاتے ہیں" ــــ عمران نے کہا اور صفدر کھسیانی سی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔ عمران نے انہیں واقعی دل بھر کر زچ کر دیا تھا۔ اور وہ بے بسی سے بس پھیکی ہنسی ہنس کر ہی رہ جاتے۔

"صفدر! ــــ تم خوامخواہ سر کھپا رہے ہو ــــ یہ ہمارا مذاق اڑا اڑا کر لطف لیتا ہے ــــ تم جتنی منتیں کرتے جاؤ گے ــــ یہ اتنا ہی اکڑتا جائے گا ــــ اسے اس کے حال پر چھوڑ دو ــــ خود کرتا پھرے گا کام۔ جب ہمیں واپسی کے لئے کہے گا چل پڑیں گے ــــ اس وقت تک ہم یہاں تفریح کریں گے ــــ گھومیں پھریں گے ــــ کلب ڈانس دیکھیں گے" ــــ تنویر نے بڑے طنزیہ انداز میں صفدر کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب! ــــ اچھا انداز ہے ــــ بہرحال میری طرف سے تمہیں مکمل آزادی ہے جو چاہو، کرتے پھرو۔ ایکسٹو کو حساب کتاب

تم نے ہی دینا ہے ۔۔۔ مجھے کیا" ۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ ہم دے لیں گے ۔۔۔ تم فکر نہ کرو ۔۔۔ ظاہر ہے جب کوئی پروگرام ہی نہیں ہے ۔۔۔ کوئی کام ہی نہیں ہے۔ تو ہم سوائے تفریح کے اور کیا کر سکتے ہیں ۔۔۔ کیوں جولیا" ۔۔۔ تنویر نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تو پھر جاؤ ۔۔۔ میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو ۔۔۔ سدھارو ہوٹلوں اور کلبوں کی طرف" ۔۔۔ عمران نے کہا اور تنویر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو تنویر! ۔۔۔ ہم یہاں ڈیوٹی پر ہیں ۔۔۔ کسی تفریحی دورے پر نہیں آئے ۔۔۔ اور تم جانتے ہو کہ ڈیوٹی کے دوران تفریح کرنے کے کیا نتائج نکلتے ہیں" ۔۔۔ صفدر نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لیکن ڈیوٹی کا بھی تو پتہ چلے گا ۔۔۔ تم بتاؤ کیا ڈیوٹی ہے ہماری" ۔۔۔ تنویر نے غصے سے بھڑکتے ہوئے کہا۔

"تمہاری ڈیوٹی یہ ہے کہ تم خاموشی سے بیٹھ جاؤ ۔۔۔ اور عمران جو کہے اس پر عمل کرو ۔۔۔ آئندہ تم آزاد ہو ۔۔۔ چاہو تو ایکسٹو کو کسی بھی ایسی مہم پر جانے سے انکار کر دینا، جس کا لیڈر عمران ہو" ۔۔۔ صفدر نے سخت لہجے میں کہا اور تنویر برا سا منہ بناتا ہوا واپس صوفے پر بیٹھ گیا۔

"نہیں ۔۔۔ خاموش بیٹھنے کی ضرورت نہیں ہے ۔۔۔ میری طرف سے آپ گانا گا سکتے ہیں ۔۔۔ غزلیں پڑھ سکتے ہیں ۔۔۔ اور اگر خدا توفیق دے تو حمد و نعت بھی پڑھ سکتے ہیں" ۔۔۔ عمران ابھی تک اسی موڈ میں تھا لیکن اس بار اس کی بات کا کسی نے جواب نہ دیا۔ بلکہ سب خاموش بیٹھے رہے۔

"باس ۔۔۔ میں کچھ کہہ سکتا ہوں" ۔۔۔ اچانک جوانا نے کہا۔ وہ اب تک خاموش بیٹھا تھا۔ اب پہلی بار بولا تھا اور سب چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

"ہاں ہاں! ۔۔۔ تم بھی بول سکتے ہو ۔۔۔ اگر اللہ تعالیٰ نے تمہیں زبان دی ہے تو ضرور بول سکتے ہو ۔۔۔ ویسے صفدر! ۔۔۔ یہ ہمارے ہاں بول براز تو بڑے برے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے ۔۔۔ جبکہ بولنے والی زبان تو کہتے ہیں پاک ہوتی ہے ۔۔۔ یہ کیا چکر ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہماری زبان کی لغات اب پرانی اور فرسودہ ہو چکی ہے اور اب اسے بدلنا چاہیئے ۔۔۔ چلو تم ہی بتاؤ، بول براز میں بول کی جگہ کونسا لفظ لگایا جائے" ۔۔۔ عمران نے اور ہی سلسلہ چھیڑ دیا۔

"بول کی جگہ عمران ٹھیک رہے گا ۔۔۔ ویسے بھی بولنے میں تمہارا جواب نہیں" ۔۔۔ تنویر نے دل کے پھپھولے پھوڑتے ہوئے کہا۔ اور عمران بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

تنویر نے بڑا خوبصورت فقرہ چست کیا تھا اور عمران تو ایسے فقروں کی ہمیشہ انتظار میں رہتا تھا۔ باقی ساتھی جو منہ لٹکائے بیٹھے تھے وہ بھی بے اختیار مسکرا دیئے۔ اور محفل کا رنگ ہی بدل گیا۔

"باس! ۔۔۔ میرا خیال ہے کہ ہم سب کو خودکشی کر لینی چاہیئے" ۔۔۔ جوانا نے اچانک کہا۔

"اچھا! ۔۔۔ بڑا نیک خیال ہے ۔۔۔ بسم اللہ ۔۔۔ بہتوں کا بھلا ہو گا" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن باس! ۔۔۔ پہلے تمہیں خودکشی کرنی پڑے گی ۔۔۔ ہم اکیلے

تو نہیں کر سکتے" — جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ البتہ ٹیڑھی کھیر ہے — میرا دماغ ابھی خراب نہیں ہوا اور جب خراب ہوا تو پھر خودکشی کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ آخر تمہیں خودکشی کی کیا سوجھی ہے جوانا" — صفدر نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جب کام ہی کوئی نہ ہو تو بے کار لاشوں سے بہتر نہیں کہ اصلی لاشوں میں تبدیل ہو جائیں" — جوانا نے جواب دیا۔

"یار تم لوگ تو واقعی تنگ آگئے ہو — اچھا سنو — پھر نہ کہنا کہ ہمیں فرصت ہی نہیں میسر آئی — سنو — میں پرنس آف ڈھمپ کے روپ میں اپنے باڈی گارڈوں جوزف اور جوانا کے ساتھ سر آرنلڈ کا ذاتی مہمان ہوں گا — تم لوگ تیار رہنا — جب میں تمہیں ٹی۔ ٹو پر کاشن دوں گا تو تم نے رہائش گاہ پر حملہ کر دینا ہے اور اس کے بعد سر آرنلڈ یہاں ہو گا بولو کیسا پروگرام ہے" — عمران نے یوں کہا جیسے باپ بچوں کو کہانی سنانے کے بعد پوچھتا ہے کہ کہو کیسی کہانی تھی۔

"پروگرام تو اچھا ہے لیکن یہ اندھیرے میں تیر چلانے والی بات ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ وہ تم سے ملاقات بھی کرتا ہے یا نہیں — اور دوسری بات یہ کہ اس کی رہائش گاہ کا اندرونی ماحول — محافظوں کی تعداد وغیرہ کے متعلق تو ہمیں بالکل علم نہ ہو گا — اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہماری وہاں موجودگی میں ہی پولیس یا ریڈ آرمی پہنچ جائے" — جولیا نے عمران کی تجویز پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ سب تمہارا کام ہے — چاہے اندھیرے میں تیر چلاؤ — چاہے پہلے سوچ بچار کر کے روشنی کر لو پھر تیر چلانا — مجھے تو بس شکار چاہئے" — عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے — ہم سمجھ گئے ہیں کہ آپ کیا چاہتے ہیں — اس کا مطلب ہے کہ اس حملے میں آپ قطعی غیر جانبدار رہیں گے" — صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"غیر جانبداری میں انسان کی عزت و وقار میں اضافہ ہوتا ہے — اور ویسے بھی ریاست ڈھمپ ایک خود مختار لیکن غیر جانبدار قسم کی ریاست ہے" — عمران نے کہا۔ اور اٹھ کھڑا ہوا۔ کیونکہ وہی نوجوان جس کو عمران نے سامان کی لسٹ دی تھی وہ بڑے بڑے بیگ اٹھائے کمرے میں داخل ہو رہا تھا۔

"ان میں آپ کا مطلوبہ سامان ہے جناب! — اور کاریں باہر پورچ میں موجود ہیں" — نوجوان نے بیگ عمران کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے" — عمران نے کہا اور پھر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

"آؤ چلیں — اب محفل برخواست ہونی چاہئے — ہم نے بہت آرام کر لیا ہے" — اور خود تیز تیز قدم بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

مارشل بڑی بے چینی کے عالم میں اپنے دفتر میں ٹہل رہا تھا۔ وہ بار بار اپنی مٹھیاں بھینچتا۔ اس کے چہرے کے اعصاب پھڑک رہے تھے اور آنکھوں میں گہری سُرخی اُتر آئی تھی۔ ایک طرف پڑی ہوئی میز کے ساتھ کرسی پر راک مین بڑے مطمئن سے انداز میں بیٹھا ہوا تھا لیکن جب مارشل اس کی طرف دیکھتا، وہ منہ اس طرح بنا لیتا جیسے اُسے بھی کسی بات پر گہری تشویش ہو۔

"ریڈ چیف نے آج مجھے بُری طرح جھاڑ دیا ہے نمبر وَن ــــ اور مجھ سے کوئی بات ہی نہیں بن سکی ــــ ایسا میری زندگی میں پہلی بار ہوا ہے" ــــ اچانک مارشل نے مڑ کر راک مین سے کہا۔

"یس سر ــــ میں نے سُنا ہے ــــ ریڈ چیف کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا ــــ یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں ــــ وہ اتنی آسانی سے تو گرفت میں نہیں آ سکتے" ــــ راک مین نے کہا۔

"ویسے عجیب چکر ہے ــــ نمبر فائیو اس لڑکی کو لے گیا۔ لیکن وہ ریڈ پوائنٹ پر آج تک نہیں پہنچا ــــ اور نہ ہی اس کے متعلق کوئی اطلاع ملی ــــ باقی لوگ اس طرح غائب ہو گئے کہ جیسے ان کا سرے سے وجود ہی نہ ہو ــــ اور پورے ملک میں اس جعلی اجلاس نے تہلکہ مچا دیا ــــ ریڈ چیف تو پاگل کتے کی طرح کاٹ کھانے کو دوڑ رہا ہے اور ہم احمقوں کی طرح بیٹھے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھ رہے ہیں" ــــ مارشل نے واپس میز کے پیچھے موجود کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"باس! ــــ سوچنے کی بات یہ ہے کہ آخر ہم کر کیا رہے ہیں ــــ یا دوسرے لفظوں میں ہم نے اب تک کیا کیا ہے ــــ جب کیس ہماری سروس میں آیا ہے ــــ ہم نے ایک گمنام اطلاع پر چھاپہ مارا جس کا نتیجہ بے سود رہا ــــ اس کے بعد ایک جگہ ہمارے نوٹس میں آئی جہاں اجلاس کا اعلان کیا گیا ــــ ہم نے وہاں نگرانی شروع کی۔ تاکہ اصل لوگ سامنے آسکیں۔ لیکن نتیجہ کیا نکلا کہ وہاں اجلاس کی بجائے جلوس نکلا اور پھر نقلی پولیس نے فائرنگ کی ــــ اور اس کے بعد جلوس کے شرکا اور نقلی پولیس سب غائب ہو گئے ــــ ایک لڑکی کے متعلق اطلاع ملی لیکن اُسے اغوا کرنے والا ہی غائب ہو گیا ــــ اور اب ہم اندھیرے میں بیٹھے کسی روشنی کا انتظار کر رہے ہیں" ــــ راک مین نے بڑے سرد لہجے میں مارشل اور اس کی ٹیم کی کارکردگی کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو نمبر وَن ــــ واقعی مجھ سے حماقتیں ہوئی ہیں ــــ میں خواہ مخواہ احمقوں کی طرح اِدھر اُدھر بھاگ رہا ہوں" ــــ مارشل نے اس بار تائید میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے پر چھائی

ہوئی بے چینی دور ہوگئی تھی اور اس کی جگہ سکون نظر آرہا تھا۔

"باس!۔۔۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں تمام حالات کا ٹھنڈے دل سے جائزہ لینا چاہیئے۔۔۔ اور پھر کوئی ٹھوس منصوبہ بندی کی جائے۔ تب ہی کوئی مفید نتیجہ برآمد ہوسکتا ہے"۔۔۔ نمبروان نے کہا۔

"تم بتاؤ۔۔۔ تمہارا کیا خیال ہے۔۔۔ آخر تم نمبروان ہو۔ کوئی مشورہ دو"۔۔۔ مارشل نے غور سے نمبروان کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"باس!۔۔۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے افراد یہاں اینجلو کے پاس پناہ لئے ہوئے ہیں۔۔۔ اگر ہم اینجلو کو تلاش کرلیں تو ہم ان تک پہنچ سکتے ہیں۔۔۔ اینجلو ایسا غیر معروف آدمی بھی نہیں ہے کہ اُسے وسیع پیمانے پر تلاش نہ کیا جاسکے"۔۔۔ نمبروان نے کہا۔

"گڈ نمبروان۔۔۔ ویری گڈ۔۔۔ تم نے بنیادی آئیڈیا دیا ہے۔ میں خوامخواہ پریشان ہورہا تھا۔۔۔ واقعی میرا دماغ خراب ہوگیا تھا۔۔۔ میں ایسے آدمی کو جانتا ہوں جو اینجلو کو جہاں کہیں بھی ہوگا، ڈھونڈ نکالے گا۔۔۔ اینڈرن بل کا کہہ رہا ہوں"۔۔۔ مارشل نے پرجوش لہجے میں کہا۔

"اوہ اینڈرن بل۔۔۔ واقعی وہ ایسا آدمی ہے۔۔۔ اور جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے وہ ڈی۔ پی میں بھی رہا تھا"۔۔۔ نمبروان نے جواب دیا۔ اور مارشل نے سر ہلاتے ہوئے میز پر پڑا ہوا ٹیلیفون سیٹ اپنی طرف کھسکایا اور پھر اس کا رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

"یس۔ آر جی سروس"۔۔۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز آئی۔

"اینڈرن بل سے بات کرائیں۔۔۔ میں کاکس ریڈ بول رہا ہوں"۔۔۔ مارشل

نے آواز بدلتے ہوئے جواب دیا۔

"یس سر!۔۔۔ ہولڈ آن کیجئے"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور مارشل خاموش ہوگیا۔

"یس۔۔۔ اینڈرن بل سپیکنگ"۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"اینڈرن بل!۔۔۔ میں کاکس ریڈ بول رہا ہوں۔۔۔ میرا تعلق سنان ایکس چینج سے ہے۔ میں ایک آدمی کو تلاش کرانا چاہتا ہوں۔۔۔ اس کا پتہ اور مصروفیات کی تفصیل۔۔۔ کیا تمہاری سروس یہ کام کرسکتی ہے"۔۔۔ مارشل نے کہا۔

"پہلے اس آدمی کا حدود اربعہ بتایئے۔۔۔ ویسے آر جی سروس کا تو پیشہ ہی یہی ہے"۔۔۔ اینڈرن بل نے جواب دیا۔ اینڈرن بل دراصل ایک پرائیویٹ سراغ رساں ایجنسی چلاتا تھا جسے آر جی سروس کہا جاتا تھا۔ اس کے آدمی پورے دارالحکومت میں پھیلے ہوئے تھے۔ اور اُسے اس پیشے میں انتہائی ماہر سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے اس کا معاوضہ بھی شاید دوسری اس قسم کی ایجنسیوں سے زیادہ ہوتا تھا۔

"وہ ایک تاجر ہے۔۔۔ قالین کے کاروبار سے منسلک ہے۔ اس کا نام اینجلو ہے۔۔۔ سنا گیا ہے کہ وہ انٹی گورنمنٹ پارٹی ڈیموکریٹک پارٹی کا سربراہ ہے"۔۔۔ مارشل نے کہا۔

"اینجلو کے متعلق آپ کو کس قسم کی معلومات چاہیئیں"۔۔۔ اینڈرن نے کہا اور اس کے اس جواب سے مارشل کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات گہرے ہوگئے۔ اس کا صاف مطلب تھا کہ وہ اینجلو پہ کام کریگا اور

یقیناً اسے پہلے سے اس کے متعلق بنیادی معلومات حاصل ہوں گی۔ ایسی ایجنسیاں اپنے طور پر بھی معلومات کا اسٹاک رکھتی ہیں۔

"مجھے اس کی موجودہ رہائش گاہ کا پتہ چاہیے ۔۔۔ حتمی اور یقینی پتہ اور وہ اوقات بھی ۔۔۔ جب وہ اپنی رہائش گاہ پر یقیناً مل جاتا ہو۔۔۔" مارشل نے کہا۔

"اس کے لئے پانچ سو لیرا خرچ آئے گا ۔۔۔ آپ اپنے بنک کو ہدایت کر دیں کہ وہ آر جی سروس کے نام یہ رقم جمع کرا دے ۔۔۔ آپ کی معلومات آپ کو مل جائیں گی" ۔۔۔ اینڈرن نے جواب دیا۔

"کتنا وقت لگے گا ان معلومات کو مہیا کرنے میں" ۔۔۔ مارشل نے پوچھا۔

"جیسے ہی رقم ہماری سروس کے کھاتے میں پہنچے گی ۔۔۔ آپ کو معلومات مل جائیں گی ۔۔۔ آپ اپنا ٹیلیفون نمبر دے دیں" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ میں بذریعہ ٹیلیفون کال رقم جمع کرا دیتا ہوں۔ اس کے بعد میں خود کال کر لوں گا" ۔۔۔ مارشل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اینڈرن کے پاس معلومات پہلے سے موجود ہیں" ۔۔۔ نمبروان نے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ وہ بہت ہوشیار اور تیز ہے" ۔۔۔ مارشل نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے دوبارہ نمبر پریس کئے اور بنک کو آر جی سروس کے کھاتے میں فوراً پانچ سو لیرا جمع کرنے کے لئے کہا اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی ہدایت کی کہ بذریعہ فون آر جی سروس کو اطلاع کر دی جائے یہ بدایا؟

کے بعد وہ پانچ منٹ تک خاموش بیٹھا رہا۔ پھر اس نے دوبارہ سروس کے نمبر دبا دیئے۔

یس ۔ آر جی سروس" ۔۔۔ دوبارہ وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

اینڈرن سے بات کراؤ ۔۔۔ میں کاکس ریڈ بول رہا ہوں" ۔۔۔ مارشل

یس سر ۔۔۔ ہولڈ آن کیجئے" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور لمحوں بعد ہی اینڈرن بل کی آواز سنائی دی۔

مسٹر کاکس ریڈ! ۔۔۔ مطلوبہ رقم پہنچ گئی ہے ۔۔۔ معلومات ریں ۔۔۔ اینجلو کی ذاتی رہائش گاہ پاول روڈ کی رہائش گاہ نمبر دس ہے ۔۔۔ لیکن آج کل وہ یہاں نہیں رہتا ۔۔۔ بلکہ وہ روزانہ کسی نئی ہے ۔۔۔ شاید وہ کسی خفیہ مشن میں مصروف ہے ۔۔۔ بہرحال وڑی دیر پہلے اسے جل پارک کی کوٹھی نمبر سات سو سترہ میں جاتے یا ہے ۔۔۔ وہ اب بھی وہیں موجود ہے" ۔۔۔ اینڈرن بل نے ت فراہم کرتے ہوئے کہا۔

یا مطلب ۔۔۔ کیا تم لوگ اینجلو کی پہلے سے نگرانی کر رہے ہو؟ نے چونکتے ہوئے کہا۔

ایسے ہی سمجھ لو ۔۔۔ اس کی حرکات کچھ روز سے مشکوک نوٹ کی گئیں ری ایجنسی نے اس کی نگرانی شروع کر دی ۔۔۔ ہم اس ٹاپ گوں کے متعلق ہمیشہ اپ ٹو ڈیٹ معلومات رکھتے ہیں۔ اسی لئے ی ایجنسی معروف ہے" ۔۔۔ اینڈرن بل نے بڑے فاخرانہ لہجے میں ب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ! —— تھینک یو" —— مارشل نے تحسین آمیز لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ کر اُٹھ کھڑا ہوا۔

"چلو نمبروَن! —— اینجلو اس وقت ہل پارک کی کوٹھی نمبر سات سو سترہ میں موجود ہے —— ہمیں فوراً اس کوٹھی پر چھاپہ مارنا ہے" —— مارشل نے تیز لہجے میں کہا۔

"اگر آپ میری بات مانیں —— تو میں ایک اور تجویز پیش کرتا ہوں" — نمبروَن نے بھی کرسی سے اُٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں بولو —— مگر جلدی" —— مارشل نے بے چینی سے لہجے میں کہا۔

"ہم پہلے اس کوٹھی کی نگرانی کرائیں —— اینجلو اگر وہاں سے جائے تو اس کی بھی نگرانی کا انتظام ہو —— اور اس کوٹھی میں جو لوگ موجود ہوں ان کی بھی نگرانی ہو —— تاکہ ہم اندھوں کی طرح اس کوٹھی پر نہ ٹوٹ پڑیں —— بلکہ ہمیں پہلے سے معلوم ہو کہ وہاں کون لوگ موجود ہیں اور اینجلو کیا کرتا پھر رہا ہے —— پھر ہم آسانی سے اس پر ہاتھ ڈال سکتے ہیں" —— نمبروَن نے جواب دیا۔

"اوہ! — ٹھیک ہے —— واقعی یہ تجویز اچھی ہے —— دراصل میری طبیعت ہی کچھ ایسی ہے کہ میں شکار پر فوراً جھپٹ پڑتا ہوں" —— مارشل نے مسکراتے ہوئے کہا اور دوبارہ اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"ہماری سروس چونکہ آج تک دوسرے ممالک میں کام کرتی رہی ہے اور اپنے ملک میں کام کرنے کا چونکہ یہ پہلا موقع ہے۔ اس لئے یہ مشکل پیش آرہی ہے" —— نمبروَن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور مارشل

سر ہلاتے ہوئے نمبر پریس کر دیا۔

"یس راشیل" —— دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"راشیل —— ہل پارک کی کوٹھی نمبر سات سو سترہ کو فوری طور پر چیک —— اینجلو وہاں گیا ہے —— اگر وہ وہاں سے جائے تو اس کی نگرانی کی جائے اور اس کوٹھی کے اندر رہنے والے افراد اور اس کی عمل وقوع کے متعلق بھی تفصیلات مجھے چاہئیں —— ہر کام انتہائی احتیاط سے ہونا چاہیے" —— مارشل نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس" —— دوسری طرف سے کہا گیا اور مارشل نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر مکمل اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

سیاہ رنگ کی جدید ماڈل رولز رائس کار تیزی سے اس سڑک
کی طرف مڑی جو اوپر پہاڑی پر واقع سر آرنلڈ کی محل نما رہائش گاہ پر جا کر
ختم ہوتی تھی۔

کار کے سامنے ایک فلیگ ہوا میں پھڑپھڑا رہا تھا جس کا رنگ گہرا
سبز تھا اور درمیان میں سرخ رنگ کا شیر دھاڑ رہا تھا۔ نیچے ریاست ڈھمپ
کے الفاظ سرخ رنگ سے لکھے ہوئے تھے۔ کار کے سٹیرنگ پر جوانا بیٹھا
ہوا تھا۔ اس کے ساتھ عمران تھا جس نے سفید سلکی سوٹ پہن رکھا تھا
البتہ اس کے گلے میں بڑے بڑے ہیروں کا ایک ہار جگمگا رہا تھا۔ چہرے پر
انتہائی معصومیت تھی۔ اور پچھلی سیٹ پر جوزف موجود تھا۔ اس نے
جوانا کی طرح گہرے نیلے رنگ کا فوجی یونیفارم پہن رکھی تھی۔ البتہ ان کے
پاس اسلحہ نام کی کوئی چیز موجود نہ تھی۔

عمران بطور پرنس آف ڈھمپ، سر آرنلڈ سے ملنے جا رہا تھا۔ کیا

چونکہ مشرقی شہزادوں والا لباس میسر نہ تھا اس لئے اس نے سفید
سوٹ پہننے پر ہی اکتفا کیا تھا۔ اسلحہ اس نے جان بوجھ کر ساتھ نہ
لیا تھا۔

عمران نے سر آرنلڈ سے ملاقات کا وقت ایک فرضی سفارت خانے
کا ترجمان بن کر فون پر ہی لے لیا تھا۔ مقصد ملاقات سر آرنلڈ کو ریاست ڈھمپ
میں فائیو سٹار ہوٹل کھولنے کے لئے مذاکرات بتایا گیا تھا۔ کیونکہ سر آرنلڈ
کا تعلق ہوٹل بزنس سے تھا۔ اور شاید یہی وجہ تھی کہ عمران کو سر آرنلڈ سے
ملاقات کا وقت دے دیا گیا تھا۔

کار تیزی سے آگے بڑھتی ہوئی سر آرنلڈ کی رہائش گاہ کے مین
گیٹ کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ سلاخوں سے بنا ہوا بڑا سا پھاٹک بند
تھا۔ اس پھاٹک کی دونوں سائیڈوں میں کمرے بنے ہوئے تھے جن
میں لمبی لمبی اور پتلی کھڑکیاں تھیں۔ ان کھڑکیوں میں بھی فولادی سلاخیں
لگی تھیں۔ اور ان سلاخوں کے پیچھے مسلح افراد بڑے مستعد انداز میں
کھڑے نظر آ رہے تھے۔ پھاٹک کے باہر دو دیوقامت حبشی ہاتھوں
میں گنیں اٹھائے اور خاکی رنگ کی شاندار وردی پہنے کھڑے تھے۔
جیسے ہی جوانا نے کار پھاٹک کے قریب جا کر روکی، پھاٹک کے
باہر کھڑے ہوئے حبشیوں میں سے ایک تیزی سے کار کی طرف بڑھا اس
کا انداز مؤدبانہ تھا۔ شاید کار کے سامنے لہراتے ہوئے فلیگ کی وجہ سے
تھا یا پھر انہیں پہلے سے ہی ہدایات کر دی گئی تھیں۔

"یس سر"۔۔۔ ایک حبشی نے عمران کے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ، سر آرنلڈ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے

ہیں" ـــــ عمران کی بجائے پیچھے بیٹھے ہوئے جوزف نے کہا۔

عمران نے جوزف کی تربیت ایسی کی تھی کہ ایسے موقعوں پر وہ انتہائی مستعد اور فرض شناس سیکرٹری کے فرائض خود بخود انجام دیا کرتا تھا تاکہ پرنس کا بھرم رہ سکے۔ اور یہی وجہ تھی کہ حبشی کو جواب اسی نے دیا تھا، جبکہ عمران خاموش اور بے تعلق سا بیٹھا تھا۔ جیسے وہ ایک دربان سے بات کرنا اپنی توہین سمجھتا ہو۔

"یس سر! ـــ میں بات کرتا ہوں ـــــ مگر سر! آپ اسلحہ اندر نہیں لے جا سکتے" ـــــ حبشی نے جواب دیا۔

"اسلحہ ہمارے پاس نہیں ہے" ـــــ جوزف نے قدرے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے ـــ میں بات کرتا ہوں" ـــــ حبشی نے تیز نظروں سے کار کے اندرونی ماحول کا جائزہ لیتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا پھاٹک کی سائیڈ میں بنے ہوئے کمرے کی کھڑکی کے پاس پہنچا۔ اس نے اندر موجود کسی سے بات کی اور پھر وہ واپس اپنی جگہ کی طرف بڑھ گیا۔

چند لمحوں بعد پھاٹک خود بخود کھلتا چلا گیا۔ اور جوانا نے کار آگے بڑھا دی۔ گیٹ کراس کر کے وہ ایک وسیع و عریض لان کراس کرتے ہوئے عمارت کے عظیم الشان پورچ کے قریب پہنچ گئے۔ پورچ میں ایک نئے ماڈل کی لنکن کار موجود تھی۔ جوانا نے کار اس کے قریب جا کر روکی اور پھر وہ دروازہ کھول کر تیزی سے نیچے اترا۔ اور فوجی انداز میں اکڑ کر کھڑا ہو گیا۔ دوسری طرف سے جوزف بھی پھرتی سے باہر آیا اور اس نے

ـــے مودبانہ انداز میں عمران والی سائیڈ کا دروازہ کھولا۔

"تشریف لائیے پرنس" ـــــ جوزف نے دروازہ کھول کر ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

عمران بڑے باوقار انداز سے نیچے اترا۔ اور سیدھا کھڑا ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں تحسین کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ جیسے عظیم الشان محل اسے پسند آیا ہو۔

اسی لمحے برآمدے میں ایک ادھیڑ عمر آدمی کشمکشی رنگ کے بہترین سوٹ میں ملبوس نمودار ہوا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا عمران کی طرف بڑھا۔ سر سے گنجا تھا۔

"میرا نام جان مارٹن ہے جناب! ـــ میں سر آرنلڈ کا سیکرٹری ہوں۔ آپ کے استقبال کے لئے حاضر ہوا ہوں" ـــــ اس ادھیڑ عمر گنجے نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ لیکن عمران نے اس سے مصافحہ کرنے کی بجائے ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا۔

"مسٹر سیکرٹری! ـــ پرنس اپنے سے کم رتبے کے افراد سے مصافحہ نہیں کیا کرتے ـــ اس لئے آپ مصافحہ کے لئے بڑھایا ہوا اپنا ہاتھ واپس کھینچ سکتے ہیں۔ آپ کو اس کی اجازت دی جاتی ہے" ـــــ جوزف نے بڑے شاہانہ انداز میں کہا اور جان مارٹن نے جھینپ کر ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ جوزف کے ان فقرات سے جوانا کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"اوہ سوری سر! ـــ مجھ سے واقعی گستاخی ہو گئی ہے ـــ سر آرنلڈ آپ کا انتظار فرما رہے ہیں ـــ تشریف لے چلیے" ـــــ جان مارٹن نے جھینپے ہوئے الفاظ میں کہا۔ لیکن اس کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ اسے اپنی

اہانت پر دل ہی دل میں خاصا غصہ آیا ہے۔

"سیکرٹری! ۔۔۔ ان صاحب کو بتاؤ کہ پرنس کے استقبال کے لئے سر آرنلڈ کو خود تشریف لانا چاہیئے ۔۔۔ ان کی بجائے ان کے سیکرٹری کا آنا ہماری توہین ہے" ۔۔۔ عمران نے بڑے سخت لہجے میں جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ جناب وہ خود آپ کے استقبال کے لئے تشریف لاتے مگر وہ کچھ بیمار ہیں ۔۔۔ اس لئے ان کی طرف سے معذرت قبول کیجئے" جان مارٹن نے فوراً ہی بات بناتے ہوئے کہا۔

"سیکرٹری! ۔۔۔ ان صاحب کو بتا دو کہ اگر واقعی یہ وجہ ہے تو ہم یہ معذرت قبول کرتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے بڑے شاہانہ انداز میں کہا اور پھر اس نے برآمدے کی طرف قدم بڑھا دئیے۔ جان مارٹن ایک طرف ہٹ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں عمران کی رہنمائی کر رہا تھا۔ جبکہ جوانا اور جوزف اب بطور باڈی گارڈ عمران کے پیچھے فوجی انداز میں مارچ کرتے ہوئے چل رہے تھے۔

برآمدہ کراس کر کے جان مارٹن انہیں ایک وسیع و عریض کمرے میں لے گیا۔ جو انتہائی شاہانہ انداز میں سجایا گیا تھا۔ سامنے ایک صوفے پر ایک ادھیڑ عمر لیکن قابل رشک صحت کا مالک آدمی اس طرح اکڑا ہوا بیٹھا تھا جیسے ساری دنیا اسی کی ملکیت ہو۔ اس نے آنکھوں پر سنہرے رنگ کی پتلی کمانیوں والی انتہائی نفیس عینک پہن رکھی تھی۔ چہرے سے سختی عیاں تھی۔

جیسے ہی عمران اندر داخل ہوا۔ وہ شخص یوں اٹھ کر کھڑا ہوا کہ جیسے

باول نخواستہ ایسا کرنا پڑ رہا ہو۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی بیزاری کے ت نمایاں تھے۔

"خوش آمدید پرنس! ۔۔۔ مجھے آرنلڈ کہتے ہیں" ۔۔۔ اس آدمی نے سر آرنلڈ تھا، اپنا ہاتھ مصافحہ کے لئے عمران کی طرف بڑھاتے تے کہا۔

"سوری! ۔۔۔ ہم نقلی آدمیوں سے ہاتھ ملانا اپنی توہین سمجھتے ہیں ۔۔۔ ٹری" ۔۔۔ عمران نے سر آرنلڈ کو جواب دیتے دیتے جوزف کی طرف کر کہا۔

"یس پرنس" ۔۔۔ جوزف نے بڑے مستعد انداز میں کہا۔

"انہیں کہو کہ ہمارے پاس ضائع کرنے کے لئے بالکل وقت نہیں ہے ۔۔۔ ہم سر آرنلڈ سے ملنے آئے ہیں ۔۔۔ کسی نقلی آدمی سے نہیں"۔ ان نے بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

ادھیڑ عمر آدمی جو مصافحہ کے لئے ہاتھ اٹھائے حیرت سے بت بنا ا تھا ویسے ہی کھڑا رہ گیا۔ اس کی آنکھوں میں واقعی شدید حیرت یاں تھی۔

"ویری گڈ! ۔۔۔ اسے کہتے ہیں ذہانت ۔۔۔ اور ہم نے ایسی بے پناہ انت آج تک کسی پرنس میں نہیں دیکھی ۔۔۔ بہرحال ہم پرنس آف پ کو اپنی رہائش گاہ پر دلی خوش آمدید کہتے ہیں" ۔۔۔ اچانک ایک روازے سے بالکل اسی حلیے اور قد و قامت کا آدمی باہر آ گیا جس نے یٹی رنگ کا انتہائی گراں قیمت لباس پہنا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر ی ویسی ہی عینک لگی ہوئی تھی۔

"ڈرانگر! — تم اب جاسکتے ہو — تمہارا کام ختم ہوگیا" — آئیڈلے نے پہلے والے آرنلڈ سے کہا اور وہ سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ البتہ جان مارٹن ایک طرف بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑا تھا۔

"ہم سر آرنلڈ کو اس قدر خوبصورت رہائش گاہ کا مالک ہونے پر مبارکباد پیش کرتے ہیں" — عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"ہم پرنس کا شکریہ ادا کرتے ہیں" — سر آرنلڈ نے مسکراتے ہوئے کہا — "لیکن ہم پرنس سے یہ ضرور پوچھنا چاہیں گے کہ پرنس کو ڈرانگر کے نقلی ہونے کا علم کیسے ہوا — جبکہ آج سے پہلے اسے کوئی نہیں پہچان سکا" — سر آرنلڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ڈرانگر کی آنکھوں میں وہ ذہانت مفقود تھی — جو کہ اتنے بڑے کاروباری آدمی سر آرنلڈ کی آنکھوں میں ہونا ضروری تھی — اس کی آنکھیں ایک ملازم کی آنکھیں تھیں — فرمانبرداری اور خدمت کے تاثرات لئے ہوئے" — عمران نے فلسفیانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور سر آرنلڈ حیرت سے عمران کو دیکھتے رہ گئے۔ انہیں شاید اس جواب کی خواب میں بھی توقع نہ تھی۔

اسی لمحے جان مارٹن نے سنہرے رنگ کے مشروب کے دو جام انتہائی نفیس ٹرے میں رکھ کر عمران اور سر آرنلڈ کو پیش کئے۔

"شکریہ! — ہم اس وقت صرف لائم جوس پیتے ہیں — شیری کے لئے صبح کا وقت مخصوص ہے" — عمران نے جام کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ! — واقعی پرنس کا ذوق بہت عمدہ ہے — سیکرٹری!

وس پیش کیا جائے" — سر آرنلڈ نے جان مارٹن سے مخاطب ہو کر
س نے سر ہلاتے ہوئے ٹرے اٹھائی۔ اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔
سر آرنلڈ کی آنکھوں اور چہرے سے عمران کے لئے مرعوبیت کے آثار
ح طور پر نمایاں ہوگئے تھے۔

"پرنس! — ہمیں بتایا گیا ہے کہ آپ اپنی ریاست میں ایک فائیو سٹار
ل کھولنے کے خواہشمند ہیں — ہمارا تعلق چونکہ ہوٹل بزنس سے ہے
لئے ہمیں دلچسپی پیدا ہوئی — کیا آپ اپنی ریاست اور اپنے آئیڈیے
فصیل سے ہمیں آگاہ فرمائیں گے" — سر آرنلڈ نے اصل موضوع
آتے ہوئے کہا۔

لیکن اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا، میز پر پڑے ہوئے
ہری رنگ کے خوبصورت سے ٹیلیفون سیٹ کی گھنٹی انتہائی مترنم
واز میں بج اٹھی۔ اور سر آرنلڈ نے چونک کر ٹیلیفون کی طرف دیکھا جیسے
ں وقت انہیں فون کال آنے پر شدید حیرت سے دوچار ہونا پڑا ہو۔

"معذرت خواہ ہوں" — سر آرنلڈ نے کہا اور رسیور اٹھا لیا۔

"یس" — سر آرنلڈ نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

دوسری سے ٹیاؤں ٹیاؤں جیسی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ کوئی
واضح بات عمران کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ اور عمران زیر لب مسکرا دیا۔
س نے ایسے ٹیلیفون سیٹ کے متعلق سن رکھا تھا جس میں سے نکلنے
والی آواز ایک مخصوص رینج تک تو اصل الفاظ ادا کرتی تھی لیکن اس
رینج سے دور افراد کو وہ ڈبل سپیڈ سنائی دیتی تھی جس کی وجہ سے
اہر ہے ٹیاؤں ٹیاؤں کے سوا اور کیا سنائی دے سکتا تھا۔ یہ سیٹ صرف

اس لئے ایجاد کئے گئے تھے کہ اہم افراد جب کسی ایسی سچوایشن میں موجود ہوں جہاں ان سے کی جانے والی بات دوسروں تک نہ پہنچنے دینا مقصود ہو تو وہ آسانی سے سن سکیں۔

"ٹھیک ہے" ۔۔۔ سر آرنلڈ نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور اس نے رسیور رکھ دیا۔

"معذرت خواہ ہوں پرنس! ۔۔۔ ایک ضروری کال تھی" ۔۔۔ سر آرنلڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ تو آپ ریاست ڈھمپ کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے خواہشمند ہیں ۔۔۔ اس کی تفصیلات تو آپ کو سفارت خانہ بھوٹان سے مل سکتی ہیں۔ کیونکہ وہ ہمارے قونصل جنرل ہیں ۔۔۔ البتہ مختصر طور پر ہم بتا سکتے ہیں کہ یہ ہمالیہ کی ڈھلوان میں ایک آزاد، خود مختار اور انتہائی سرسبز و شاداب ریاست ہے جو کافرستان اور پاکیشیا کے درمیان واقع ہے ۔۔۔ دونوں ملکوں کے درمیان شاہراہ اس ریاست سے گزرتی ہے۔ اس لئے اس ریاست سے گزرنے والوں کی تعداد بیشمار ہے یہی وجہ ہے کہ ہم وہاں ایک شاندار فائیو سٹار ہوٹل قائم کرنے کے خواہشمند ہیں جس کے تمام اخراجات ہم ادا کرنے پر تیار ہیں۔ البتہ انتظامات ہمارے بس میں نہیں ۔۔۔ اگر وہ آپ کریں تو پچاس فیصد شیئر آپ کے ہو سکتے ہیں" ۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اسی لمحے جان مارٹن ایک ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس پر چار گلاس لائم جوس کے رکھے ہوئے تھے۔ ہر گلاس کے نیچے سنہرے رنگ کا ایک چھوٹا سا ٹرے تھا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں ایک

گلاس پہلے عمران کے سامنے، دوسرا سر آرنلڈ کے سامنے اور پھر ایک ایک گلاس جوزف اور جوانا کی طرف بڑھا دیا۔

"سوری! ۔۔۔ ہم ڈیوٹی پر ہیں" ۔۔۔ جوانا نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"پرنس! ۔۔۔ ہمارے محل میں آنے والا ہر آدمی چاہے وہ کسی بھی حیثیت کا حامل ہو، ہمارا مہمان ہوتا ہے ۔۔۔ اور یہ ہماری روایت ہے ہم اپنے مہمانوں کو ایک جام ضرور پیش کرتے ہیں ۔۔۔ اس لئے آپ اپنے باڈی گارڈز کو حکم دیں کہ وہ ہماری روایت سے انکار نہ کریں ورنہ ہمیں دکھ ہوگا" ۔۔۔ سر آرنلڈ نے بڑے سنجیدہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سر آرنلڈ! ۔۔۔ کیا آپ کی روایت اس فون کال کے بعد تیار ہوئی ہے ۔۔۔ حالانکہ اس سے پہلے یہ سیکرٹری صاحب صرف دو جام لے کر آئے تھے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور سر آرنلڈ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا اور دوسرے لمحے کمرے کے مختلف دروازے دھماکے سے کھلے اور مشین گنوں سے مسلح افراد تیزی سے مختلف دروازوں سے اندر داخل ہوتے اور انہوں نے یوں پوزیشنیں سنبھال لیں جیسے کسی بڑی فوج سے مقابلہ کرنے والے ہوں۔

عمران اسی طرح خاموش بیٹھا رہا۔ جب کہ جوزف اور جوانا کے اعصاب تن گئے۔ لیکن وہ عمران کے اشارے کے بغیر کوئی حرکت نہ کر سکتے تھے۔ اس لئے اسی طرح خاموش کھڑے رہے۔

"تو یہ بھی آپ کی روایت ہے کہ جو کوئی بیہوشی کی دوا ملا مشروب نہ پیئے

پیئے۔ اُسے زبردستی پلایا جاسکے" ——— عمران نے طنزیہ لہجے میں سر آرنلڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں تسلیم کرتا ہوں کہ تم میری توقع سے کہیں زیادہ ذہین ہو مسٹر علی عمران ——— لیکن یہ میرا ملک ہے ——— میرے وسائل تمہارے مقابلے میں بہت زیادہ وسیع ہیں ——— اور یہ بھی بتا دوں کہ تمہارا ساتھی انتھونی بھی ہلاک کر دیا گیا ہے ——— اور تمہارے باقی ساتھی جن میں وہ یورپین لڑکی شامل ہے گرفتار کئے جا چکے ہیں" ——— سر آرنلڈ نے انتہائی طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو یہ بات طے ہو گئی ہے کہ تم ہی ریڈ آرمی کے چیف۔ ریڈ چیف ہو ——— اور میں بس صرف یہی ثابت کرنا چاہتا تھا" ——— عمران نے اسی طرح مطمئن لہجے میں کہا۔

"سب کچھ ابھی ثابت ہو جائے گا" ——— سر آرنلڈ نے کہا اور اس نے اپنے مسلح ساتھیوں کو مخصوص انداز میں اشارہ کیا اور پھر تیزی سے مڑ کر ایک دروازے کی طرف بڑھا اور دروازہ پار کر کے غائب ہو گیا۔

"اگر آپ تینوں میں سے کسی نے کوئی غلط حرکت کی تو ہتھیار گولیاں اس کا مقدر بن جائیں گی ——— سامنے والے دروازے کی طرف بڑھ چلو" ——— ایک مسلح آدمی نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"چلو یہ تو اچھا ہوا کہ ہم نے تمہیں تکلیف نہیں دی۔ اور اپنے قدموں پر چل کر جائیں گے ——— ورنہ اگر ہم یہ مشروب پی لیتے تو یقیناً تمہارے کاندھوں کو ہمارا وزن اٹھانا پڑتا" ——— عمران نے کہا اور پھر آہستہ سے بڑے اطمینان سے اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جس کی طرف اس

مسلح آدمی نے اشارہ کیا تھا۔ جوزف اور جوانا بھی خاموشی سے اس کے پیچھے چل پڑے تھے۔

عمران، جوزف اور جوانا کے کرائے کی رولز رائس کار میں کوٹھی سے باہر نکلتے ہی جولیا کی صدارت میں سیکرٹ سروس کا اجلاس شروع ہو گیا۔ اس اجلاس کا فیصلہ وہ عمران کے جانے سے پہلے ہی کر چکے تھے اور اس اجلاس کا مقصد ایسی منصوبہ بندی کرنی تھی جس سے سر آرنلڈ کی رہائش گاہ پر چھاپہ مار کر سر آرنلڈ کو اغوا کرنا تھا۔

کافی دیر تک مختلف منصوبوں پر غور و فکر ہوتا رہا۔ اور پھر آخر کار وہ سب ایک منصوبے پر متفق ہو گئے۔ جس کے مطابق صفدر اور چوہان اسی کے ذریعے پہلے سر آرنلڈ کی رہائش گاہ پر پہنچیں گے۔ جب کہ باقی ساتھی کرائے کی دوسری کار میں پہلے اس پہاڑی سے نیچے چھپ کر کھڑے رہیں گے۔ صفدر اور چوہان رہائش گاہ کے محل و توع کا جائزہ لینے کے بعد واپس ان سے آملیں گے اور اندر جانے کا حتمی فیصلہ اس

وقت صورت حال کے مطابق کیا جائے گا۔ اس کے بعد عمران کی طرف سے اشارے کا انتظار کیا جائے گا۔ اور پھر جیسے ہی عمران کی طرف سے اشارہ موصول ہوگا۔ وہ اپنے منصوبے کے مطابق اس رہائش گاہ پر چڑھ دوڑیں گے اور سر آرنلڈ کو اغوا کر کے اس نئی رہائش گاہ پر لے آئیں گے اس کے بعد عمران واپس ان سے آ ملے گا۔

چنانچہ یہ فیصلہ کرتے ہی وہ سب اُٹھے اور پھر انہوں نے میک اَپ کرنے اور لباس بدلنے کا کام شروع کر دیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل کا ہاتھ چونکہ میک اَپ کرنے میں خاصا تیز تھا اس لئے وہی اپنے ساتھیوں کے میک اَپ کرنے میں مصروف تھے۔ اور اپنی اپنی باری کے انتظار میں وہ سب بڑے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک باہر ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے بعد انتہائی خوفناک انداز میں مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ کی آوازیں گونج اٹھیں۔

وہ سب یہ آوازیں سنتے ہی اچھل کر کھڑے ہوئے۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتے، اس کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور بارہ تیرہ مشین گنوں سے مسلح افراد تیزی سے کمرے میں پھیلتے چلے گئے۔ انہوں نے اندر آتے ہی چھت کی طرف فائرنگ کی۔

" خبردار! ——— ہاتھ اٹھا لو ——— ورنہ سب کو بھون دیا جائے گا" ——— ان میں سے ایک نے چیخ کر کہا۔ اور پھر سب سے پہلے جولیا نے اپنے ہاتھ اونچے کر لئے۔ اُسے معلوم تھا کہ اور کوئی اُلجھے نہ اُلجھے، تنویر ایسے موقعوں پر ضرور اُلجھ پڑتا ہے۔ اور صورت حال اس نے چیک کر لی تھی کہ ذرا سی مزاحمت کا نتیجہ ان سب کی یقینی موت تھا۔ کیونکہ وہ سب

مسلح تھے۔ چنانچہ جولیا کے ہاتھ اٹھاتے ہی اس کے تمام ساتھیوں نے بھی ہاتھ اٹھا لئے۔

" اس طرف دیوار کی سمت منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ ——— اور سنو! ہمارے باہر دس افراد ختم کر دیئے ہیں ——— یہ ملک ہمارا ہے۔ ہم چاہیں تو بیچ سڑک تمہاری بوٹیاں اڑا سکتے ہیں۔ اس لئے کوئی غلط حرکت نہ کی جائے" ——— پہلے والے آدمی نے اور زیادہ اونچی آواز میں چیختے ہوئے کہا اور پھر جولیا اور اس کے ساتھی خاموشی سے دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے۔ ان سب کے چہروں پر گہری سنجیدگی طاری تھی جب کہ تنویر کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑ چکا تھا۔ لیکن وہ جولیا کی وجہ سے مجبور تھا۔ ورنہ ہو سکتا تھا کہ وہ کسی نہ کسی سے اُلجھ پڑتا۔

دیواروں کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوتے ہی ان میں ہر ایک کی سائیڈ میں سٹین گن کی نال چسپاں ہو گئی۔ اور پھر چند ہی لمحوں میں ان سب کے ہاتھ پُشت پر کر کے کلپنگ کر دی گئی۔ اب وہ پوری طرح بے بس ہو چکے تھے۔

" ہم نے سنا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ بے حد بہادر، جری اور دلیر ہیں ——— لیکن تم تو چوہوں سے بھی بزدل ثابت ہوئے ہو" ان میں سے ایک نے بڑے فاخرانہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک زوردار چیخ برآمد ہوئی۔ وہ اچھل کر پُشت کے بل زمین پر گرا۔

تنویر نے اچھل کر پوری قوت سے اس کی ناک پر ٹکر ماری تھی اور پھر اس کے نیچے گرتے ہی تنویر بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور اس نے

پوری قوت سے دونوں پیر جوڑ کر اس کی ناف کے نیچے مارے اور وہ آدمی درد کی شدت سے پانی سے نکلی ہوئی مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔

اسی لمحے کسی نے پوری قوت سے تنویر کی کھوپڑی پر سٹین گن کا دستہ مارا اور تنویر اچھل کر منہ کے بل فرش پر گرا۔ اس کے ہاتھ چونکہ پشت پر بندھے ہوئے تھے اس لئے وہ اپنے آپ کو بچا نہ سکا۔ سٹین گن کا دستہ مارنے والے نے اس کے نیچے گرتے ہی دوسرا وار بھرپور انداز میں کرنے کے لئے اپنے بازو اوپر کئے ہی تھے کہ صفدر کی دھاڑ سنائی دی۔

"خبردار! — رک جاؤ" — صفدر کی آواز میں ایسی غراہٹ تھی کہ مارنے والا یکلخت ٹھٹھک گیا۔

"تمہارے آدمی نے خود ہی اپنے پر حملے کی دعوت دی تھی — اور سنو! — ہمیں بے بس نہ سمجھنا — ہم ایسی کئی سچویشنز لمحوں میں تبدیل کر چکے ہیں" — صفدر نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا۔

"کیا ہو رہا ہے" — اچانک دروازے سے ایک آواز سنائی دی اور صفدر نے دیکھا کہ مسلح افراد تیزی سے مودب ہو گئے۔ آنے والا ایک طویل القامت مگر سڈول جسم کا مالک نوجوان تھا۔ اس کے پیچھے سٹین گن اٹھائے ایک اور آدمی تھا۔ وہ بڑے غور سے جولیا اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے انہیں اس حالت میں دیکھ کر اسے افسوس ہو رہا ہو۔ اور پھر نوجوان کے ساتھیوں نے تنویر کے ساتھ جھگڑے کی تمام کہانی سنا دی۔

تنویر اب اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔ اس کی ناک سے خون رس رہا تھا۔ پیشانی پر بھی زخم آیا تھا جبکہ وہ آدمی جسے اس نے ٹکر ماری تھی ابھی

فرش پر بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ وہ بے ہوش تھا۔

"تو تم نے اسے گولی کیوں نہیں مار دی" — نوجوان نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"ہم آپ کے حکم کی وجہ سے مجبور تھے باس! — کہ انہیں زندہ پکڑنا ہے۔ ورنہ —" اس کے ساتھیوں نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"باس! — یہاں زیادہ دیر ٹھہرنا خطرناک ہو سکتا ہے — ایجنٹ بھی یہاں ریڈ کر سکتے ہیں" — اچانک باس کے پیچھے آنے والے نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں نمبر ون! — تم درست کہتے ہو — ان سب کو ویگن میں ڈالو — انہیں ہیڈ کوارٹر پہنچاؤ اور بلیک روم میں بند کر دو — اور سنو! ان میں سے کوئی بھی غلط حرکت کرے تو اسے گولی مار کر سڑک پر پھینک دینا" — باس نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے باہر کی طرف مڑا اور دروازے سے باہر نکل گیا۔ نمبر ون بھی باس کے پیچھے تھا۔

اس کے بعد جولیا اور اس کے ساتھیوں کو کمرے سے باہر سٹین گنوں کے سائے میں لایا گیا۔

عمارت کے کھلے پھاٹک کے عین درمیان میں ایک بند باڈی والی ویگن موجود تھی۔ ان سب کو اس ویگن میں سوار کیا گیا۔ اور پھر ویگن تیزی سے مڑی اور آگے بڑھنے لگی۔

وہ سب ویگن کی سائیڈوں سے لگے خاموش کھڑے ہوئے تھے جبکہ باس کے سامنے اور ویگن کی ڈرائیونگ سیٹ والے حصے کی طرف

چار چار سٹین گن بردار بڑے چوکنے انداز میں کھڑے ہوئے تھے۔

ویگن تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل سفر کرتی رہی پھر اس دوران وہ دائیں بائیں کئی طرف مڑی۔ صفدر خاموش کھڑا یہی چیک کر رہا تھا کہ اس عمارت سے یہ ویگن کس طرف جاتی ہے۔ اس نے ذہن کو اسی طرف مرتکز کیا ہوا تھا اور پھر جب ویگن رک گئی تو ویگن کا پچھلا دروازہ باہر سے کھولا گیا۔ پھر سب سے پہلے سٹین گن بردار باہر نکلے اور بعد میں باری باری ان سب کو باہر لایا گیا۔

وہ ایک خاصی بڑی عمارت میں تھے اس کے بعد جس طرح بھیڑ بکریوں کو ہانکا جاتا ہے اس طرح انہیں بھی مختلف راہداریوں سے گذار کر ایک بڑے سے کمرے میں پہنچایا گیا۔ جو ہر قسم کے ساز و سامان سے خالی تھا۔ انہیں اندر دھکیل کر کمرے کا اکلوتا دروازہ جو فولادی چادر کا بنا ہوا تھا باہر سے بند کر دیا گیا۔

"لو بھئی۔ کر لو مشن مکمل ۔۔۔ چلے تھے عمران سے ہٹ کر مشن مکمل کرنے" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر عمران یہاں ہوتا تو اس کا بھی یہی حشر ہوتا ۔۔۔ ہمیں ذرا سا بھی احساس نہیں ہوا ۔۔۔ ورنہ اتنی آسانی سے قابو میں نہ آتے" ۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

"اب کرنا کیا ہے ۔۔۔ یہ سوچو ۔۔۔ یہ تو واقعی ہمیں چوہوں کی طرح مار ڈالیں گے" ۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"میں ایک ترائی کرتا ہوں" ۔۔۔ صفدر نے کہا اور وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ایک دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ اس دیوار میں ایک الماری بنانے کے لئے

لوہے کا فریم لگایا گیا تھا۔ لیکن پھر کسی وجہ سے اسے نامکمل حالت میں چھوڑ دیا گیا تھا۔ اس لئے اب صرف لوہے کا فریم دیوار میں موجود تھا۔ صفدر اس فریم کے پاس پہنچا اور پھر اس نے اس فریم کی طرف پشت کر کے اپنے دونوں ہاتھوں کا درمیانی حصہ جس میں کلپ ہتھکڑی کا جوڑ تھا تیزی سے اس فریم کے کنارے سے رگڑنا شروع کر دیا۔ چونکہ اس کے ہاتھ پشت کی طرف مڑے ہوئے تھے اس لئے وہ اپنے ہاتھوں کو زیادہ اونچا تو نہ لے جا سکتا تھا۔ لیکن جتنا اونچا وہ اٹھا سکتا تھا۔ اتنا اونچا اٹھا کر وہ انہیں تیزی سے نیچے لے آتا۔ کرر کرر کی آوازیں مسلسل ابھرتی رہیں صفدر نے دانت بھینچ رکھے تھے۔ ظاہر ہے بغیر دیکھے اس طرح کا عمل کرنے سے کلائیوں پر بھی خراشیں آ رہی تھیں۔ چار پانچ منٹ مسلسل اس عمل کے بعد اچانک کٹک کی آواز ابھری اور صفدر کے دونوں ہاتھ آزاد ہو گئے۔ البتہ کلپ اس کے دونوں کلائیوں میں موجود تھے۔ لیکن درمیانی جوڑ ٹوٹ چکا تھا۔

"اب ہمیں بھی یہی عمل کرنا پڑے گا" ۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں! ۔۔۔ نہیں ۔۔۔ ایسی کوئی بات نہیں" ۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنا کوٹ اتارا اور اس کے اندرونی استر کو ایک جگہ سے ذرا سا ادھیڑا اور پھر چرر کی آواز سے استر کافی سے زیادہ ادھڑ گیا۔ صفدر نے اندر انگلیاں ڈالیں اور پھر جب اس کی انگلیاں باہر آئیں تو اس کے ہاتھ میں ایک چپٹا سا پستول چمک رہا تھا۔ یہ نیرو پسٹل تھا جس کی رینج زیادہ نہ تھی۔ لیکن اس کی پتلی سی گولی اپنی رینج کی حد

یہ کافی خطرناک ثابت ہوتی تھی۔ صفدر نے اسے ایسے ہی موقعوں کے لئے کوٹ کے استر کے اندر چھپا رکھا تھا۔

پستول ہاتھ میں لیتے ہوئے وہ تیزی سے جولیا کی طرف مڑا۔ اس نے اس کے دونوں ہاتھوں کے درمیانی جوڑ پر پستول کی نالی رکھی اور ٹریگر دبا دیا۔ کٹاک کی تیز آواز سے جولیا کی کلائیاں آزاد ہو گئیں۔ البتہ اس کے جسم کو ہلکا سا جھٹکا ضرور لگا تھا۔ گولی نے جوڑ توڑ دیا تھا۔ اور گولی چھپٹی سی ہو کر جولیا کے قدموں میں فرش سے جا ٹکرائی تھی۔ اس کے بعد باقی لوگوں کے ہاتھوں کو آزاد ہونے میں زیادہ دیر نہ لگی۔

"میں نے اس دروازے میں آٹومیٹک لاک لگنے کی مخصوص آواز سنی تھی ۔۔۔ اسے آسانی سے توڑا جا سکتا ہے" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا فولادی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس میں واقعی کی ہول موجود تھا۔

صفدر چند لمحے تو دروازے کے ساتھ کھڑا دوسری طرف سے آہٹیں سنتا رہا۔ لیکن دوسری طرف مکمل خاموشی تھی۔ صفدر نے پستول کی نال کی ہول پر رکھ کر اسے ذرا سا دائیں طرف موڑ دیا۔ جہاں اس کے اندازے کے مطابق لاک تھا اور پھر ٹریگر دبتے ہی کھٹاک کی تیز آواز ابھری اور دروازہ ایک جھٹکا کھا کر ذرا سا کھل گیا۔ صفدر نے اسے اپنی طرف کھینچا تو وہ کھلتا چلا گیا۔

"تمہارا پستول بڑے کام کا ہے صفدر" ۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کہتے ہیں کھوٹا پیسہ بھی کسی وقت کام آجاتا ہے ۔۔۔ یہ تو پھر پستول

ہے" ۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس نے ذرا سا ر باہر نکال کر جھانکا۔ راہداری خالی پڑی ہوئی تھی۔ چونکہ وہ اسی راہداری سے گزر کر اندر آئے تھے اس لئے انہیں راستہ اچھی طرح معلوم تھا۔ یہ ہداری ایک کمرے میں جا کر ختم ہوتی تھی۔ اور پھر اس کمرے کی دوسری ف ایک اور راہداری تھی۔ جس کا اختتام بیرونی دروازے پر ہوتا تھا۔ فدر نے راہداری خالی دیکھ کر ساتھیوں کو آنے کا اشارہ کیا اور راہداری ں نکل گیا۔

وہ سب آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے اس کمرے کی طرف بڑھتے چلے ہے تھے۔ انہیں یہاں بند کرنے والے شاید ان کے بندھے ہوئے تھوں اور فولادی دروازے کے لاک کی وجہ سے ان کی طرف سے ری طرح مطمئن تھے۔ اس لئے راہداری بالکل خالی پڑی ہوئی تھی۔ ہداری کے اختتام پر کمرے کا دروازہ تھا جو دوسری طرف سے بند تھا۔ فدر نے اس کے کی ہول میں سے دوسری طرف جھانکا۔ لیکن دوسری ف اندھیرا تھا۔ شاید کمرے کا دوسرا دروازہ بند تھا۔ صفدر نے پستول نال اسی طرح کی ہول پر رکھی اور اسے ذرا سا موڑ کر ٹریگر دبا دیا۔ مگر سرے لمحے وہ سب چونک پڑے۔ کیونکہ اس بار کھٹاک کی آواز کی ئے ٹھس کی سی آواز نکلی۔ پستول کا میگزین خالی ہو چکا تھا اور اس بعد کا لمحہ اور بھی زیادہ دھماکہ خیز ثابت ہوا۔ کیونکہ بند دروازہ یکلخت لا اور پھر اس کے پیچھے آنے والا نمبر ون ہاتھ میں سٹین گن لئے ی جن کی طرح نمودار ہوا۔

"خبردار! ۔۔۔ کوئی حرکت نہ کرے" ۔۔۔ نمبر ون نے غراتے ہوئے

کہا، مگر دوسرے لمحے وہ تیزی سے جھکا۔ کیونکہ صفدر نے ہاتھ میں پکڑا ہوا خالی پستول اس کے چہرے پر مارا تھا۔ لیکن پستول نمبروَن کو نہ لگ سکا۔

"سنو! — غلط حرکت نہ کرنا — میں تمہارا ہمدرد ہوں — ورنہ ایک لمحے میں سب کو بھون ڈالتا" — نمبروَن نے اونچے لہجے میں کہا اور صفدر اور اس کے ساتھی جو شاید اس پر ٹوٹ پڑنے کے لئے اپنے آپ کو تول رہے تھے، ایک لمحے کے لئے ٹھٹھک گئے۔ اور وہی لمحہ ان کے خلاف چلا گیا۔ کیونکہ کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی ان کے پیچھے راہداری کی دیوار ہٹی اور چار سٹین گنوں سے مسلح افراد اندر آ گئے۔ اب وہ سب دونوں اطراف سے سٹین گنوں کی زد میں تھے۔ ویسے بھی جگہ تنگ تھی اور وہ خالی ہاتھ تھے۔ ایسی صورت میں سوائے ہونٹ کاٹنے کے وہ اور کچھ کر بھی نہ سکتے تھے۔

"تم لوگ واقعی حیرت انگیز ہو — تم نے نجانے کس طرح اپنی ہتھکڑیاں توڑ ڈالی ہیں — حالانکہ میں تمہیں چھڑانے کے لئے آ رہا تھا۔ سنو! — میں عمران کا ہمدرد ہوں — عمران سے میری بات چیت ہو چکی ہے۔ میں وہاں باس کی وجہ سے مجبور تھا اور میں نے عین وقت پر مداخلت کر کے وہاں بھی تمہاری جانیں بچائی تھیں — ورنہ باس تو کم از کم تم میں سے اس نوجوان کو ضرور گولیوں سے اڑا دیتا — تمہارا ساتھی اینجلو ہلاک ہو چکا ہے — اور باس ہیڈ چیف کو اطلاع دینے گیا ہے کہ عمران اور اس کے دو حبشی ساتھی سر آرنلڈ کی رہائش گاہ پر موجود ہیں — وہ انہیں وہاں سے نکال کر ہیڈ کوارٹر لے آئے گا — اور اس کے بعد ظاہر ہے تم سب کی موت یقینی تھی — چنانچہ اس وقت

سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں تمہیں فرار کرانے آیا تھا — جس طرف تم جا رہے تھے وہاں سے تم زندہ نہ نکل سکتے — اس لئے میں نے دوسرا بندوبست کر دیا ہے — تمہارے پیچھے موجود افراد میرے خاص ساتھی ہیں — یہ تمہیں خفیہ راستے سے نکال کر لے جائیں گے اور پھر تمہیں مخصوص پناہ گاہ تک پہنچا دیں گے جہاں تم محفوظ رہو گے — اس کے بعد میں کوشش کروں گا کہ عمران اور اس کے حبشی ساتھیوں کو بھی بچا کر وہیں پہنچا دوں۔ پھر مزید پروگرام سیٹ ہو جائے گا" — نمبروَن نے باقاعدہ تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہمیں یقین کیسے آئے گا کہ تم ہمارے ہمدرد ہو —؟ ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ تم کسی خاص جگہ لے جا کر ہمیں بے بس کر دو" — جولیا نے کہا۔

"میں چاہتا تو تم سب کی لاشیں یہاں بھی گر سکتی تھیں — تم خالی ہاتھ ہو اور میرے ہاتھ میں سٹین گن ہے — باقی بات چیت تم عمران سے خود کر لینا۔ اسے بتا دینا کہ راک مین نے یہ کام کیا ہے۔ اور اب مزید دیر کی تو پھر معاملات میرے ہاتھ سے نکل بھی سکتے ہیں" — نمبروَن نے کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا واپس مڑا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ ہی مڑ گئے — پیچھے کھڑے ہوئے سٹین گن بردار ان کے مڑتے ہی مڑے اور پھر وہ دیوار میں موجود خلا کو پار کر کے ایک کمرے میں پہنچے۔ ان میں سے ایک نے فرش کے ایک کونے پر زور سے پیر مارا تو فرش کا ایک حصہ ایک طرف ہٹ گیا۔ وہاں سے سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ سٹین گن برداروں کی رہنمائی میں وہ سیڑھیاں اترتے ہوئے ایک تنگ سی سرنگ میں پہنچے۔ سرنگ

کا اختتام پھر اوپر جاتی ہوئی سیڑھیوں پر ہوا۔ اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک اور عمارت میں پہنچ گئے۔ جہاں ایک بڑی سی بند ویگن موجود تھی۔ ویگن کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک باوردی ڈرائیور موجود تھا جبکہ ویگن پر کسی لانڈری کا نام بڑے بڑے حروف میں لکھا ہوا تھا۔

"انہیں پوائنٹ فور پر پہنچا دو ۔۔۔ احتیاط سے" ۔۔۔ ایک سٹین گن بردار نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا اور ڈرائیور نے سر ہلا دیا۔

صفدر اور اس کے ساتھی ویگن میں سوار ہو گئے۔

"یہ ایک سٹین گن رکھ لیجئے ۔۔ ہو سکتا ہے ضرورت پڑ جائے" ۔۔۔ ایک سٹین گن بردار نے دروازے میں سے سٹین گن صفدر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور صفدر نے سر ہلاتے ہوئے سٹین گن جھپٹ لی۔ اب انہیں اطمینان ہو گیا تھا کہ واقعی نمبر ٹو ان سے ہمدردی کر رہا ہے۔ البتہ وہ یہ نہ جانتے تھے کہ اس کی ہمدردی کا مقصد کیا ہے۔ ویگن کا دروازہ باہر سے بند کر دیا گیا اور دوسرے لمحے ویگن تیزی سے حرکت میں آ گئی۔ وہ سب اپنی اپنی جگہ سوچ رہے تھے کہ عمران آخر کس قسم کا انسان ہے کہ دشمنوں میں بھی اپنے ہمدرد پیدا کر لیتا ہے۔

مارشل کا چہرہ جوش اور کامیابی کی شدت سے سرخ پڑ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں کی چمک دوگنا ہو گئی تھی۔ اور دل بلیوں اچھل رہا تھا۔ اینڈرسن بل کی اطلاع بالکل درست ثابت ہوئی تھی۔ اور نمبر ٹو کا مشورہ اس سے بھی زیادہ کارآمد ثابت ہوا تھا۔ ہل پارک کی کوٹھی نمبر گیارہ کی نگرانی نے کام دکھا دیا تھا۔

اینجلو وہاں سے نکلا اور پھر اسے بڑی آسانی سے کور کر لیا گیا۔ لیکن وہ مزاحمت کرتے ہوئے مارا گیا۔ اس کے بعد وہاں سے دو کاروں میں ایشیائی برآمد ہوئے۔ اور محتاط انداز میں ان کا تعاقب کیا گیا اور پھر ان کی نئی رہائش گاہ ٹریس کر لی گئی۔ مارشل اپنے پورے سیکشن کو حرکت میں لے آیا تھا۔ اور جب اسے اطلاع ملی کہ ان میں سے ایک نوجوان دو حبشیوں سمیت کرائے کی کار میں باہر نکلا ہے تو ان کی نگرانی کا حکم دے دیا گیا اور خود وہ نمبر ٹو کو ساتھ لے کر باقی افراد کی رہائش گاہ پر چڑھ دوڑا کیونکہ

اب معاملات اس کی برداشت سے باہر ہو رہے تھے۔ البتہ نمبر وَن کا یہ مشورہ اُسے اچھا لگا تھا کہ ان ایشیائی افراد کو فوری طور پر ختم کرنے کی بجائے انہیں بے بس کر کے ہیڈ کوارٹر لایا جائے اور پھر انہیں زندہ حالت میں ریڈ چیف کے سامنے پیش کر دیا جائے تاکہ ریڈ چیف پوری طرح اپنی تسلی کر لے۔ اور پھر اپنے ہاتھ سے ان کا خاتمہ کر دے۔ اس طرح مارشل کے کارنامے کی قدر اور زیادہ بڑھ جائے گی۔

چنانچہ نمبر وَن اور مارشل کے اس کوٹھی تک پہنچتے پہنچتے اس کے حکم پر سپر ایجنٹس نے ریڈ مکمل کر لیا۔ اور وہاں موجود پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سب افراد کو کلپ ہتھکڑیاں پہنا دی گئی تھیں۔ انہیں ہیڈ کوارٹر پہنچانے کا آرڈر دینے کے بعد مارشل، نمبر وَن کو ہمراہ لئے ہل پارک کی کوٹھی کی طرف گیا۔ اس نے اپنے ایک سیکشن کو وہاں ریڈ کرنے کا حکم دیا تھا کیونکہ اس کے خیال کے مطابق وہ ڈیمو کریٹک پارٹی کا خفیہ ہیڈ کوارٹر تھا۔ لیکن وہاں پہنچنے کے بعد اُسے معلوم ہوا کہ وہ صرف عام سی رہائش گاہ تھی البتہ وہاں سے چار افراد انہوں نے زندہ گرفتار کر لئے تھے۔ باقی مقابلے میں مارے گئے تھے۔ مارشل نے انہیں چیکنگ پوائنٹ پر لے جانے کے احکامات صادر کر دیئے۔ تاکہ ان سے مزید پوچھ گچھ کے بعد ڈیمو کریٹک پارٹی کے خلاف وسیع پیمانے پر ایکشن لیا جا سکے۔

"اب میں ریڈ چیف کو اطلاع کر دوں"۔۔۔ مارشل نے وہاں سے واپسی کے وقت اپنی مخصوص کار چلاتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں اس ایشیائی نوجوان اور ان دو حبشیوں کے متعلق جب تک صورت حال واضح نہ ہو جائے۔۔۔ اس وقت تک ریڈ چیف کو اطلاع

نہ دی جائے تاکہ مشن پورے طور پر مکمل ہو سکے"۔۔۔ نمبر وَن نے جو پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا دبے لہجے میں کہا۔

"اوہ ہاں۔۔۔ اُسے تو میں بھول ہی گیا تھا"۔۔۔ مارشل نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ڈیش بورڈ کے نچلے حصے میں نصب ایک چھوٹا سا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے کار کے سپیڈو میٹر کے اندر ایک نقطہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"ہیلو۔۔۔ ہیلو مارشل کالنگ سپر تھری۔۔۔ ہیلو۔ اوور"۔۔۔ مارشل نے کار کی رفتار کم کر کے اُسے ایک سائیڈ پر روکتے ہوئے ڈیش بورڈ کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"یس۔۔۔ سپر تھری اٹنڈنگ۔ اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک آواز ڈیش بورڈ سے اُبھری۔

"رپورٹ۔۔۔ اوور"۔۔۔ مارشل نے کہا۔

"باس!۔۔۔ رولز رائس اس ایشیائی اور دو حبشیوں کو لیکر سر آرنلڈ کی رہائش گاہ پر پہنچی ہے۔۔۔ وہ کسی پرنس کے روپ میں وہاں گئے ہیں اور اندر داخل ہو چکے ہیں۔۔۔ ہم ان کی واپسی کے منتظر ہیں۔ اوور"۔۔۔ سپر تھری نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"سر آرنلڈ کی رہائش گاہ پر۔۔۔ اور پرنس کے روپ میں۔۔۔ اوہ! احتیاط سے نگرانی کرنا۔۔۔ میں پھر تمہیں کنٹیکٹ کروں گا۔ اوور اینڈ آل"۔ مارشل نے تیز لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے اس نے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دی۔

"اوہ!۔۔۔ یہ سر آرنلڈ یقیناً ان لوگوں سے ملا ہوا ہوگا۔۔۔ ایسے

ہی لوگ حکومتوں کے تختے اُلٹنے میں ملوث ہوتے ہیں" ـــــ مارشل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"یہ بات نہیں باس! ـــ سر آرنلڈ کے متعلق تو عام افواہ ہے کہ وہی دراصل ریڈ چیف ہے ـــ میرا خیال ہے کہ یہ ایشیائی نوجوان سر آرنلڈ کو کسی طرح دھوکہ دے گیا ہوگا ـــ ہو سکتا ہے وہ اسے قتل کر گیا ہو ـــ یا پھر ہو سکتا ہے کہ وہ سر آرنلڈ کو پکڑ کر اس پر تشدد کر کے ریڈ چیف کے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتا ہو" ـــ نمبر ون نے کہا۔

"اوہ! ـــ واقعی تمہاری بات درست ہے ـــ میں نے بھی یہ افواہ سنی تھی۔ لیکن مجھے اس پر یقین نہیں ہے۔ میں سر آرنلڈ سے ملا ہوں ـــ اس میں ریڈ چیف والی کوئی بات نہیں ـــ یہ محض افواہ ہی ہے۔ البتہ سر آرنلڈ بے حد اہم آدمی ہے ـــ ہو سکتا ہے کہ وہ اسے پکڑ کر حکومت کو ـــ یا ریڈ چیف کو بلیک میل کرنا چاہتے ہوں سر آرنلڈ کو بچانا ضروری ہے" ـــ مارشل نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے ہیڈ کوارٹر کے سامنے کار روک دی۔

"نمبر ون! ـــ تم جا کر ان ایشیائیوں کا خیال رکھو ـــ ریڈ چیف کو اطلاع دے کر میں اس پرنس کا بندوبست کرتا ہوں" ـــ مارشل نے کہا اور نمبر ون سر ہلاتا ہوا کار سے اتر کر ہیڈ کوارٹر کے مین گیٹ میں داخل ہو گیا۔

مارشل نے تیزی سے کار آگے بڑھائی اور پھر مختلف سڑکوں پر گھومتا ہوا وہ پرانے قلعے کے قریب بنی ہوئی خاکی رنگ کی عمارت کے گیٹ پر

پہنچ گیا۔ جس پر قالینوں کی درآمد برآمد کا کاروبار کرنے والی کمرشل کمپنی کا بڑا سا بورڈ موجود تھا۔ یہ ریڈ آرمی کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ مارشل نے کار مخصوص جگہ پر کھڑی کی اور تیزی سے ایک کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ چونکہ وہاں موجود عملہ اس کی اصل حیثیت سے واقف تھا۔ اس لئے اُسے کسی نے نہ روکا۔

کمرے میں داخل ہوتے ہی مارشل میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی طرف بڑھا۔ کمرہ آفس کے سے انداز میں سجا ہوا تھا۔ اور کئی افراد وہاں بیٹھے آفس ورک کر رہے تھے۔ لیکن یہ سب لوگ ریڈ آرمی کے مخصوص افراد تھے۔ مارشل کے میز کے قریب آتے ہی ایک نوجوان نے تیزی سے اٹھ کر کرسی خالی کر دی۔ اور مارشل نے ٹیلیفون سیٹ اپنی طرف کھسکایا اور پھر اس کا رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ نمبر ڈائل کر کے اس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا اور ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے مگر پھر گھنٹی کی آواز سنتے ہی اس نے ایک بار پھر کریڈل دبا دیا اور ایک بار پھر مختلف نمبر گھمائے۔ یہ ٹیلیفون مخصوص انداز میں کام کرتا تھا اور اس طریقے سے ریڈ چیف اگر موجود نہ ہوتا تو پیغام ٹیپ ہو جاتا۔ اور پھر کمپیوٹر کی مدد سے یہ پیغام فوری طور پر جہاں بھی ریڈ چیف موجود ہوتا اس تک پہنچا دیا جاتا۔

"یس" ـــ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مشینی آواز نکلی۔

"مارشل کالنگ ریڈ چیف" ـــ مارشل نے کہا۔

"یس ـــ کمپیوٹر سروس پلیز" ـــ وہی مشینی آواز دوبارہ ابھری۔

"پیغام ٹیپ کرو ـــ ایمرجنسی پیغام" ـــ مارشل نے کہا۔

"ایمرجنسی لائن کلیئر ہے ـــ ٹیپ کرائیں پیغام" ـــ دوسری طرف

سے ایک کلک کی آواز ابھرنے کے بعد وہی مشینی آواز اُبھری اور مارشل نے ایشیائی پرنس اور اس کے دو حبشی ساتھیوں کے سر آرنلڈ کی رہائش گاہ پر موجودگی کی اطلاع کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ ڈی۔ پی کا سربراہ انجلو مارا گیا ہے اور اس ایشیائی کے باقی ساتھی گرفتار ہو چکے ہیں۔

"تمہیں واپس کہاں کنکٹ کیا جائے" ——— مشینی آواز نے پوچھا۔

"سپر ہیڈ کوارٹر" ——— مارشل نے کہا اور دوسری طرف سے اوکے کی آواز سنتے ہی اس نے کریڈل دبا دیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ کمرے سے نکل کر اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اب وہ جلد از جلد اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچنا چاہتا تھا۔

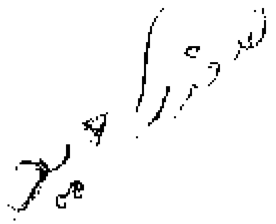

عمران، جوزف اور جوانا کو سٹین گنوں کے سائے میں مختلف
راہداریوں سے گذار کر ایک کھلی جگہ پر لے آیا گیا جہاں ایک بند باڈی
ٹرک نما ویگن کھڑی تھی۔ اس کا پچھلا دروازہ اس انداز میں بنایا گیا تھا
جیسی سیف کا دروازہ ہوتا ہے۔ ایک سٹین گن بردار نے جلدی سے
آگے بڑھ کر دروازے کے باہر لگا ہوا فولادی چکر گھمانا شروع کر دیا۔
اس چکر کو رک رک کر کبھی الٹی طرف اور کبھی سیدھی طرف گھما رہا تھا۔
جبکہ اس کے باقی چار مسلح ساتھی عمران، جوزف اور جوانا کے پیچھے
قطار کی صورت میں کھڑے تھے۔

"سر آرنلڈ کہاں ہیں ——— انہیں یہاں بلواؤ" ——— عمران نے
مڑ کر پیچھے کھڑے ہوئے ایک مسلح آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔
اس کے لہجے میں ہلکی سی غراہٹ تھی اور شاید یہی غراہٹ تھی جس نے
جوزف اور جوانا دونوں کو یکلخت مستعد کر دیا تھا۔ کیونکہ ایسے لہجے کا مطلب

یہی تھا کہ عمران نے کچھ کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔

"شٹ اپ! ۔۔۔ وہ یہاں نہیں آسکتے" ۔۔۔ اس سٹین گن بردار نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر وہ یہاں نہیں آسکتے ۔۔۔ تو ہمیں وہاں لے چلو ۔۔۔ میرا ان سے ملنا ضروری ہے" ۔۔۔ عمران کا لہجہ پہلے کی طرح سنجیدہ تھا۔

"میں کہتا ہوں زبان بند کرو" ۔۔۔ اسی سٹین گن بردار نے بڑے غصیلے انداز میں آگے بڑھتے ہوئے کہا اور یہی حرکت اس کی غلطی تھی۔ کیونکہ سٹین گن کو تانے جیسے ہی وہ آگے بڑھا، عمران نے بجلی کی سی تیزی سے حرکت کی اور دوسرے لمحے اس کے دونوں ہاتھ گن کی نال پر تھے۔ اور پھر اس سے پہلے کہ گن بردار سنبھلتا، عمران نے دونوں ہاتھوں کو پوری قوت سے افقی رخ پر حرکت دی اور گن بردار جو سٹین گن کے دستے کو مضبوطی سے پکڑے کھڑا تھا، یوں اچھلا جیسے اس نے ورلڈ ریکارڈ توڑنے کے لئے اونچی جمپ لگایا ہو۔ اور وہ عمران کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا پوری قوت سے بند باڈی کے ٹرک سے جا ٹکرایا۔ عمران اسے اچھالتے ہی خود تیزی سے نیچے ہوا تھا۔ اور پھر جیسے ہی سٹین گن بردار کے ہاتھ سے سٹین گن کا دستہ چھوٹا، عمران نے بجلی کی سی تیزی سے گن کو سیدھا کیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ اسے استعمال کرنے کی حالت میں آتا، اچانک دوسرے سٹین گن برداروں نے فائر کھول دیا۔ اور ظاہر ہے اس وقت ان کا نشانہ عمران ہی تھا۔ لیکن عمران کو اس ردعمل کی توقع پہلے سے ہی تھی۔ اس لئے وہ نیچے جھکا تھا تاکہ اس پر فائر کرنے والے اپنی گنوں کا رخ نیچے کی طرف کریں، اور وہ

وا۔ عمران نیچے ہوتے ہی پوری قوت سے اوپر کو اچھلا اور عین اسی لمحے لیاں اس کے نیچے سے نکلتی چلی گئیں۔ لیکن عمران نے اوپر کو اچھل کر پس اسی جگہ آنے کی بجائے ایک پر چھلانگ لگا دی۔ اور وہ کسی پرندے کی ح تیرتا ہوا ایک سٹین گن بردار کے سینے سے جا ٹکرایا۔ سٹین گن بردار نے زی سے اپنے رخ موڑے، مگر دوسرے لمحے دو چیخیں بلند ہوئیں اور آدمی چیختے ہوئے اچھل کر پشت کے بل زمین پر گرے۔ ان کی گنوں کا خ بدلتے ہی جوزف اور جوانا نے ان پر حملہ کر دیا تھا۔

ادھر عمران اپنے شکار کو نیچے گراتے ہی بجلی کی سی تیزی سے گھوما دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں موجود سٹین گن نے شعلے اگلے اور آدمی جس کے ہاتھ سے عمران نے گن چھینی تھی اور ٹرک کا دروازہ کھولنے دونوں ہی گولیوں کا شکار ہو گئے۔ ٹرک کا دروازہ کھولنے والا بغل میں لٹکی ہوئی گن اتار رہا تھا جب کہ ٹرک سے ٹکرانے والا اٹھ کر کراہ رہا تھا، شاید اس کا سر ٹرک کی فولادی باڈی سے ٹکرایا تھا۔

جوزف اور جوانا کے ہاتھوں میں بھی سٹین گنیں آ چکی تھیں اس لئے سے پہلے کہ ان کے شکار اٹھ کر کھڑے ہوتے، جوزف اور جوانا دونوں فائر کھول دیئے اور جوزف نے اپنے آدمی کے ساتھ ساتھ اس کو بھی ل کی لپیٹ میں لے لیا جس سے عمران جا ٹکرایا تھا۔ اس طرح پلک نے میں ہی حساب کتاب برابر ہو گیا۔ پانچوں مسلح افراد اپنے جسموں میں سوراخ ئے بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔ جب کہ عمران اور اس کے جو چند لمحے پہلے خالی ہاتھ تھے اب ان کے پاس میگزین سے بھری شین گنیں موجود تھیں۔ یہ جگہ شاید اصل عمارت سے کافی فاصلے پر

تھی اس لئے نہ صرف اس جگہ اور کوئی آدمی تھا بلکہ گولیوں کی آواز کے جواب میں بھی فوری طور پر کوئی نمودار نہ ہوا تھا۔

"چلو ٹرک میں بیٹھو۔ جلدی کرو۔ ورنہ یہاں موجود فورج ہم پر ٹوٹ پڑے گی"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور خود دوڑ کر اس نے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا اور اچھل کر سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جوزف اور جوانا پچھلی طرف جانے کی بجائے دوسری طرف سے گھوم کر سائیڈ والی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ اور عمران نے ایک جھٹکے سے ٹرک آگے بڑھا دیا۔ جس طرف رخ کئے ٹرک کھڑا تھا۔ اسی طرف بجری کی سڑک گھوم کر ایک بڑے پھاٹک کی طرف جا رہی تھی۔

عمران نے خاصی تیز رفتاری سے ٹرک چلاتے ہوئے اس پھاٹک کا رخ کیا۔ پھاٹک فولادی چادر سے بنا ہوا تھا اور بند تھا۔ اندر کی طرف اس پر کوئی کنڈہ وغیرہ نظر نہ آ رہا تھا اس کا صاف مطلب یہی تھا کہ اسے دوسری طرف سے بند کیا گیا ہے اور ظاہر ہے دوسری طرف کچھ افراد یقیناً موجود ہوں گے۔

ٹرک کے ڈیش بورڈ پر ایسے بٹن نظر آ رہے تھے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس میں ٹرانسمیٹر نما آلات نصب ہیں۔ لیکن ظاہر ہے عمران اس چکر میں نہ پڑ سکتا تھا بلکہ اس نے ایکسیلیٹر پر دباؤ بڑھا دیا۔ ٹرک انتہائی مضبوط ساخت کا تھا۔ اور اس کے آگے ایسا فولادی بمپر نصب تھا جو خاصی مضبوط رکاوٹ کو بھی آسانی سے توڑ سکتا تھا۔ اس لئے عمران نے پھاٹک کو توڑتے ہوئے نکل جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ اور پھر دوسرے لمحے ٹرک پوری قوت سے دوڑتا ہوا پھاٹک سے ٹکرایا۔ جوزف اور جوانا دونوں پہلے ہی صورت حال کا اندازہ لگا چکے تھے اس لئے پھاٹک کے قریب آتے ہی ان دونوں نے غیر شعوری طور پر سر جھکا دیئے۔ لیکن ان کی یہ حرکت صرف بچاؤ کی غیر شعوری حرکت تھی ورنہ پھاٹک سے فولادی بمپر ہی ٹکرایا تھا۔ شیشے ٹوٹنے کی تو نوبت ہی نہ آ سکتی تھی۔

زوردار دھماکے سے پھاٹک ٹوٹ کر دوسری طرف گرا اور بھاری ٹرک اسے روندتا ہوا نکل گیا۔ سڑک بل کھاتی ہوئی اب شاید مین گیٹ کی طرف جا رہی تھی۔

اور اسی لمحے ٹرک کی پشت اور سائیڈوں پر فائرنگ ہوئی لیکن عمران ٹرک کو پوری رفتار سے بھگاتے چلا گیا۔ سڑک بل کھا کر مڑی اور عمران کا اندازہ درست ثابت ہوا۔ کیونکہ سڑک اصل عمارت کی سائیڈ سے ہوتی ہوئی مین پھاٹک کے قریب جا پہنچی تھی۔

مین پھاٹک بند تھا اور اس کے اندر کوئی آدمی نہ تھا۔ البتہ کمروں میں افراد موجود تھے۔ یہاں بھی عمران نے وہی کام کیا اور پوری رفتار سے ٹرک کو دوڑاتا ہوا سیدھا اس وسیع و عریض فولادی پھاٹک سے جا ٹکرایا مگر یہ پھاٹک پہلے پھاٹک سے زیادہ مضبوط نکلا۔ کیونکہ وہ ٹوٹا تو ضرور لیکن ٹرک کو بھی ایک خوفناک جھٹکا لگا اور وہ تیزی سے سائیڈ کے بل ہوا لیکن اس کا سٹیرنگ چونکہ عمران جیسے آدمی کے ہاتھ میں تھا اس لئے وہ الٹنے سے بچ گیا۔ لیکن مضبوط پھاٹک سے پوری قوت سے ٹکرانے کی وجہ سے اس کے انجن میں کوئی نقص پیدا ہو گیا۔ جس کی بنا پر وہ بند ہو گیا تھا۔

"نیچے اترو۔ اور گولیاں برساتے ہوئے نکل چلو"۔ عمران نے

چیخ کر کہا اور قریب رکھی ہوئی سٹین گن اٹھاتے ہوئے وہ اچھل کر باہر آیا اور اسی لمحے سٹین گنوں کی تڑتڑاہٹ گونجی اور عمران چونکہ چھلانگ لگا کر نیچے اترا تھا اس لئے گولیوں کی بوچھاڑ سے بس بال بال بچ گیا تھا۔ گولیاں سامنے والے سائیڈ کمرے سے چلائی جا رہی تھیں لیکن عمران اب ایسے زاویے پر پہنچ گیا تھا کہ وہاں سے باہر آئے بغیر اس پر گولیاں نہ چلائی جا سکتی تھیں۔ اس لئے وہ دوسری گولیاں کی بوچھاڑ سے بچ گیا۔

نیچے چھلانگ لگاتے ہی عمران نے دوبارہ چھلانگ لگائی اور پھر وہ اس کمرے کی سائیڈ میں پہنچ گیا۔ اسی لمحے دوسری طرف سے بھی سٹین گن چلنے کی آواز سنائی دی۔ اور عمران نے دوسری سائیڈ کے لڑتے ہوتے پٹ سے ان دونوں حبشیوں کو چیخ کر زمین پر گرتے ہوتے دیکھا جو شاید ادھر آ رہے تھے اور جوزف اور جوانا کی گولیوں کا شکار ہو گئے۔ دوسری سائیڈ میں کمرہ تو موجود تھا لیکن اس طرف شاید کوئی موجود نہ تھا کیونکہ اس طرف سے کمرے میں سے کسی نے فائر نہ کھولا تھا۔

ادھر عمران جیسے ہی سائیڈ میں ہوا، ایک سایہ تیزی سے کمرے دروازے سے برآمد ہوا۔ اس کے ہاتھ میں بھی سٹین گن تھی۔ لیکن جب ہی وہ کمرے سے باہر نکلا، عمران کی سٹین گن سے نکلنے والی گولیوں نے اسے چاٹ لیا۔ دوسرے لمحے عمران تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس نے دروازے کی سائیڈ میں رک کر سٹین گن کا رخ دروازے کے اندر کے فائر کھول دیا اور اسے گھمانے لگا۔ لیکن اندر سے کوئی چیخ نہ ابھری تو وہ اچھل کر سامنے آ گیا۔ کمرہ خالی پڑا ہوا تھا۔

دوسرے لمحے عمران تیزی سے پیچھے ہٹا اور پھر بھاگتا ہوا ٹوٹے ہوئے پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ جوزف اور جوانا پہلے ہی ٹوٹے ہوئے پھاٹک سے باہر پہنچ چکے تھے۔

عمران نے باہر آتے ہی تیزی سے نیچے جانے والی سڑک کی طرف بھاگنا شروع کر دیا۔ لیکن ابھی انہوں نے چند ہی قدم اٹھائے ہوں گے کہ ایک زوردار گڑگڑاہٹ کی آواز انہیں اپنی پشت پر سنائی دی اور پھر جیسے ہی ان تینوں نے بیک وقت مڑ کر پیچھے دیکھا ان کی آنکھیں شدید حیرت اور خوف سے پھٹتی چلی گئیں۔ وہ دیوہیکل فولادی ٹرک پوری قوت سے دوڑتا ہوا ان کے سروں پر پہنچ چکا تھا۔ چونکہ پھاٹک سے سڑک ڈھلوان کی صورت میں نیچے جا رہی تھی۔ اس لئے ٹرک پوری رفتار سے آ رہا تھا۔

عمران اور اس کے دونوں ساتھیوں نے پلک جھپکنے میں سائیڈوں میں چھلانگیں لگائیں اور وہ سینے کے بل اڑتے ہوئے پتھریلی زمین پر جا گرے۔ اور ان کی چھلانگوں نے ان کی جانیں بچا دیں۔

ٹرک اسی طرح پوری رفتار سے دوڑتا ہوا سیدھا ڈھلوان میں اترتا چلا گیا۔ اور پھر ذرا آگے سڑک کا موڑ آ گیا لیکن ٹرک اسی طرح پوری رفتار سے دوڑتا ہوا سیدھا سامنے موجود ایک مضبوط چٹان سے پوری قوت سے ٹکرایا اور پھر قلابازیاں کھاتا ہوا بل کھاتی ہوئی سڑک پر گرتا چلا گیا۔

تھوڑی دیر بعد ایک اور زوردار دھماکہ ہوا اور پھر انہیں نیچے آگ کے شعلے بلند ہوتے دکھائی دیے۔

عمران، جوزف اور جوانا طویل سانس لیتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے

ان کے چہروں اور ہاتھوں پر خاصی خراشیں آئی تھیں۔ کپڑے بھی پھٹ گئے تھے۔ عمران نے مڑ کر دیکھا تو اُسے پھاٹک کا دوسرا پٹ بھی ٹوٹ کر گرا ہوا نظر آیا۔ اور وہ ٹرک کے اس طرح اچانک دوڑ پڑنے کی وجہ سمجھ گیا۔ ٹرک اس پٹ سے ٹکرا کر رُکا ہوا تھا جس کے ٹوٹنے کی وجہ سے وہ حرکت میں آیا اور عمران اور اس کے ساتھی یقینی موت سے بال بال بچ گئے تھے۔

"باس! ___ یہ سر آرنلڈ کی طرف سے کوئی ردعمل ظاہر ہی نہیں ہو رہا کیا کوٹھی میں کوئی اور آدمی نہیں ہے" ___؟ جوانا نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ اصل عمارت چونکہ کافی فاصلے پر ہے ___ اس لئے وہ صورت حال کو پوری طرح سمجھ نہیں سکے ___ بہرحال اب یہاں سے فوراً نکل چلنا چاہئے ___ لیکن ٹھہرو ___ اس طرح تو ہم اونچی جگہ سے آسانی سے نشانہ بن سکتے ہیں ___ ادھر چٹانیں موجود ہیں تم دونوں سامنے والی چٹان کے پیچھے چھپ جاؤ۔ میں اس طرف والی چٹان کے پیچھے چھپ جاتا ہوں ___ پوری طرح ہوشیار رہنا ___ جب تک یہاں کی صورت حال واضح نہ ہو جائے، ہمیں نیچے نہیں جانا چاہئے" ___ عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

جوزف اور جوانا تیزی سے جھکتے ہوئے اس بڑی سی چٹان کے پیچھے چلے گئے۔ جبکہ عمران نے ان کی مخالف سمت کی چٹان کی پناہ لی۔ ان تینوں کی نظریں سر آرنلڈ کے مینشن پر جمی ہوئی تھیں جو کچھ بلندی پر سامنے نظر آ رہا تھا۔

چند ہی لمحوں بعد انہوں نے دس بارہ مسلح افراد کو دوڑ کر پھاٹک سے

باہر نکلتے ہوئے دیکھا۔ وہ سب سٹین گنوں سے مسلح تھے۔ وہ چند لمحے پھاٹک پر رک کر ادھر اُدھر دیکھتے رہے۔ پھر ان میں سے ایک کے اشارے پر وہ دائیں طرف کی چٹانوں کو پھلانگتے ہوئے اس سمت کو بڑھ گئے عمران سمجھ گیا کہ وہ نیچے جانے والی سڑک کو کور کرنے گئے ہیں۔ کیونکہ سڑک بل کھاتی ہوئی ان چٹانوں کے نیچے سے ہی گزرتی تھی اور اگر عمران آگے بڑھ جاتا تو وہ اس وقت ان کے آسان نشانے پر ہوتا۔

ان مسلح افراد کے باہر جاتے ہی چند مزید مسلح افراد پھاٹک پر نمودار ہوئے اور پھر وہ سیدھے آگے ڈھلوان کی طرف دوڑتے چلے گئے۔

عمران نے چند لمحے مزید انتظار کیا۔ لیکن جب پھاٹک پر اور کوئی آدمی نظر نہ آیا تو اس نے جوزف اور جوانا کو پھاٹک کی طرف واپس چلنے کا اشارہ کیا۔ اب اس نے ایک اور فیصلہ کر لیا تھا۔ سر آرنلڈ اُسے بتا تو چکا تھا کہ اینجلو ہلاک ہو چکا ہے اور اس کے ساتھی گرفتار ہو چکے ہیں۔ اس لئے ظاہر ہے کہ اب اس کے ساتھی طے شدہ منصوبے کے مطابق وہاں نہ پہنچ سکتے تھے۔ اور انہیں اب تلاش کرنے اور بچانے کی ایک ہی صورت بچتی تھی کہ سر آرنلڈ کو قابو کیا جائے۔ اس کے سوا اور کوئی صورت نہ تھی اور مزید کوئی مسلح آدمی باہر نہ آنے پر وہ سمجھ گیا کہ تمام مسلح افراد باہر آ چکے ہیں اگر کوئی تھوڑے بہت اندر ہوں گے تو ان سے نپٹ لیا جائے گا۔

عمران چٹان کے پیچھے سے نکلا اور پھر تیزی سے دوڑتا ہوا پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کی نظریں دونوں اطراف میں گھوم رہی تھیں ایک اس طرف جدھر پہلے مسلح افراد گئے تھے۔ اور ایک پھاٹک کی طرف کہ ادھر سے کوئی اور نمودار نہ ہو جائے۔ لیکن چند ہی لمحوں میں وہ تینوں

صحیح سلامت پھاٹک تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ عمران نے ایک نظر اندر کی طرف ڈالی اور پھر جوزف اور جوانا سے مخاطب ہوا۔

"تم دونوں یہاں جم جاؤ ـــــ اور میرے واپس آنے تک کسی کو اندر نہ آنے دینا ـــــ جو بھی نظر آئے گولیوں سے اڑا دینا ـــــ میں اندر جا رہا ہوں" ـــــ عمران نے انہیں ہدایات دیں اور پھر وہ سٹین گن سنبھالے تیزی سے عمارت کے اندرونی حصے کی طرف بھاگ پڑا۔ پورچ میں موجود کاروں کے قریب پہنچتے ہی وہ تیزی سے ان کی اوٹ میں جھک گیا کیونکہ اس نے برآمدے میں چار مسلح افراد کو نکلتے دیکھا تھا۔ ان کے جسموں پر دربانوں والی یونیفارم کی بجائے عام لباس تھا۔ البتہ ان کے ہاتھوں میں سٹین گنیں تھیں۔ وہ بڑے چوکنے انداز میں پھاٹک کی طرف دیکھ رہے تھے کہ عمران نے گن کو سائیڈ سے نکالا اور دوسرے لمحے سٹین گن کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی برآمدہ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ وہ چاروں ایک ہی باڑ میں چت ہو چکے تھے۔

ان کے نیچے گرتے ہی عمران تیزی سے کار کی اوٹ سے نکلا اور برآمدے کی طرف بھاگا۔

پھر جیسے ہی وہ برآمدے میں پہنچا اس نے سر آرنلڈ کو ایک دروازے سے اچھل کر باہر آتے دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں سٹین گن دیکھتے ہی وہ سمجھ گیا کہ یہ نقلی سر آرنلڈ ہے۔ ورنہ سر آرنلڈ کبھی اس طرح گن اٹھائے اکیلا باہر نہ آتا۔

جیسے ہی سر آرنلڈ باہر آیا، عمران اس کے سر پر پہنچ چکا تھا اور عمران کی سٹین گن نے ایک بار پھر شعلے اگلے اور آنے والا چیختا ہوا اچھل دیا۔

سے ٹکرایا اور پھر آٹے کی خالی ہوتی ہوئی بوری کی طرح فرش پر ڈھیر ہوتا چلا گیا۔ اور عمران لٹے کراس کرتا ہوا تیزی سے دروازے سے اندر داخل ہو گیا۔

اسی لمحے عمران کو پھاٹک کی طرف سے بے تحاشا فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور عمران سمجھ گیا کہ جوزف اور جوانا کا ٹکراؤ ان مسلح افراد سے ہو گیا ہے۔ لیکن وہ ان دونوں کی طرف سے مطمئن تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ان دونوں کی پوزیشنیں آنے والوں سے کہیں زیادہ محفوظ تھیں اور وہ دونوں ایسی پوزیشن میں پوری فوج کو سنبھال سکتے تھے۔

عمران جیسے ہی اندر کمرے میں داخل ہوا۔ اس کی نظریں ایک پردے کے پیچھے موجود پیروں پر جم گئیں۔ کوئی شخص پردے کے پیچھے کھڑا تھا۔ اس کے پیر صاف نظر آ رہے تھے۔ اور عمران نے دیکھا کہ اس کی ٹانگوں میں ہلکی سی لرزش موجود تھی۔

"پردے کے پیچھے سے باہر نکل آؤ ـــــ ورنہ چھلنی کر دوں گا" ـــــ عمران نے چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے پردہ ہٹا اور پیچھے سے سر آرنلڈ کا سیکرٹری جان مارٹن باہر آ گیا۔

جان مارٹن کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ چہرہ خوف کی شدت سے زرد پڑ گیا تھا۔

"م م ـ مجھے مت مارو ـــــ م ـــــ م ـــــ میں تو صرف سیکرٹری ہوں" ـــــ جان مارٹن نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

"اس نقلی سر آرنلڈ کو تم نے سٹین گن دے کر باہر بھیجا تھا" ـــــ؟ عمران نے آگے بڑھ کر اس کے سینے پر سٹین گن کی نال رکھ کر پوچھا۔

"وہ ۔۔۔ وہ خود گیا تھا ۔۔۔ کہا تھا کہ میں بھون دونگا ۔۔۔ مم ۔ مم میں نے اُسے منع کیا تھا" ۔۔۔ جان مارٹن نے کہا اور عمران کی پوری طرح تسلی ہوگئی کہ اس کا شکار واقعی نقلی سر آرنلڈ تھا۔

"سر آرنلڈ کہاں ہیں ۔۔۔ ؟ جلدی بتاؤ ۔۔۔ ایک لمحے میں ۔۔۔ ورنہ ۔۔" عمران نے غرا کر شین گن کی نال اس کے سینے پر رکھ کر ذرا سا دباتے ہوئے کہا۔

"وہ ۔۔۔ وہ چلے گئے ۔۔۔ خفیہ سرنگ سے چلے گئے ہیں" ۔۔۔ جان مارٹن نے کہا۔

"کہاں چلے گئے" ۔۔۔ ؟ عمران نے پوچھا۔

"وہ کیپیٹل پیلس گئے ہیں ۔۔۔ سرنگ وہیں جاتی ہے" ۔۔۔ جان مارٹن نے تھوک نگلتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا ۔۔۔ اب اگر جان بچانا چاہتے ہو تو پھاٹک سے باہر موجود اپنے آدمیوں کو ہتھیار پھینکنے کا حکم دو ۔۔۔ ورنہ میں پہلے تمہیں گولیاں مار دونگا اور پھر ان سے نمٹوں گا ۔۔۔ بولو کیسے حکم دوگے" ۔۔۔ عمران نے کہا کیونکہ اس کے خیال کے مطابق اس قسم کے مینشن میں ایسا انتظام ضرور ہوگا جس سے باہر موجود افراد کو کنٹرول کیا جاسکتا ہو۔

"وائرلیس میگا فون ۔۔۔ آؤ میرے ساتھ" ۔۔۔ جان مارٹن نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ کیونکہ عمران نے جان بچ جانے کی بات کر دی تھی۔ وہ عمران کو ہمراہ لئے ایک چھوٹے سے کمرے میں آیا اور پھر اس نے دیوار کے ساتھ لگے ہوئے ایک پبلک ٹیلیفون سیٹ ٹائپ آلے کو آن کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک مائیک لچھے دار تار کے ساتھ منسلک تھا۔

اس نے مائیک کو منہ سے لگا کر بولنا شروع کر دیا۔

"ہیلو ۔۔۔ ہیلو ۔۔۔ الرٹ آل دی لسنرز ۔۔۔ الرٹ ۔۔۔ فائرنگ فوراً بند کر دی جائے ۔۔۔ میں جان مارٹن سیکرٹری ٹو باس کالنگ باس کا حکم ہے کہ فائرنگ بند کر دی جائے" ۔۔۔ جان مارٹن نے اونچی آواز میں کہا اور مائیک آف کر دیا۔

"بس ۔۔۔ یا ۔۔۔ اور بھی کچھ کہنا ہے" ۔۔۔ جان مارٹن نے اُمید بھرے لہجے میں کہا۔

"انہیں کہو کہ باس نے ان افراد سے صلح کر لی ہے ۔۔۔ اس لئے اب یہ باس کے مہمان ہیں ۔۔۔ سب لوگ اپنی اپنی ڈیوٹی پر واپس چلے جائیں ۔۔۔ اور اس کے بعد مائیک مجھے دے دو" ۔۔۔ عمران نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

جان مارٹن نے مائیک آن کر کے بڑے فرمانبردارانہ انداز میں عمران کی ہدایت پر عمل کیا اور اس کے ساتھ ہی مائیک عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"ہیلو ۔۔۔ پرنس آف ڈھمپ کالنگ جوزف اور جوانا! ۔۔۔ سر آرنلڈ سے ہماری صلح ہوگئی ہے ۔۔۔ اب ہم ان کے معزز مہمان ہیں ۔۔۔ تم دونوں فوراً پورچ کے ساتھ والے کمرے میں پہنچ جاؤ" ۔۔۔ عمران نے پرنس کے مخصوص انداز میں کہا اور مائیک واپس جان مارٹن کو دے دیا۔

جان مارٹن نے سیٹ آف کر کے مائیک ساتھ لٹکا دیا۔

"اب تو مجھے نہیں مارو گے" ۔۔۔ جان مارٹن نے اُمید بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہاری زندگی کا دارومدار تمہاری اطاعت گذاری پر ہے ۔۔۔ اگر تم

میری باتیں اسی طرح مانتے رہے تو تمہاری روح تمہارے جسم میں ہی رہے گی ۔۔۔ ورنہ دوسری صورت میں ظاہر ہے بے روح جسم مٹی میں دبا دیا جاتا ہے" ۔۔۔ عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور جان مارٹن کا چہرہ جو قدرے بحال ہو گیا تھا دوبارہ سہم کر رہ گیا۔

"واپس پہلے کمرے میں چلو" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اسے لیکر واپس پہلے والے کمرے میں آ گیا۔

چند ہی لمحوں بعد جوزف اور جوانا سٹین گنیں سنبھالے اس کمرے میں پہنچ گئے۔

"کیا پوزیشن ہے دوسرے لوگوں کی" ۔۔۔ ؟ عمران نے جوزف اور جوانا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"لاؤڈ سپیکر پر اعلان ہوتے ہی انہوں نے مقابلہ ختم کر دیا ۔۔۔ ہم نے ان کے چند آدمی مار گرائے تھے ۔۔۔ وہ ان کی لاشیں اٹھا کر اندر چلے گئے ہیں" ۔۔۔ جوزف نے جواب دیا۔

"گڈ ! ۔۔۔ اب تم میں سے ایک کمرے کے اندرونی دروازے اور ایک بیرونی طرف کھڑا ہو جائے ۔۔۔ اگر کوئی مشکوک آدمی اندر داخل ہونا چاہے تو اسے گولی سے اڑا دینا۔ میں ذرا جان مارٹن سے گفتگو کر لوں" عمران نے جوزف اور جوانا کو ہدایات دیتے ہوئے کہا اور ان دونوں نے اس کی ہدایات کے مطابق ٹارگٹ کور کر لئے۔

"دیکھو جان مارٹن ! ۔۔۔ میرے پاس ضائع کرنے کے لئے کوئی وقت نہیں ہے ۔۔۔ اور میں وقت ضائع کرنے سے گولی ضائع کرنا زیادہ بہتر سمجھتا ہوں ۔۔۔ اب میں تم سے ایک سوال پوچھوں گا۔ جس کا جواب مجھے

بھی معلوم ہے ۔۔۔ اگر تم نے صحیح جواب دیا تو میں سمجھوں گا کہ تم ے ساتھ تعاون کر رہے ہو ۔۔۔ ورنہ دوسری صورت میں میری انگلی ت کرے گی اور تمہاری روح حرکت میں آ جائے گی" ۔۔۔ عمران نے ائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پپ ۔۔۔ پپ ۔۔۔ پوچھو ! ۔۔۔ اگر مجھے معلوم ہوگا تو میں سچ بتاؤں گا۔ تم سے کچھ نہیں چھپاؤں گا ۔۔۔ بس میری جان بخش دو ۔۔۔ میرے ٹے چھوٹے بچے ہیں" ۔۔۔ جان مارٹن نے رو دینے والے انداز میں لہجہ بے حد منت بھرا تھا۔

"بتاؤ کیا سر آرنلڈ ہی ریڈ آرمی کا ریڈ چیف ہے" ۔۔۔ ؟ عمران نے ی مارٹن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے ان گن کے ٹریگر پر جمی ہوئی انگلی کو یوں حرکت دی جیسے ٹریگر دبانے لئے اسے سیٹ کر رہا ہو۔

جان مارٹن کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لئے تذبذب کے آثار اں ہو گئے۔ مگر دوسرے لمحے وہ سپاٹ ہو گئیں۔

"ہاں ۔۔۔ یہ درست ہے ۔۔۔ سر آرنلڈ ہی ریڈ چیف ہے" ۔۔۔ مارٹن نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"گڈ ! ۔۔۔ تم نے درست جواب دے کر اپنی جان بچا لی ہے ۔۔۔ بتاؤ کہ کیپٹل پیلس کہاں ہے ۔۔۔ اور اس کی کیا اہمیت ہے" ۔۔۔ ؟ ن نے پوچھا۔

"میری جان بخش دو گے ۔۔۔ وعدہ کرو" ۔۔۔ جان مارٹن نے پتے ہوئے پوچھا۔

"پرنس نے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی جان مارٹن! ـــ اس بات کو نکا لو ـــ اور بولو ـــ جلدی کرو ـــ میں نے پہلے ہی کہا ہے کہ میں وقت ضائع نہیں کر سکتا" ـــ عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

"ہم ـــ مجھے یقین ہے ـــ کیپٹل پیلس کوڈ میں ریڈ آرمی کے ہیڈ کوارٹر کو کہتے ہیں ـــ یہاں سے ایک سرنگ سیدھی وہاں جاتی ہے یہ سپیشل وے ہے جو صرف سر آرنلڈ ہی استعمال کرتے ہیں" ـــ جان مارٹن نے کہا۔

"کیا تم کبھی ان کے ساتھ گئے ہو" ـــ ؟ عمران نے پوچھا۔

"ہاں ـــ کئی بار گیا ہوں ـــ میں ان کے پاس بیس سال سے ملازم ہوں ـــ وہ مجھ پر مکمل اعتماد کرتے ہیں ـــ مگر مجھے اپنی جان زیادہ پیاری ہے" ـــ جان مارٹن نے کہا۔

"کیا تم ان کے ساتھ یہاں سے بات کر سکتے ہو" ـــ ؟ عمران نے پوچھا۔

"ہاں! ـــ خصوصی فون پر بات ہو سکتی ہے" ـــ جان مارٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو سنو! ـــ تم سر آرنلڈ سے بات کرو اور اسے بتاؤ کہ پرنس ا اس کے ساتھیوں کو مار گرایا ہے ـــ اور وہ فوراً یہاں پہنچ جائے" عمران نے کہا۔

"لیکن وہ تو تم لوگوں کا انتظار کیپٹل پیلس میں کر رہا ہو گا ـــ اس نے اپنے آدمیوں کو بھی حکم دیا تھا اور پھر خود اسی وقت سرنگ کے ذریعے چلا گیا تھا ـــ اسے تو ساری گڑبڑ کا علم ہی نہیں ہے" ـــ جان مار نے کہا اور عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ اب وہ سمجھا تھا کہ آخر اس کے

بات کارروائی میں اتنی دیر کیوں ہوئی تھی۔

"تو کارروائی کے انچارج تم تھے ـــ تم نے بات نہیں کی تھی" ـــ ؟ عمران نے کہا۔

"میں نہیں ـــ وہ نقلی سر آرنلڈ تھا ـــ سر آرنلڈ کی عدم موجودگی میں یہاں کا چارج اس کے پاس ہوتا ہے۔ وہ باقاعدہ سر آرنلڈ بن کر یہاں رہتا ہے ـــ اور سر آرنلڈ نے حکم دے رکھا ہے کہ سوائے کسی خاص ایمرجنسی کے اس سے کیپٹل پیلس میں بات نہ کی جائے" ـــ جان مارٹن نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــ تم سر آرنلڈ سے بات کرو ـــ اور انہیں بتاؤ کہ پرنس اور اس کے ساتھیوں نے یہاں قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا ـــ انہوں نے تباہی مچا دی ـــ نقلی سر آرنلڈ مارا گیا ـــ بڑی مشکل سے ان تینوں کو گولیاں ماری گئی ہیں ـــ اور پرنس کے ساتھی تو ہلاک ہو گئے ہیں البتہ پرنس شدید زخمی حالت میں ہے اور وہ آپ سے فوری طور پر کوئی اہم بات کرنا چاہتا ہے" ـــ عمران نے جان مارٹن کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن پھر میری جان کیسے بچے گی ـــ تم تو چلے جاؤ گے اور پھر سر آرنلڈ تو میری ایک ایک بوٹی علیحدہ کر دیں گے ـــ وہ بہت سخت آدمی ہیں" ـــ جان مارٹن نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"تمہاری حفاظت میری ذمہ داری ہے ـــ تم گھبراؤ نہیں ـــ میری ہدایات پر عمل کرو" ـــ عمران نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ اب مجبوری ہے" ـــ جان مارٹن نے طویل سانس

لیتے ہوئے کہا اور پھر وہ عمران کو ہمراہ لئے ایک راہداری سے گذر کر ایک کمرے میں آیا۔ یہ کمرہ دفتر کے سے انداز میں سجایا گیا تھا۔ جان مارٹن نے دیوار پر لگی ہوئی ایک تصویر کو مخصوص انداز میں دائیں طرف کیا۔

تصویر کے نیچے سپاٹ دیوار تھی۔ جان مارٹن نے اپنی انگلی تین بار دیوار کے اس حصے کے درمیان ماری تو کھٹاک کی آواز کے ساتھ دیوار کا وہ حصہ درمیان سے ہٹ گیا۔ وہاں اب ایک خانے والی الماری نظر آنے لگی تھی۔ اس کے اندر سرخ رنگ کا ایک جدید انداز ٹیلیفون سیٹ پڑا ہوا تھا۔ جان مارٹن نے اس کا رسیور اٹھایا اور ڈائل کی جگہ لگے ہوئے ایک بٹن کو دبا دیا۔

ہیلو۔ ہیلو سر۔ مارٹن کالنگ سر۔ ایمرجنسی سر"۔ جان مارٹن کا لہجہ بوکھلایا ہوا تھا۔ جان بچانے کے لئے وہ شاندار قسم کی ایکٹنگ کر رہا تھا۔

"یس۔ کیا بات ہے۔ کیوں فون کیا ہے"۔ دوسری طرف سے ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔ بولنے والے کا لہجہ بے حد کرخت تھا۔

"سر۔ سر۔ غضب ہو گیا۔ اس پرنس اور اس کے ساتھیوں نے ہمارے آدمی مار دیئے ہیں۔ پھاٹک توڑ ڈالے۔ بڑی گڑبڑ کی ہے سر انہوں نے۔ ہم نے بڑی مشکل سے انہیں کور کر کے گولیوں کا نشانہ بنایا ہے سر۔ سر ٹرانگر مارا گیا ہے۔ مینشن میں ہر طرف لاشیں بکھری پڑی ہیں۔ پرنس کے ساتھی تو مر چکے ہیں۔ البتہ پرنس شدید زخمی ہے سر۔ وہ آپ سے کوئی اہم بات کرنا چاہتا ہے۔ لیکن میں نے

اس سے بات کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ وہ چند لمحوں کا مہمان ہے۔ لیکن سر۔ اس کا اصرار ہے کہ وہ کوئی اہم راز آپ کو بتانا چاہتا ہے"۔ جان مارٹن نے کہا۔ اس کی ایکٹنگ بے داغ تھی۔

"اوہ! تو یہ گڑبڑ ہے۔ میں سوچ رہا تھا کہ ابھی تک ٹرک آخرکار ... پر کیوں نہیں پہنچا۔ اچھا ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"اب میری موت یقینی ہے"۔ جان مارٹن نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور رکھتے ہوئے کہا۔

"بلکہ اب تمہاری زندگی یقینی ہو گئی ہے جان مارٹن!۔ بہرحال تم دیکھو گے کہ پرنس کیا کرتا ہے۔ تم اب مجھے وہاں لے چلو، جہاں سرنگ کیپٹل پیلس کو جاتی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جان مارٹن نے سر ہلا دیا۔

اور پھر وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہمراہ لئے مختلف کمروں سے گزر کر ایک ایسے کمرے میں آیا جو سٹور کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ اس میں بڑے بڑے باکس پڑے ہوئے تھے۔ ایسے باکس جو عام سامان کے لئے استعمال ہوتے تھے۔ اور پھر خالی ہونے پر سٹور میں پھینک دیئے جاتے تھے۔

"یہ باکس سرنگ کا دروازہ ہے"۔ جان مارٹن نے ایک طرف دیوار کے ساتھ پڑے ہوئے ٹوٹے پھوٹے باکس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

عمران کو یہ آئیڈیا خاصا پسند آیا تھا کیونکہ بظاہر کسی کو یقین نہ آ سکتا تھا کہ اس ٹوٹے پھوٹے باکس کی بھی کوئی اہمیت ہو سکتی ہے۔

"ٹھیک ہے ___ اب تم باہر جاؤ ___ میں اکیلا ہی سر آرنلڈ سے نپٹ لونگا ___ اور جوزف اور جوانا! ___ تم بھی جان مارٹن کے ساتھ جاؤ۔ اور سنو! ___ اب یہ تمہاری حفاظت میں ہے ___ اور ہم نے اس کی زندگی بچانے کا وعدہ کر رکھا ہے ___ اس کو ٹوٹ پھوٹ سے بچانے کا [illegible] سمجھے" ___ عمران نے بڑے شاہانہ انداز میں جوزف اور جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سمجھ گئے باس" ___ جوزف اور جوانا دونوں نے بیک وقت کہا اور پھر وہ جان مارٹن کو بازو سے پکڑے کمرے سے باہر نکل گئے۔

عمران ایک بڑے باکس کی سائیڈ میں کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں سٹین گن موجود تھی۔ اور اس کی نظریں اس لوہے کے چھوٹے باکس پر جمی ہوئی تھیں۔

تقریباً پانچ منٹ بعد ہلکا سا کھٹکا ہوا اور باکس کی ایک سائیڈ کسی دروازے کی طرح کھلتی چلی گئی۔ دوسرے لمحے سر آرنلڈ اس دروازے سے نمودار ہوئے۔ ان کے چہرے پر سرخ رنگ کا نقاب تھا۔ جو انہوں نے باہر نکلتے ہی اتار کر کوٹ کی جیب میں رکھ لیا اور پھر دروازے کی طرف بڑھنے کے لئے ابھی انہوں نے پہلا قدم اٹھایا ہی تھا۔

"خوش آمدید سر آرنلڈ عرف ریڈ چیف" ___ اچانک عمران کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے عمران سٹین گن اٹھائے آڑ سے نکل کر سامنے آ گیا۔

سر آرنلڈ، عمران کی آواز سن کر بری طرح اچھلے، مگر دوسرے لمحے عمران کو اس طرح صحیح سلامت اپنے سامنے کھڑے دیکھ کر ان کے چہرے پر

ت کے شدید ترین آثار ابھر آئے۔ وہ یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھ رہے تھے۔ جیسے وہ انسان کی بجائے کسی بھوت کو دیکھ رہے ہوں۔

"تت ___ تت ___ تم اور یہاں ___ اور اس حالت میں" ___ سر آرنلڈ نے ہکلاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"میں نے سوچا کہ آپ ریڈ آرمی کے چیف ہیں ___ اس لئے آپ کے استقبال کے لئے ہمیں خود جانا چاہیئے ___ بہرحال آپ کی ایک سرکاری حیثیت ہے ___ اور ہم تو ہمیشہ سرکار کے خادم رہے ہیں" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

لیکن جیسے ہی عمران کا فقرہ ختم ہوا، سر آرنلڈ نے اچھل کر عمران پر حملہ کر دیا۔ ان کا حملہ کرنے کا انداز انتہائی جارحانہ اور تیز تھا۔ انہوں نے عمران کی سٹین گن پر ہاتھ ڈال کر اسے چھیننا چاہا، مگر ظاہر ہے ان کا مقابلہ عمران سے تھا۔ وہ بڑی پھرتی سے ایک طرف ہٹا اور دوسرے لمحے اس کی لات گھومتی ہوئی پوری قوت سے سر آرنلڈ کے پہلو پر پڑی۔ اور سر آرنلڈ چیخ مار کر سامنے والی دیوار سے جا ٹکرائے۔

جس جگہ وہ ٹکرائے تھے کمرے کا دروازہ چونکہ اسی جگہ کے بالکل ہی قریب تھا اس لئے دیوار سے ٹکرا کر جیسے ہی ہٹے۔ اچھل کر دروازے کے باہر نکلے۔ اور پھر اٹھ کر بھاگنے ہی لگے تھے کہ ایک بار یوں اچھل کر اندر آئے جیسے گیند کو کسی نے دوسری طرف سے ہٹ ماری ہو۔ کمرے کے فرش پر پشت کے بل گرتے ہوئے ان کے حلق سے زوردار چیخ نکل گئی اور دوسرے لمحے دروازے پر جوزف نمودار ہوا۔

"یہ بھاگ رہا تھا باس" ___ جوزف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ کہاں جائے گا بھاگ کر" ۔۔۔ عمران نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے اچھلتے ہوئے سر آرنلڈ کے سینے پر پوری قوت سے بوٹ مارا اور سر آرنلڈ کے حلق سے کربناک چیخ نکلی اور وہ فرش پر دوبارہ گر کر تڑپنے لگے۔

"بولو ۔۔۔ میرے ساتھی کہاں ہیں" ۔۔۔ عمران نے دوسری ضرب اس کے پہلو میں ماری اور پھر جھک کر ایک جھٹکے سے اسے گردن سے پکڑ کر یوں اٹھا لیا جیسے بچے کسی کھلونے کو اٹھاتے ہیں۔

اوپر اٹھاتے ہی عمران نے جھٹکا دے کر اسے پوری قوت سے پچھلی دیوار سے ٹکرا دیا اور دوسرے لمحے سر آرنلڈ کی دوسری کربناک چیخ نکلی۔ ان کے ہونٹوں کے کناروں سے خون کی لکیریں سی باہر کو نکلنے لگی تھیں۔

"تت ۔۔۔ تت ۔۔۔ تم ۔۔۔ تم" ۔۔۔ سر آرنلڈ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کچھ کہنا چاہا۔ اور عمران کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سٹین گن کا دستہ گھومتا ہوا ان کے پہلو پر پڑا اور سر آرنلڈ اچھل کر فرش پر گرے اور پانی سے نکلی ہوئی مچھلی کی طرح تڑپنے لگے۔

"میں پوچھ رہا ہوں ۔۔۔ میرے ساتھی کہاں ہیں" ۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور ایک لات اٹھا کر بوٹ سر آرنلڈ کی بھنوؤں اور پیشانی پر رکھ کر اسے پوری قوت سے گھما دیا۔ اور سر آرنلڈ کا باقی جسم یوں فرش سے اوپر کو اٹھا جیسے بازی گر اپنے جسم کو کمان کی طرح موڑ لیتے ہیں۔ سر آرنلڈ کے چہرے کی کھال پھٹ گئی تھی۔

"بولو ۔۔۔ کہاں ہیں میرے ساتھی" ۔۔۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے جھک کر اس کا ایک بازو پکڑا اور دوسرا پیر سر آرنلڈ کے جسم پہ رکھ کر بازو

کو ایک زوردار جھٹکا دیا اور سر آرنلڈ اس طرح تڑپنے لگے جیسے جبراً ان کے جسم سے روح نکالی جا رہی ہو۔

"وہ ۔۔۔ وہ فرار ہو گئے ہیں ۔۔۔ مارشل انہیں ڈھونڈ رہا ہے" ۔۔۔ سر آرنلڈ نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا۔

"تم جھوٹ بول رہے ہو" ۔۔۔ عمران نے ان کے پہلو میں زوردار ضرب لگاتے ہوئے کہا۔

لیکن دوسرا لمحہ عمران کے لئے بھی حیرت انگیز ثابت ہوا۔ جب سر آرنلڈ جو تکلیف سے تڑپ رہے تھے اچانک کسی گیند کی طرح اچھلے اور عمران کے سینے سے ٹکرائے اور عمران چونکہ ان کے اس ردعمل کے لئے ذہنی طور پر تیار نہ تھا۔ اس لئے وہ اپنے آپ کو نہ سنبھال سکا اور پشت کے بل زمین پر گرا اور سر آرنلڈ اس کے جسم سے اچھل کر اس باکس والے دروازے کی طرف بھاگنے لگے۔ وہ شاید واپس ریڈ آرمی کے ہیڈ کوارٹر فرار ہونا چاہتے تھے لیکن عمران نے نیچے گرتے ہی لات موڑ کر بوٹ کی ضرب ان کی پشت پر ماری اور سر آرنلڈ چیختے ہوئے عمران کے سر کے اوپر سے ہو کر فرش پر گرے۔ عمران نے الٹی قلابازی کھائی اور دوسرے لمحے اس نے سر آرنلڈ کو چھاپ لیا۔ اس نے پوری قوت سے سر آرنلڈ کی پشت پر سر سے ضرب لگائی اور سر آرنلڈ منہ کے بل فرش پر چت ہو گئے اور عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"بتاؤ کہاں ہیں میرے ساتھی" ۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا لیکن سر آرنلڈ اسی طرح پیٹ کے بل فرش پر بے حس و حرکت پڑے رہے۔ عمران نے جھک کر انہیں سیدھا کیا ہی تھا کہ سر آرنلڈ کی دونوں ٹانگیں اکٹھی

ہو کر بجلی کی سی تیزی سے اونچی ہوئیں اور عمران کے زیر ناف خوفناک ضرب لگانے میں کامیاب ہو گئیں۔

یہ ضرب اس قدر زوردار اچانک اور خطرناک تھی کہ عمران گیند کی طرح اچھل کر پیچھے گرا اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم درد اور تکلیف کی شدت سے بے اختیار اکٹھا ہوتا چلا گیا۔

سر آرنلڈ ایک جھٹکے سے اٹھے اور انہوں نے بڑی پھرتی سے ایک طرف پڑی ہوئی سٹین گن اٹھانے کے لئے چھلانگ لگا دی۔ سٹین گن ضرب کھانے کی وجہ سے عمران کے ہاتھوں سے نکل گئی تھی۔ لیکن ان کا ہاتھ جیسے ہی سٹین گن پر پڑا۔ اسی لمحے عمران کا جسم بجلی کی سی تیزی سے سمٹا اور پھر وہ کسی بم کی طرح پوری قوت سے سر آرنلڈ سے آ ٹکرایا اور سر آرنلڈ کو ساتھ لیتا ہوا اس لوٹے ہوئے باکس کی دیوار سے جا ٹکرایا عمران نے دونوں ہاتھ آگے کر کے اپنے جسم کو روکا اور ساتھ ہی اس کے دونوں گھٹنے ایک جھٹکے سے آگے ہوئے اور پھر کمرے میں سر آرنلڈ کی تیز اور کربناک چیخ گونج اٹھی۔ سر آرنلڈ کا جسم اس بری طرح پھڑکنے لگا جیسے ان کی شہ رگ کٹ گئی ہو۔

عمران ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا۔ اس کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی تھیں اور چہرے پر چٹانوں جیسی سختی تھی۔ دوسرے لمحے سر آرنلڈ کو ابکائی سی آئی اور پھر ان کے منہ سے خون کسی فوارے کی طرح ابل پڑا۔ خون کے ساتھ ساتھ چھوٹے چھوٹے گوشت کے لوتھڑے بھی ساتھ ہی نکل رہے تھے اور چند ہی لمحوں بعد ان کی آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں اور جسم سیدھا ہو گیا۔ وہ ختم ہو چکے تھے۔ گھٹنوں کی زوردار ضرب نے ان

ل پھاڑ دیا تھا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ بس غصے کی شدت میں وہ اس زوردار ضرب لگا گیا تھا ورنہ اس کا ارادہ سر آرنلڈ کو ختم کرنے کا نہ اس کا مقصد صرف یہ تھا کہ انہیں فوری طور پر زیر کر سکے ان سے ساتھیوں کے متعلق معلومات حاصل کرنا۔ لیکن اب بہرحال وہ ختم چکے تھے۔

عمران چند لمحے کھڑا سوچتا رہا۔ پھر ایک طویل سانس لے کر کندھے ہوا واپس مڑ گیا۔ اب اپنے ساتھیوں کے متعلق معلوم کرنے کی ایک صورت تھی کہ وہ راک مین سے رابطہ قائم کرتا۔ راک مین کی بتائی ہوئی یں فریکوینسی اس کے ذہن میں تھی۔

مارشل جیسے ہی ہیڈکوارٹر میں داخل ہوا اس نے وہاں عجیب سی افراتفری دیکھی۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی خاص واقع ہو گیا ہو۔

"کیا ہوا ___ کیوں پریشان ہو ___؟" مارشل نے ایک آدمی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ب ___ ب ___ باس! ___ وہ قیدی فرار ہو گئے ہیں" ___ اس آدمی نے انتہائی پریشان لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"فرار ہو گئے! ___ کیا مطلب ___ کیسے فرار ہو گئے" ___؟ مارشل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"باس! ___ ناقابل یقین بات ہے ___ قیدیوں کے ہاتھ لوہے کی ہتھکڑیوں سے ان کی پشت پر بندھے ہوئے تھے اور وہ بلیک روم میں بند تھے ___ فولادی دروازہ باہر سے لاک تھا اور راہداری کا دروازہ دوسری طرف سے لاک تھا ___ ہم ___ لاک کھول کر راہداری

ں آئے۔ لیکن بلیک روم کا دروازہ کھلا ہوا تھا ___ اس کا لاک فائر کر کے توڑ دیا گیا تھا اور اندر بلیک روم خالی پڑا ہوا تھا۔ تمام قیدی غائب تھے" ___ نمبر ون نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے ___ کیا وہ جن بھوت تھے کہ بس کھڑے کھڑے غائب ہو گئے" ___ مارشل نے غصیلے انداز میں کہا اور تیزی سے بلیک روم کی طرف بڑھا۔ وہ حیرت بھرے انداز میں خالی پڑے ہوئے بلیک روم کو دیکھتا رہا پھر اس نے دروازے کے لاک کو چیک کیا۔ لاک واقعی فائر کر کے توڑا گیا تھا۔

"باس! ___ یہ الماری کا کونہ چمک رہا ہے ___ یوں لگتا ہے کہ جیسے یہاں پر کسی لوہے کی چیز کو رگڑا گیا ہے" ___ نمبر ون نے ایک دیوار میں موجود الماری کے فولادی فریم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور مارشل تیزی سے اس فریم کی طرف بڑھ گیا۔ واقعی باقی فریم کی نسبت ایک سائیڈ وہ بہت چمک رہا تھا۔

"اوہ! ___ اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے اپنی ہتھکڑیاں اس فریم سے رگڑ کر توڑی ہیں" ___ مارشل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"لیکن سر! ___ ان کے ہاتھ تو پشت پر بندھے ہوئے تھے" ___ نمبر ون نے کہا۔

"ہاں! ___ واقعی انتہائی مہارت اور ذہانت کا کام ہے یہ ___ مجھ سے غلطی ہوئی انہیں زندہ رکھ کر ___ ان لوگوں کو فوری طور پر گولی مار دینی چاہیے تھی ___ لیکن یہ لوگ گئے کہاں ہیں ___ اوہ! کہیں یہ اس خفیہ سرنگ سے تو نہیں نکل گئے" ___ مارشل نے چونکتے ہوئے کہا۔

"خفیہ سرنگ ــــ اوہ! ــ مگر ہاں وہ تو بند ہے" ــــ نمبروان نے چونکتے ہوئے کہا۔

"وہ دوسری طرف سے بھی تو بند ہو سکتی ہے" ــــ مارشل نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ دوڑتا ہوا بلیک روم سے نکل کر راہداری میں آیا اور سپاٹ دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ایک جگہ پیر مار کر اس دیوار کو کھولا اور اسے کراس کر کے کمرے میں پہنچ گیا۔

اس نے کمرے کا فرش ایک طرف ہٹایا اور سیڑھیاں اترتا چلا گیا نمبروان اس کے پیچھے تھا۔ سیڑھیوں کے اختتام پر سرنگ تھی۔ مارشل اور نمبروان تیز تیز قدم اٹھاتے سرنگ کے اختتام پر پہنچے جہاں سیڑھیاں اوپر کو جا رہی تھیں اور سیڑھیوں کے اختتام پر موجود دروازہ اندر سے بند تھا۔

مارشل نے اچھی طرح دروازے کو چیک کیا اور پھر واپس سیڑھیاں اتر آیا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"دروازہ اندر سے بند ہونے کا تو مطلب یہ ہے کہ وہ اس سرنگ کے راستے سے نہیں گئے ــــ ورنہ دروازہ اندر سے کسی صورت میں بند نہ ہوتا" ــــ مارشل نے واپس مڑتے ہوئے کہا اور پھر وہ سرنگ پار کر کے واپس راہداری میں آیا اور تھوڑی دیر بعد اپنے مخصوص دفتر میں پہنچ گیا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

"نمبروان! ــ تم اپنے آدمی لے کر عمارت کو باہر سے چیک کرو۔ ظاہر ہے وہ کہیں نہ کہیں سے ضرور نکلے ہوں گے ــــ ان کے قدموں کے نشانات وغیرہ ــــ اور ہو سکتا ہے کہ کہیں سیفٹی ہیر ڈوٹا ہوا مل جائے" مارشل نے نمبروان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس" ــــ نمبروان نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دفتر سے باہر نکل گیا۔

مارشل ہونٹ کاٹتا ہوا بڑے مایوسی کے عالم میں کرسی پر ڈھیر ہو گیا۔ اس کے چہرے سے شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

اچانک میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ تو مارشل نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور دوسرے لمحے وہ سنبھل کر سیدھا ہو گیا۔ کیونکہ گھنٹی کی آواز سرخ رنگ کے فون سے آ رہی تھی۔ یہ سرخ رنگ کا فون ریڈ چیف سے براہ راست رابطے کے لئے مخصوص تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ ریڈ چیف کی طرف سے کال ہے۔ اس نے پھرتی سے رسیور اٹھا لیا۔

"یس ــ مارشل اٹنڈنگ" ــــ مارشل نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ریڈ چیف" ــــ دوسری طرف سے ریڈ چیف کی مخصوص آواز ابھری۔

"یس سر ــ حکم سر ــ میں نے پیغام نوٹ کرایا تھا سر" ــــ مارشل نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں! ــ تمہارا پیغام اٹنڈ ہو گیا ــــ سر آرنلڈ کے سیکشن میں کارروائی کر دی گئی ہے ــــ وہ پرنس اور اس کے ساتھی گرفتار کر لئے گئے ہیں ــ میں نے انہیں زیرو روم پہنچانے کا حکم دے دیا ہے تاکہ وہاں اطمینان سے ان کے جسموں کا آپریشن کیا جا سکے ــــ اس کے ساتھیوں کے متعلق تمہاری کیا رپورٹ ہے" ــــ؟ ریڈ چیف نے پوچھا۔

"سر! ــــ انتہائی ناقابل یقین اور حیرت انگیز رپورٹ ہے ــ اس کے ساتھیوں کو میں نے زندہ گرفتار کر لیا تھا" ــــ مارشل نے کہا۔

"اس میں ناقابل یقین اور حیرت انگیز بات کونسی ہے ــــ؟ یہ اطلاع

تو تمہارے پیغام میں بھی موجود تھی" ـــــ ریڈ چیف نے کہا۔

"سر! ـــ وہ بات میں بتانے والا تھا ـــ میں نے ان لوگوں کو اپنے ہیڈ کوارٹر کے بلیک روم میں قید کر دیا ـــ ان سب کے ہاتھ بھی ان کی پشت پر کلپ ہتھکڑیوں سے بندھے ہوئے تھے ـــ میں آپ کو اطلاع دے کر واپس آیا تو یہ قیدی غائب ہو چکے ہیں" ـــ مارشل نے جواب دیا۔

"غائب ہو چکے ہیں ـــ تمہارے ہیڈ کوارٹر سے ـــ کیا مطلب"؟ ریڈ چیف کے لہجے میں حیرت تھی۔ اور پھر مارشل نے بلیک روم، سرنگ اور ساری کہانی دوہرا دی۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ـــ اور سنو! ـــ اس سے صاف ظاہر ہے کہ تمہارے ہیڈ کوارٹر میں کوئی غدار موجود ہے ـــ اس نے ان کا ساتھ دیا ہے" ـــ ریڈ چیف نے کہا۔

"اوہ سر! ـــ آپ کی بات درست ہے ـــ لیکن یہ تو سب میرے پرانے اور آزمودہ ساتھی ہیں" ـــ مارشل نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم تلاش کرو ـــ ان قیدیوں کی بازیابی اور تمہارے غدار ساتھی کی گرفتاری انتہائی ضروری ہے" ـــ ریڈ چیف نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس سر ـــ میں تلاش کر رہا ہوں سر" ـــ مارشل نے جواب دیا۔

"اوکے" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

مارشل نے رسیور کریڈل پر رکھ کر جیسے ہی سر اٹھایا، وہ چونک پڑا کیونکہ

ں نے دروازے کے پاس ہی نمبر تھری کو بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑے لیا۔ وہ نجانے کس وقت اندر آ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

"کیا بات ہے ـــ تم بغیر اجازت اندر کیوں آئے ہو" ـــ ل نے غضب ناک انداز میں کہا۔

"سوری باس ـــ لیکن آپ کو ایک ایسی اطلاع دینی تھی جو بے حد وری ہے" ـــ نمبر تھری نے جواب دیا۔

"اطلاع ـــ کیسی اطلاع" ـــ مارشل نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"سر ـــ میں جانتا ہوں کہ قیدی کیسے فرار ہوئے ہیں" ـــ نمبر تھری کہا۔

"اوہ! ـــ تم جانتے ہو ـــ بتاؤ جلدی بتاؤ" ـــ مارشل اس کی ت سن کر بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔

"سر ـــ یہ سارا کام نمبر ون نے کیا ہے ـــ اس کے مخصوص ساتھی ین لے کر عقبی حصے میں موجود تھے ـــ اور سرنگ کے راستے نمبر ون انہیں فرار کرایا ـــ اور خود سرنگ کا دروازہ اندر سے بند کر کے واپس یا اور پھر بعد میں خود ہی تلاش شروع کر دی" ـــ نمبر تھری نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ـــ نمبر ون ایسا نہیں کر سکتا ـــ یہ بکواس ہے" ـــ ل نے غصے اور حیرت سے ملے جلے انداز میں کہا۔

"سر ـــ میں روم نمبر الیون میں موجود تھا کہ میں نے اتفاقاً سیفٹی سوئچ کر دیا ـــ اور پھر سیفٹی سکرین پر تمام منظر آ گیا سر ـــ وہ سارا منظر فلم محفوظ ہے سر ـــ آپ خود دیکھ سکتے ہیں" ـــ نمبر تھری نے کہا۔

"اوہ! ـــ یہ پہلے سے بھی زیادہ حیرت انگیز بات ہے ـــ نمبر ون

غداری کرے گا ـــ یہ کیسے ممکن ہے ـــ کہاں ہے فلم" ـــ ہ مارشل نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"یہ ہے سر! ـــ میں ساتھ لایا ہوں" ـــ نمبر تھری نے کہا اور فلم کا رول مارشل کی طرف بڑھا دیا۔

"ٹھیک ہے ـــ میں چیک کرتا ہوں ـــ اور اگر نمبر ون نے غداری کی ہے تو میں اسے ایسی سزا دوں گا کہ اس کی روح صدیوں تک بلبلاتی رہے گی" ـــ مارشل نے کہا اور رول نمبر تھری کے ہاتھوں سے جھپٹ لیا۔

"سر! ـــ میں نے اس جگہ کو تلاش کر لیا ہے جہاں نمبر ون نے ان قیدیوں کو رکھا ہوا ہے" ـــ نمبر تھری نے کہا۔

"تلاش کر لیا ہے ـــ کیسے ـــ کہاں ہے وہ جگہ" ـــ ہ مارشل نے اور زیادہ چونکتے ہوئے کہا۔

"سر! ـــ نمبر ون نے ایک خفیہ ٹھکانہ اکوفی روڈ کی کوٹھی نمبر نناوے میں بنایا ہوا ہے ـــ وہاں اس نے اپنی پرسنل ٹیم بنائی ہوئی ہے۔ یہ قیدی وہاں موجود ہیں ـــ اگر آپ کہیں تو میں آپ کے ساتھ چل کر چیک کرا سکتا ہوں" ـــ نمبر تھری نے جواب دیا۔

"لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا" ـــ مارشل نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"سر! ـــ فلم میں ویگن ڈرائیور کا چہرہ آپ کو نظر آئے گا ـــ وہ میرا کزن ہے۔ جب میں نے اسے دیکھا تو پھر میں نے پرسنل لیول پر اس سے بات کی ـــ اور اس نے مجھے سب کچھ بتا دیا" ـــ نمبر تھری نے کہا۔

"اوہ! ـــ اگر واقعی ایسا ہے تو تمہاری کارکردگی قابل داد ہے ـــ پھر

تم نمبر تھری نہیں ـــ بلکہ نمبر ون بننے کے لائق ہو" ـــ مارشل نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے نیلے رنگ کے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور ڈائل پر موجود مختلف نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس سر" ـــ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"نمبر ون کہاں ہے" ـــ ہ مارشل نے پوچھا۔

"وہ چار افراد کو لے کر ہیڈ کوارٹر سے باہر گئے ہوئے ہیں قیدیوں کے نشانات کی تلاش میں" ـــ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اسے فوراً اطلاع کرو کہ وہ مجھے ملے" ـــ مارشل نے سخت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"باس! ـــ نمبر ون کو اگر پتہ چل گیا تو پھر وہ کھل کر سامنے آ جائے گا"۔ نمبر تھری نے کہا۔

"ہاں! ـــ اور وہی لمحہ اس کی موت کا باعث ثابت ہو گا" ـــ مارشل نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

"تم یہیں بیٹھو ـ میں اس فلم کو چیک کر کے آ رہا ہوں ـــ اگر نمبر ون آئے تو اُسے بھی بٹھا لینا" ـــ مارشل نے کہا اور نمبر تھری کے سر ہلاتے ہی وہ پچھلے دروازے میں غائب ہو گیا۔

مارشل کے اندر جاتے ہی نمبر تھری مسکراتا ہوا آگے بڑھا اور میز کے سامنے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر چمک اُبھر آئی تھی۔ اسے اب یقین ہو چکا تھا کہ وہ نمبر ون کی جگہ سنبھالنے لگا۔

تقریباً دس منٹ بعد بیرونی دروازہ کھلا اور نمبر ون اندر داخل ہوا۔ نمبر تھری اُسے دیکھ کر اپنی کرسی پر بیٹھا رہا۔ اس نے اس کے استقبال کے

لئے کھڑے ہونے کی بھی تکلیف گوارا نہ کی۔

"ہیلو! — تم یہاں کیسے — اور باس کہاں ہے" — نمبر وَن نے تلخ لہجے میں کہا۔

"باس اندر ہے — اس کا حکم ہے کہ جیسے ہی نمبر وَن آئے اُسے بٹھا لیا جائے" — نمبر تھری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے لمحے تڑاخ کی زوردار آواز کے ساتھ نمبر تھری چیختا ہوا پہلے میز سے ٹکرایا اور پھر نیچے فرش پر گر گیا۔ نمبر وَن کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا تھا۔

"کھڑے ہو جاؤ — تمہیں یہ جرأت کیسے ہوئی کہ تم اس لہجے میں میرے ساتھ بات کرو" — نمبر وَن نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اور نمبر تھری گال پر ہاتھ رکھے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اس کی آنکھوں سے چنگاریاں نکل رہی تھیں

"تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھا کر اپنی موت کو آواز دی ہے غدار" —… نمبر تھری نے نفرت آمیز لہجے میں کہا۔

"غدار — تم مجھے غدار کہہ رہے ہو — مجھے نمبر وَن کو" — نمبر وَن کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں! — اور میں نے باس کو اس بات کا ثبوت دے دیا ہے۔ میں نے اُسے وہ فلم دے دی ہے جس میں تمہاری غداری کا ثبوت موجود ہے — اور باس وہی فلم دیکھ رہا ہے — اور میں نے باس کو تمہارے پرائیویٹ ہیڈ کوارٹر کا پتہ بھی بتا دیا ہے اور اب تمہیں موت سے کوئی نہیں بچا سکتا" — نمبر تھری ایک ہی تھپڑ کھا کر اُبل پڑا۔

"اچھا! — تو یہ بات ہے — تم میری جگہ نمبر وَن بننے کے خواب دیکھ رہے ہو" — نمبر وَن نے طنزیہ لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے

اس کا ہاتھ تیزی سے جیب سے نکلا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ ٹریگر دباتا۔ تڑاخ کی آواز اُبھری اور ریوالور نمبر وَن کے ہاتھوں سے نکلتا چلا گیا۔

نمبر وَن نے چونک کر اندرونی دروازے کی طرف دیکھا تو وہاں مارشل ہاتھ میں سائلنسر لگا ریوالور لئے کھڑا تھا۔

"مجھے تمہاری غداری کا ثبوت مل گیا ہے نمبر وَن" — مارشل نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ نمبر وَن کچھ جواب دیتا۔ بیرونی دروازہ کھلا اور چار مسلح افراد ہاتھوں میں سٹین گنیں اٹھائے اندر داخل ہوئے۔

"خبردار! — اگر حرکت کی" — چاروں نے سٹین گنوں کا رُخ نمبر وَن کی طرف کرتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔

"یہ زیادتی ہے — یہ مجھ پر الزام ہے — سازش ہے" — نمبر وَن نے سخت لہجے میں کہا۔

"ابھی تمہیں ثبوت بھی مل جائے — تم اپنی آنکھوں سے دیکھو گے اور یقین رکھو — میں تمہیں سزا اس وقت دوں گا — جب تم اپنی غداری کا ثبوت دیکھ کر خود تسلیم کر لو گے کہ واقعی تم غدار ہو — تم نے قیدیوں کو یہاں سے فرار کیا ہے — میں نے نمبر تھری کو تھپڑ پڑنے کی آواز سن لی تھی — اور مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ اب تم پر فوری طور پر قابو پایا جانا ضروری ہے۔ اس لئے میں نے اندر سے ہی کال کر کے ان لوگوں کو بلوا لیا تھا" — مارشل نے کہا اور دوسرے لمحے اس کے اشارے پر نمبر وَن کے ہاتھ پشت پر کر کے اس کے ہاتھوں میں کلپ ہتھکڑی ڈال دی گئی۔

"ویگن تیار ہے ۔۔۔۔؟" مارشل نے ان چاروں میں سے جو بعد میں اندر داخل ہوئے تھے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یس باس! ۔۔۔ ویگن مدبارہ مسلح افراد کے تیار ہے" ۔۔۔ اس نے جواب دیا۔

"او کے! ۔۔۔ نمبر ون کو بھی اس ویگن میں سوار کرو ۔۔۔ تاکہ یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ سکے ۔۔۔ اور سنو! ۔۔۔ یہ ملک کا غدار ہے۔ اس لئے یہ قابل معافی نہیں ہے۔ اگر یہ راستے میں کوئی گڑبڑ کرنے کی کوشش کرے تو گولیوں سے چھلنی کر دینا ۔۔۔ میری طرف سے اجازت ہے" ۔۔۔ مارشل نے ان چاروں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس! ۔۔۔ حکم کی تعمیل ہو گی" ۔۔۔ اسی آدمی نے جواب دیا اور پھر نمبر ون کو دھکیلتے ہوئے کمرے سے باہر لے گئے۔

"آؤ نمبر تھرٹی! ۔۔۔ تم میرے ساتھ آؤ ۔۔۔ تمہاری کارکردگی واقعی قابل داد ہے" ۔۔۔ مارشل نے نمبر تھرٹی سے مخاطب ہو کر کہا اور خود بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

"باس! ۔۔۔ اس نے مجھے تھپڑ مارا ہے ۔۔۔ اور میں اس سے بدلہ لینا چاہتا ہوں" ۔۔۔ نمبر تھرٹی نے کہا۔

"بے فکر رہو ۔۔۔ تمہیں اس کا پورا پورا موقع دیا جائے گا" ۔۔۔ مارشل نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے کے آگے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے باہر آ گئے۔

ایک راہداری سے گزر کر وہ جب عمارت کے خالی حصے میں پہنچے جہاں پورچ میں مارشل کی مخصوص کار موجود تھی تو انہوں نے پھاٹک میں

ایک لمبی سی بند ویگن کو باہر جاتے ہوئے دیکھا۔ یہ وہی ویگن تھی جس میں نمبر ون کو لے جایا جا رہا تھا۔

مارشل نے کار کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی جب کہ نمبر تھرٹی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اور دوسرے لمحے کار تیزی سے موڑ کاٹتی ہوئی بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔

کار جیسے ہی پھاٹک کے قریب پہنچی پھاٹک آٹومیٹک انداز میں کھل گیا۔ کیونکہ پھاٹک کو کنٹرول اندر آپریشن روم سے کیا جاتا تھا۔ اس لئے وہاں کسی آدمی کی موجودگی ضروری نہ تھی۔

کار باہر آتے ہی تیزی سے دائیں طرف کو مڑی اور پھر اس کی رفتار لمحہ بڑھتی چلی گئی۔ مارشل ایک بار پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس پر دھاوا بولنے جا رہا تھا۔

عمران کی کار انتہائی تیز رفتاری سے اکوئی روڈ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ اس نے جان مارٹن کے ذریعے راک مین کی بتائی ہوئی مخصوص فریکوئنسی پر جب ٹرانسمیٹر کال کی تو راک مین کے اسسٹنٹ نے اسے اٹنڈ کیا اور جب عمران نے اسے پرنس آف ڈھمپ کا حوالہ دیا تو اس نے بتایا کہ راک مین نے انہیں اس سلسلے میں خصوصی ہدایات دے رکھی ہیں کہ آپ جہاں بھی ہوں فوراً اکوئی روڈ کی کوٹھی نمبر ننانوے پر پہنچ جائیں۔ آپ کے ساتھی وہاں موجود ہیں۔ پھر عمران کے استفسار پر اس نے بتایا کہ سیکرٹ ایجنسی کے ہیڈکوا سے نمبر ون نے عمران کے ساتھیوں کو از خود نکال دیا تھا۔ اور یہ نمبر ون کا پرائیویٹ ٹھکانہ ہے۔

لیکن بات چیت ختم ہونے سے پہلے ہی عمران نے نمبر ون کے اسسٹنٹ کو بری طرح چونکتے ہوئے محسوس کیا اور ساتھ ہی اس نے دھماکوں او گولیاں چلنے کی آوازیں بھی سنیں اور پھر اسسٹنٹ نے گھبرائے ہوئے لہجا

میں بتایا کہ ان پر حملہ ہو گیا ہے۔

چنانچہ عمران نے فوری طور پر وہاں پہنچنے کا فیصلہ کر لیا۔ جان مارٹن کو وہیں چھوڑ دیا گیا۔ اس نے جان مارٹن کو ہدایت دے دی کہ وہ یہیں ٹھہرے کہ عمارت پر کچھ مسلح افراد نے حملہ کر دیا تھا اور تباہی مچا دی اور آرنلڈ اس ہنگامے میں مارے گئے۔ اس کے بعد عمران، جوزف اور جوانا کو ہمراہ لئے رولز رائس کار میں واپس ہو گیا۔ اس نے جان مارٹن سے اکوئی روڈ کا محل وقوع معلوم کر لیا تھا۔ اور اب اس کی کار پوری رفتار سے اکوئی روڈ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔

نمبر ون کے پرائیویٹ اڈے پر اچانک اور بھرپور حملے نے اس کے ذہن کے مطابق صورت حال کو گھمبیر بنا دیا تھا اور وہ فوری طور پر وہاں پہنچ جانا چاہتا تھا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد جب وہ اکوئی روڈ پر پہنچا تو اس نے کار کی رفتار آہستہ کر دی اور پھر اس نے روڈ پر شور کا عالم دیکھا۔ وہاں کسی قسم کی ٹریفک موجود نہ تھی۔ البتہ ایک طرف چند پولیس کاریں روڈ بلاک کئے کھڑی تھیں۔ دھماکے اور فائرنگ کی آوازیں ابھی تک دور سے سنائی دے رہی تھیں۔

عمران کی کار کو بھی پولیس نے روک لیا۔

"کیا بات ہے"..... عمران نے تلخ لہجے میں کار روکنے والے پولیس آفیسر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ادھر ریڈ آرمی کا آپریشن جاری ہے ـــــ مجرموں سے مقابلہ ہو رہا ہے ـــــ آپ ادھر نہیں جا سکتے" ـــــ پولیس آفیسر نے کہا۔

"تم اندھے ہو کر ریڈ آرمی کو سی روک سکتے ہو ۔۔۔۔ میں ریڈ آرمی کا چیف ہوں" ۔۔۔۔ عمران نے کرخت لہجے میں کہا اور ریڈ آرمی کے چیف کا نام سنتے ہی پولیس آفیسر یوں جھٹکا کھا کر پیچھے کو ہٹا جیسے اُسے ہزاروں وولٹیج کا کرنٹ لگ گیا ہو۔ اور عمران نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی تھوڑی ہی دُور چلنے کے بعد اس نے ایک چھوٹی سی عمارت کے سامنے ایک لمبی سی بند ویگن کو کھڑی ہوئی دیکھا۔ ایک کار بھی موجود تھی اور پھر اس نے ایک نوجوان کو ایک دیوار کی اوٹ سے ہاتھ اٹھا کر اشارہ کرتے دیکھ لیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کی کار قریب پہنچتی۔ اس نے چار مسلح افراد کو ادھر اُدھر سے نکل کر دوڑ کر اس عمارت کی طرف دوڑتے ہوئے دیکھا۔ ان کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ اب اس عمارت پر بلائنڈ ریڈ کرنا چاہتے ہیں یعنی اندھا حملہ۔

عمران نے تیزی سے دروازہ کھولا اور دوسرے لمحے وہ سٹین گن اٹھائے باہر نکلا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ چار مسلح افراد کوٹھی کے قریب پہنچتے۔ عمران نے فائر کھول دیا اور دوسرے لمحے وہ چاروں گیندوں کی طرح اچھلتے ہوئے زمین پر منہ کے بل گرتے چلے گئے۔

فائر کرتے ہی وہ تیزی سے اچھلا اور چھلانگ لگا کر اپنی کار کی دوسری طرف اوٹ میں ہو گیا۔ اور اس کی اس چھلانگ نے اس کی جان بچا لی۔ کیونکہ دیوار کی اوٹ سے اس پر فائر کھولا گیا تھا۔ اور گولیاں کار کی مضبوط باڈی سے ٹکرا گئی تھیں۔

جوزف اور جوانا نے عقلمندی کا مظاہرہ کیا تھا اور عمران کو فائر کرتے

دیکھ کر وہ اس طرف سے نکلنے کی بجائے دوسری طرف سے نکلے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں بھی سٹین گنیں تھیں۔

"تم اس دیوار کے پیچھے موجود نوجوان کا خیال رکھو ۔۔۔۔ میں اس کی پشت پر جاتا ہوں" ۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے زور سے چھلانگ لگائی اور پھر بجلی کی تیزی سے دوڑتا ہوا وہ اس لمبی سی ویگن کی اوٹ میں پہنچ گیا۔ اسی لمحے دونوں طرف سے فائرنگ کا شور برپا ہوا۔ ایک طرف سے جوزف اور جوانا نے فائر کیا تھا جب کہ دوسری طرف سے دیوار کی اوٹ میں سے کسی نے فائرنگ کی تھی۔ لیکن ایک بھی گولی عمران کو نہ چھو سکی۔ ویگن کی اوٹ میں سے ہوتا ہوا وہ تیزی سے سائیڈ گلی میں گھس گیا۔ لیکن دوسرے لمحے اُسے بڑی پھرتی سے ایک بڑے ڈرم کی اوٹ لینی پڑی۔ کیونکہ اس نے تین مسلح افراد کو گلی کے موڑ سے نمودار ہوتے دیکھ لیا تھا۔

عمران نے کوڑے کرکٹ کے ڈرم کی آڑ میں ہوتے ہی فائر کھول دیا۔ اور وہ تینوں جو بے تحاشا دوڑتے چلے آ رہے تھے قطار میں کھڑی ہوئی اینٹوں کی طرح ایک دوسرے کے اوپر ڈھیر ہوتے چلے گئے۔ ان کے نیچے گرتے ہی عمران ڈرم کی آڑ سے نکلا اور تیزی سے گلی کے اس موڑ کی طرف بھاگا۔ موڑ کے قریب پہنچتے ہی وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیونکہ اس نے عمارت کی پشت پر موجود دو افراد کو کوٹھی کی کھڑکیوں پر فائر کرتے دیکھ لیا تھا۔ دونوں افراد ستونوں کی اوٹ میں کھڑے تھے۔ عمران نے سٹین گن کا زاویہ ذرا ترچھا کیا اور ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا۔ اور ستونوں کی آڑ میں موجود ایک آدمی اچھل کر پہلو کے بل گرا۔ گولیاں اسے چاٹ چکی تھیں۔ اسی

لمحے دوسرا تیزی سے عمران کی طرف مڑا۔ وہ عمران کے نشانے پر نہ تھا لیکن اسی لمحے عمارت کی چھت سے فائرنگ ہوئی اور دوسرے آدمی کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ زمین پر جا گرا۔

"عمران صاحب ـــــ عمران صاحب" ـــــ چھت پر سے صفدر کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور عمران نے چونک کر دیکھا اور اس نے چھت پر صفدر کا اٹھا ہوا سر دیکھ لیا۔

صفدر نے عمران کو دیکھ لیا تھا اس لئے ان کے حوصلے بلند ہو گئے تھے۔ عمران سر ہلاتا ہوا آگے دوڑتا چلا گیا۔ عمارت کے سامنے والے رُخ سے اب بھی وقفے وقفے سے فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

عمران دراصل اس عمارت کی پشت سے گھوم کر اس دیوار کی دوسری طرف سے جا نکلنا چاہتا تھا۔ اور پھر اس کا ٹکراؤ اور کسی آدمی سے نہ ہوا۔ دوسری طرف کی گلی خالی تھی۔ وہ محتاط انداز میں دوڑتا ہوا جیسے ہی اس گلی کے سرے پر پہنچا تو ٹھٹھک کر رُک گیا۔ کیونکہ اب اُسے وہ چھوٹی سی دیوار سامنے نظر آ رہی تھی۔

عمران اس وقت دیوار کی دوسری طرف تھا اس لئے اسے وہاں دو افراد اپنی طرف پشت کئے دیوار کے ساتھ چپٹے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ عمران تیزی سے پیچھے ہٹا کیونکہ وہاں ایسی کوئی رکاوٹ یا اوٹ نہ تھی جس سے وہ اپنے آپ کو بچا کر ان پر فائر کر سکتا۔ اور ابھی وہ اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا کہ دور سے پولیس گاڑیوں کے تیز سائرن سنائی دینے لگے یوں لگ رہا تھا جیسے چاروں طرف سے بے شمار گاڑیاں اس کوٹھی کی طرف بڑھ رہی ہوں۔ عمران سمجھ گیا کہ حملہ آوروں نے اپنی امداد کے لئے ریڈ آرمی یا پولیس

کو طلب کیا ہوگا اور ان کے یہاں پہنچتے ہی وہ بُری طرح پھنس جائیں گے اس لئے عمران نے اندھا دھند اقدام کا فیصلہ کیا اور تیزی سے باہر نکل کر اس نے بیک وقت اس دیوار کی طرف فائر بھی کھولا اور ساتھ ہی انتہائی پھُرتی سے دوڑتا ہوا اس ویگن کی طرف بڑھا جو اس کوٹھی کے گیٹ کے پاس کھڑی ہوئی تھی۔

عمران کے فائر نے دیوار کے ساتھ موجود ایک آدمی کو تو نشانہ بنا لیا لیکن دوسرا تیزی سے اپنے آپ کو جھکا کر گولیوں سے نہ صرف بچ نکلا بلکہ اس نے انتہائی پھرتی سے گھوم کر بھاگتے ہوئے عمران کو مشین گن کا نشانہ بنایا۔ لیکن اس سے تھوڑی سی غلطی ہو گئی۔ وہ جوش میں سیدھا ہوا اور اس کا سر اور گردن دیوار سے دوسری طرف نظر آنے لگ گئی اور یہی اس کے لئے بدقسمتی کا باعث بن گیا۔ اس نے عمران پر جو فائر کھولا، وہ تو عمران اپنی بے پناہ پھرتی سے بچا گیا۔ لیکن کار کی اوٹ سے جوزف اور جوانا کی فائرنگ نے اس کی کھوپڑی کو ہزاروں حصّوں میں تقسیم کر دیا اور عمران بجلی کی سی تیزی سے بھاگتا ہوا اس ویگن کی اوٹ میں آ گیا۔

"پرنس ـ پرنس! ـ میں راک مین ہوں" ـــــ اچانک ویگن کی کھلی کھڑکی سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران یہ آواز سنتے ہی اچھل پڑا۔ اس نے بڑی پھرتی سے ویگن کا دروازہ کھولا تو اس نے راک مین یعنی ڈیون کو سیٹ کے نیچے بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اس کے پیر سیٹ کے ساتھ ایک آہنی زنجیر سے بندھے ہوئے تھے۔

عمران نے بڑی پھرتی سے سٹین گن کی نال اس آہنی حلقے پر رکھی اور فائر کھول دیا۔ دھماکے ہوئے اور زنجیر کے پرخچے اُڑ گئے

"مجھے کوٹھی میں لے چلو ۔۔۔ ریڈ آرمی آ رہی ہے" ۔۔۔ راک مین نے کہا اور تیزی سے اٹھ کر باہر کو لپکا۔ اس کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ جوزف اور جوانا بھی بھاگ کر وہاں پہنچ چکے تھے۔ کیونکہ اب دیوار کی طرف سے کوئی فائرنگ نہ ہو رہی تھی۔ البتہ پولیس گاڑیوں کے سائرن اب اتنے نزدیک آ چکے تھے کہ ان کی آوازیں کان پھاڑ رہی تھیں۔

جیسے ہی راک مین نیچے اترا، کوٹھی کا پھاٹک کھلا اور پھر راک مین کے دو مسلح آدمی تیزی سے باہر نکلے اور انہوں نے پھرتی سے راک مین کو اٹھایا اور کوٹھی کے اندر بھاگ گئے۔ اب سرخ رنگ کی گاڑیوں کا ایک سیلاب سا چاروں طرف سے کوٹھی کی طرف امنڈتا نظر آنے لگ گیا تھا۔

"سب لوگ اندر آ جائیں ۔۔۔ پھاٹک بند کر دو ۔۔۔ ریڈ آرمی کو روکو" اندر جاتے ہی راک مین نے چیخ چیخ کر کہا۔ اور اس کے احکام پر بجلی کی سی تیزی سے عمل درآمد شروع ہو گیا۔

عمران کے ساتھی بھی اب اندر سے نکل کر باہر آ گئے تھے۔ جوزف جوانا اور عمران کے اندر آتے ہی پھاٹک بند کر دیا گیا اور راک مین کے ایک ساتھی نے چیخ چیخ کر ریڈ آرمی کو روکنے کے احکامات دینے شروع کر دیئے۔

"آؤ میرے ساتھ ۔۔۔ جلدی کرو پلیز" ۔۔۔ راک مین نے چیخ کر کہا اور اسی طرح بندھے ہوئے ہاتھوں سے عمارت کے اندر دوڑنے لگا۔

عمارت کی چھت سے اب باہر جمع ہونے والی ریڈ آرمی پر مسلسل اور بے تحاشا فائرنگ شروع ہو گئی۔

"میرے ہاتھ کھولو ۔۔۔ جلدی" ۔۔۔ راک مین نے چیخ کر کہا اور برآمدے میں موجود اس کے چار آدمیوں نے بڑی پھرتی سے ریوالور نکال کر اس کی

کلپ ہتھکڑی کے جوڑ پر اس کی نال رکھی اور فائر کھول دیا۔

راک مین کے جسم کو جھٹکا لگا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ آزاد ہو گئے۔ وہ دوڑتا ہوا ایک کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے انتہائی تیزی سے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک سرخ رنگ کا چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال کر اس کے کونے میں موجود بٹن دبا دیا۔ ٹرانسمیٹر سے تیز سیٹی کی آواز نکلی۔ چند لمحوں بعد ایک تیز آواز سنائی دی۔

"ہیلو ۔ ہیلو ۔۔۔ الیون تھرٹی اٹینڈنگ ۔۔۔ ایمرجنسی کال ۔ اوور" ۔۔۔ بولنے والے کا لہجہ بے حد تیز اور کرخت تھا۔

"ریڈ چیف نمبر ٹو کالنگ یو ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ راک مین نے اس سے بھی زیادہ کرخت لہجے میں کہا۔

"یس سر ۔ یس سر ۔۔۔ اوور" ۔۔۔ اس بار دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکلخت مودبانہ ہو گیا۔

"تم کس کے حکم سے آرلی روڈ کی کوٹھی نمبر ننانوے پر ریڈ کر رہے ہو۔ جواب دو ۔ اوور" ۔۔۔ راک مین نے چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ سر! ۔۔۔ سپر ایجنٹ مارشل نے ٹاپ ایمرجنسی کال کی تھی کہ ریڈ چیف نمبر ٹو کرنل فورس ریڈ کر رہا ہے ۔۔۔ ہم یہاں پہنچے ہیں سر ۔۔۔ تو ایجنٹ مارشل سے بھی رابطہ نہیں ہو سکا ۔۔۔ البتہ ادھر ادھر کئی لاشیں پڑی ہوئی ہیں ۔۔۔ اور عمارت کے اندر سے زبردست مزاحمت ہو رہی ہے ۔۔۔ ہم سیکنڈ کال کے منتظر ہیں ۔۔۔ ریڈ چیف ٹاپ ایمرجنسی کا کوئی جواب نہیں دے رہے۔ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا گیا۔

"فوراً واپس چلے جاؤ ـــــ یہ کال غلط فہمی کی بنا پر ہوئی ہے ـــــ یہ عمارت ریڈ آرمی کی سپیشل ایجنسی کی ہے ـــــ فوراً واپس چلے جاؤ۔ اوور" راک مین نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ! ـــــ بہتر سر ـــــ ٹھیک ہے سر ـــــ ان لاشوں کا کیا ہوگا سر۔ اوور" ـــــ دوسری طرف سے پوچھا۔

"تمہیں ان سے کوئی سروکار نہیں ـــــ یہ اس سپیشل ایجنسی کا مسئلہ ـــــ یو گو بیک ایٹ ونس ـــــ اوور اینڈ آل" ـــــ راک مین نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"فائرنگ روک دو ـــــ اور جب ریڈ آرمی واپس چلی جائے تو باہر موجود لاشیں اٹھا لاؤ ـــــ اور ریڈ آرمی کا خصوصی نشان پھاٹک پر لگا دو تاکہ مزید کوئی کارروائی نہ ہو" ـــــ راک مین نے ٹرانسمیٹر بند کرتے ہی چیخ کر اپنے آدمیوں سے کہا جو بڑے مؤدبانہ انداز میں کمرے میں کھڑے تھے اور اس کا حکم ملتے ہی وہ تیزی سے باہر کو دوڑے۔

"آپ بڑے وقت پر آئے ہیں پرنس! ـــــ لیکن آپ کے متعلق تو معلوم ہوا تھا کہ سر آرنلڈ نے آپ کو کور کر لیا ہے ـــــ اور ریڈ چیف کو نجانے کیا ہوا ہے کہ وہ ایلون تھرڈی کی ٹاپ ایمرجنسی کال کا جواب نہ دے رہا ہے ـــــ ورنہ ایسے حالات میں وہ بے حد مستعد رہتا ہے" ـــــ راک مین نے الجھے ہوئے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تمہارا ریڈ چیف ختم ہو چکا ہے ـــــ سر آرنلڈ اور ریڈ چیف ایک شخصیت کے دو نام تھے ـــــ اس وقت اس کی لاش اس کے تباہ مینشن میں پڑی ہے ـــــ اور اس کے سیکرٹری جان مارٹن نے شاید

تک سر آرنلڈ کی ڈاکوؤں کے ہاتھوں موت کی اطلاع پولیس کو دے دی ہوگی" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران کی بات سنتے ہی راک مین یوں اچھلا جیسے اس کے پیروں تلے بم پھٹ پڑا ہو۔

"کیا واقعی پرنس! ـــــ ریڈ چیف ختم ہو چکا ہے" ـــــ راک مین نے بوکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں اپنے ہاتھوں سے اس کی روح کو عالم بالا کی طرف پرواز کرا کر آیا ہوں" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ! ـــــ پھر مجھے فوراً جانا ہوگا ـــــ پرنس! ـــــ آپ یہاں مطمئن رہیں اب یہاں کوئی نہیں آئے گا ـــــ مارشل آپ کے ساتھیوں کے ہاتھوں ختم ہو چکا ہے ـــــ میں نے اس کی کھوپڑی کے پرزے اڑتے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں ـــــ اور ریڈ چیف کو آپ نے ختم کر دیا ہے۔ اب میرے ریڈ چیف بننے میں کوئی رکاوٹ نہیں رہی" ـــــ راک مین نے کہا اور تیزی سے دوڑتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اب کوٹھی کے اندر اور باہر ہونے والی فائرنگ ختم ہو چکی تھی۔ ہر طرف سکون تھا۔ صرف گاڑیوں کے چلنے اور دوڑنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔

عمران کمرے سے باہر آیا تو راک مین کے آدمی باہر سے لاشیں اٹھا اٹھا کر اندر لا رہے تھے۔ اور ایک سفید رنگ کی گاڑی تیزی سے کھلے پھاٹک سے باہر نکل رہی تھی۔

"تم لوگ منصوبے کے مطابق مینشن پہنچے ہی نہیں ـــــ میں وہاں انتظار کرتا رہا کہ جلد میری ٹیم بھی اپنی حسرت نکال لے ـــــ اور پھر مجبوراً مجھے خود ہی اپنی اور تم سب کی حسرت نکالنی پڑی" ـــــ عمران نے اپنے گرد

اکٹھے ہونے والے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر طنزیہ لہجے میں کہا اور جولیا اور تنویر کے علاوہ باقی افراد نے بے اختیار سر جھکا دیئے۔

"میں تو بس جولیا کی وجہ سے مجبور ہو گیا تھا ــــ ورنہ میں ایک ایک کو دیکھ لیتا" ــــ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو میں کہتا ہوں کہ عشق کی پٹی اتار دو ــــ تاکہ تمہیں ایک ایک نظر آ جائے ــــ اس طرح تو ایک بھی نظر نہیں آ سکتا" ــــ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے اس فقرے پر جولیا بھی ہنس پڑی۔

"ایک ہی نظر آتی رہے تو کافی ہے عمران صاحب" ــــ صفدر نے لقمہ دیا اور عمران اس کے اس چبھتے ہوئے خوبصورت سے فقرے پر کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

تقریباً دو گھنٹے بعد راک مین واپس لوٹا تو اس کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو رہا تھا۔

"میرے خیال میں تھپڑ مار مار کر تمہیں ریڈ چیف بنا دیا گیا ہے ــ اسی لئے چہرہ سرخ ہو رہا ہے" ــــ عمران نے اسے دیکھتے ہی کہا اور راک مین ہنستا ہوا آگے بڑھا اور دوسرے لمحے اس نے بے اختیار عمران کو بازوؤں میں جکڑ کر اٹھانا چاہا۔

"کمال ہے ــــ تم تو پہاڑ سے بھی زیادہ مضبوط ہو ــــ میرا خیال تھا کہ میں تمہیں اٹھا کر رقص کروں گا ــــ مگر تمہیں تو ہلانا بھی ناممکن ہو گیا ہے" ــــ راک مین نے اپنا فقرہ ادھورا چھوڑتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"رقص زنجیر پہن کر بھی کیا جاتا ہے ــــ لیکن ایسے رقص میں ہلنا جلنا

ختم ہو جاتا ہے ــــ اسے ہم ساکت رقص کہتے ہیں" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ساکت رقص! ــــ یعنی رقص اور ساکت ــ بہت خوب" ــــ راک مین نے کھل کھلا کر ہنستے ہوئے کہا۔

"تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا ــــ کتنے تھپڑوں کے بعد کام ہوا ہے" ــــ عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"تھپڑ بس وہی کافی رہا ــــ جو تم نے مارا تھا ــــ راک مین کو آج تک غلط فہمی رہی تھی کہ اسے کوئی لڑائی بھڑائی میں شکست نہیں دے سکتا ــ لیکن زندگی میں پہلی بار پتہ چلا کہ تم جیسے لوگ بھی اس جہاں میں موجود ہیں جو راک مین کو اتنی آسانی سے بے بس کر دیتے ہیں ــــ میں تمہاری عظمت کو سلام کرتا ہوں پرنس" ــــ راک مین نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"وعلیکم سلام ــــ اور سناؤ خیریت ہے ــــ بال بچے راضی ہیں" ــــ عمران نے جواب دیا اور راک مین کے قہقہے سے کمرہ گونج اٹھا۔

"بالکل راضی ہیں پرنس! ــــ میں ریڈ چیف بن گیا ہوں ــــ ہنگامی میٹنگ کال ہوئی اور پھر متفقہ طور پر مجھے ریڈ چیف منتخب کر لیا گیا ہے دیکھو میرا اعزاز" ــــ راک مین نے مسکراتے ہوئے کہا اور اپنی سیدھی کلائی پر سے آستین سرکا دی تو اس پر سرخ رنگ کی ایک چھوٹی سی مہر بنی ہوئی صاف نظر آنے لگی۔ عمران پہلے ایسی مہر سر آرنلڈ کی کلائی پر دیکھ چکا تھا۔

"پھر مبارک ہو ــــ اب ہمیں یہ بتاؤ کہ ہمارے ملک کے خلاف مشن

کے لئے کب آدمی بھیج رہے ہو" ——— ؟ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"پرنس !——— میں شاید ساری عمر بھی کوشش کرتا رہتا تو یہ سیٹ حاصل نہ کر سکتا ——— ریڈ چیف کا خاتمہ تم جیسے افراد ہی کر سکتے ہیں بہرحال میں اور تو کچھ نہیں کہہ سکتا ——— صرف اتنا کہتا ہوں کہ کاسٹریا کی ریڈ آرمی کا چیف یعنی ریڈ چیف آج سے پرنس کا غلام ہے اور اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف مجھے یہ اعزاز دے کہ وہ مجھے کاسٹریا میں اپنا نمائندہ بنا لے تو ہمیشہ مشکور رہوں گا" ——— راک مین نے انتہائی پُرخلوص لہجے میں کہا۔ وہ ضرورت سے کچھ زیادہ ہی ممنون احسان ہو گیا تھا۔

"معنی میرے لئے تو جوزف اور جوانا جیسے بلیک چیف ہی کافی ہیں ——— ان کا خرچہ میرے لئے برداشت کرنا ——— ناممکن ہو رہا ہے ——— ریڈ چیف کو میں کہاں سے کھلاؤں گا ——— البتہ تمہاری خواہش میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف تک پہنچا دوں گا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور ریڈ چیف نے اتنی سی بات پر ہی ممنونانہ انداز میں سر ہلا دیا۔

"میرا خیال ہے کہ اب ہمارا یہاں مشن تو ختم ہو گیا ہے"۔ اچانک جولیا نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مشن کیسے ختم ہو گیا ہے مس جولیا !——— تنویر بے چارہ ویسے کا ویسا کنوارہ ——— اور تم بھی ویسے کی ویسی ہی مس جولیا" ——— عمران نے لفظ مس پر زور دیتے ہوئے کہا اور جولیا کا ہاتھ بے اختیار سلیپر کی طرف بڑھا۔

"ارے ارے ——— تنویر بے چارہ گنجا ہو جائے گا ——— کچھ دن وہاں رہنے دو اس کے سر پر" ——— عمران نے کہا۔ اور جولیا جھینپ پڑ گئی۔ جب کہ کمرہ سیکرٹ سروس کے ممبران کے قہقہوں سے گونج اٹھا۔

ختم شد